

طحاوی
ڈاکٹر تحسین
کراچی



خوفناک سیریز کی دو کتابیں ہر ماہ شائع ہوں گی

خوفناک سیریز

جو کہ پڑھنے والوں پر کچھ طاری کر دیں گی
جسم و جاں کو خوف کے شکنجے میں جکڑ لیں گی
اپنی نوعیت کی دل دہلائی خوف کے گرداب میں غوطہ زن،
خوفناک بھوتچکاں اپنی مثال آپ کہانیاں
ڈرڈا بجست کے مشہور و معروف رائٹروں کی دہشت ناک اور تھراپیکر کہانیاں
جسے پڑھنے والے اچنبھے میں پڑ جائیں گے اور تھرا جائیں گے۔

ایجنٹ حضرات اپنا آرڈر بک کرانے
کے لئے ادارے سے رابطہ کریں

رابطہ نمبر:

021-32744391
0345-2177326

ڈریپل کیشنز

نورانی آرکیڈ نیو اردو بازار کراچی



گیسٹو فُل

میں رہنے کی جگہ اور برائیوں کی

گیسٹو فُل لو سب ہضم ہوا!



Qandil Natural Health | www.qandil.com | www.qandilhealthshop.com

Watermarkly

شیراز خان

16

بلک مہا

لوہاں پھانسی کے گڑبڑ سے لگاتار
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

کول بخین

33

خوف کے سائے

دن و رات یہ جلتا ہوئے قادی کرل
ہول توپوں ہولپوں کافی

مرزا حامد بیگ

39

ناعاقبت اندیش

دوست کے گناہ سے مرے مارے
میں نے ہل ٹوکا ادا کی گئی

آمنہ زام

45

حسد

میں نے کہا میں کہ اس کا گھر میں
سے چھاپ دیں کے لئے جس تھا

نور طاہر زائد

50

اقرار

میں نے یہ سب سنا دیا کہ جس نے
میں نے ادا دیا کہ اور اور گئی

آیت فاکر سلطان

63

سیر آنکھوں والا جن

ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی
میں نے اس کو شہید کر دیا

ناصر گورنر

69

عبدل علی کی قبر

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

راشد ذہن طاہر

76

کاسے علم کا ماہر

راشد ذہن طاہر کی گولی کھائی
میں نے اس کو شہید کر دیا

محمد رمضان نسیم

96

عجیب بو

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

بنت حوالی

108

جلا پیر 2

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

ایکس اشیا زام

124

خونناک جنگل

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

نورین زام

138

نورانی استیاں

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

عنان منی خان

142

میرے امرا

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

شاکر راشد

167

اندر یکسی

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

غلیل جہاد

171

روح کا چین

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

عبدالغفور شاد

176

حیرت

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

شازبہ ستار

182

گیند

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

ایم جیل بیگ

186

معصوم شیطان

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

ابارو

190

قوس قزح

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

رسولان علی سومرو

194

طاغوت

میں نے اس کی گولی کھائی
ایک دن ایک عورت کی گولی کھائی

[illegible][illegible]

خدا کا لفظ: خداوندی کو بات کہہ کر چھوڑ دیا ہے۔۔۔ کہ تیرا پروردگار باری تعالیٰ قرآن و کتبوں اور مہجوں کے ساتھ ان کو ملے گا۔ یہ اس سے کہ وہ
 پروردگار کو جانے۔۔۔ مصلحتاً نہ سمجھ آئے چنانچہ انہوں نے ان کے ساتھ ان کے ہر ایک پروردگار کو ملے گا۔۔۔ مصلحت: اولیٰ میں مجھے
 باری تعالیٰ کی بات کہہ کر چھوڑ دینی تھی۔۔۔ اور اس کے انکار کے دل سے شکر گزار ہوں۔ اس کی اپنی ایک اور کھلی گنجی دینی ہوں۔ سچ ہے کہ اگر
 کے عباد پر دینی ان سے پہلے وہ ایک خدا تھا جس کے سر پر ہر دین میں ان کی طرف سے اور وہ اس کے ساتھ۔۔۔ لے گا۔ ہر دین میں ان کے
 کے عباد پر دینی ان سے پہلے وہ ایک خدا تھا جس کے سر پر ہر دین میں ان کی طرف سے اور وہ اس کے ساتھ۔۔۔ لے گا۔ ہر دین میں ان کے
 کے عباد پر دینی ان سے پہلے وہ ایک خدا تھا جس کے سر پر ہر دین میں ان کی طرف سے اور وہ اس کے ساتھ۔۔۔ لے گا۔ ہر دین میں ان کے

[illegible][illegible][illegible]

یہ ہیں مگر جب انھوں نے مکمل میں غور کیا تو یہ اندازہ ہو گیا کہ یہ نیکو کی عمارت کے لئے جتنی چیزیں ہیں ان کے لئے ہرگز نہیں کافی۔



بلیک مہیا

شیرازستان سداق آباد

کننگ کوبرا کے بعد دنیا کا سب سے خطرناک مہیا، بلیک مہیا، جس کا کھانا ملتا ہے، پہلی نہ ملائیک بلیک مہیا کی تلاش میں موگرلوں وہ ان کی آملا گلا تک جا پہنچے۔ کیا وہ انہیں زندہ پکڑنے میں کامیاب ہو گئے؟
۲۶۔ چلتے اس گورنہ خیز کھلتی میں جو آپ کے ہوش لڑائے گی۔

خطرناک سانچوں کے چکر سے گئے ملات برائے دماغ پر بحث ملاری کرتی کہانی

مقامی جی اگھر میں ہے سانچ گھر میں
سوجھ بوجھ کوبرا کے پورے پورے کا دھڑلے لہر کا خطرناک
جانب بیک مہیا کا جوڑا اچانک کی بیماری کی وجہ سے
مر گیا۔ تفریح کی غرض سے آئے مائے لوگ زیادہ تر ای
پر تین میں جا پانے کرتے تھے تاکہ اس خطرناک سانچ
کوڑھوالت میں خود اپنی فکر دہ سے کچھ سکیں۔
روزانہ لوگوں کا دھڑلے کی وجہ سے انتظامیہ
میں طرہ پر کافی کامدہ حاصل ہو رہا تھا۔ لیکن شوکی قسمت
کی بنا پر بلیک مہیا کا ایک بھڑا جو ٹھکی طریقہ کے
جنگلات سے بھاری قیمت دے کر منگوا لیا تھا۔ دو کسی
بیماری کی وجہ سے ایک مدت مردہ حالت میں پایا گیا۔ حتی
کہ اس جوڑے کا خیال چڑا گھر میں موجود دیگر اور
جالوروں کی سب سے زیادہ دکھا جاتا تھا۔ دن بھر میں لوگوں
کا دھڑلے کی وجہ سے اس کے خدمت گار سانچ گھر
کے باہر ہی موجود رہتے تھے ویسے بھی تمام سانچ گھسے
کے مضبوط ٹیکسٹوں میں بندھے اس لئے ان کے باہر نکلے
کا تو کوئی خدشہ نہیں تھا اس لئے خدمت گار باہر ہی رہ کر
آئے جانے والوں کو دیکھتے دیکھتے تھے۔ ان کی غوراک
کہ انتظام گرا انہیں گرم مردہ صوبوں سے بچاؤ ان کی
وہابی پر مشتمل تھا۔

لیکن بات کے وقت وہ ایک راؤنڈ کا کر اپنے
گورنوں میں پلے جاتے تھے اس لئے جب وہ مری تھا
انہیں نے اس جوڑے کو اپنے کیمپ میں مردہ حالت
میں پایا تو ان کے انہوں کے طرے آؤ گئے۔ کیونکہ اس
جوڑے کی جو قیمت تھی وہ تو خود کو کچ کر بھی چڑا گھر کی
انتظامیہ کو نقصان دے پائے۔ تاکہ جب وہ انہیں خوراک
دیتے ہو رہے تھے کیمپ کی منتالی کرنے کی غرض سے اس
طرف گئے تو انہیں مرے ہوئے پایا۔ انہوں نے غوری
طور پر ایک بیکٹریا مشین سے کچھ پھر ہسٹریاں بان کو مطلع کر دیا
ان کی اطلاع جیسے انتظامیہ پر برقی بین کر گری اور وہ
گاڑیوں کے جھانے چلے ہی سانچ گھر کی جانب
دوڑتے پلے آئے۔ ان سب کے چروں پر ہوائیں آؤ
رہی تھیں۔

جات سانچ کسی بیماری کی وجہ سے ہی مرے
تھے لیکن یہ بھی تو ان کی ذہنی اور دیکھ بھال میں شامل تھا
کہ ان کی صحت کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا۔ شاید انہیں
اندرونی اندر کوئی بیماری لگ چکی تھی جو بد وقت تھیں اور
طالع نہ ہونے کی بنا پر انہیں موت کی صورت میں نکل
گئی۔

پھر انہیں اچانک ایک خیال آیا کہ سانچ گھر

تو بلاشبہ اس کے دل سے غما خوئی کی بجائے
حیرت و شگفتہ و تیرب و تازہ غما و ابروؤں کی دوستی
سے ذرا فرق نہیں پڑتا تھا۔ بعد میں دو بچی ایک آواز آئے کہ
کی لڑائی ہو رہی ہے، گورنر صاحب صاحبان اس لڑائی کی آہستہ
میں بٹوں پہات جیت ہوئی رہتی تھی۔
"پھر ختم ہوئی کاغذ بھی چڑھا۔" اسے
تو بلاشبہ کی خوشی آواز سننے لگی۔

اسی اشتہار کو بھی پڑھ کر ان حسین وادیوں میں کھجور کا آواغلا
 کھانے کا چہرہ ہلکے ہوئے کی آواز سنائی دے گی۔ یہ سچ ہے۔

قوله ہاں کی عزت و اندر میں آواز ملتی تھی۔
اس کا لیے شہر اڑنے والا تھا۔ شاید وہ دلی کی دلی میں
جائے گھر کی آگلا میں کی تھی اور وہ تھا۔

”اچھا دوست چھوڑ دو یا تمہاں اپ سے تار کا کچر
کیا خیال ہے چلیں قسمت آزمائی کے لئے شہلی
ماریتہ“

”کیا مطلب... یعنی اب لاہاپے میں شہر
گناہا جے جو کہ ہم سے جنگاواتی جنگ چھانے

اسلئے ہارنے اکتائے ہوئے اور بچہ مر چکا تھا
 جواب دیا۔ اے شاہ میں کی بات نہ کی گئی تھی اس لئے
 اس کے چہرے پر ناگواری کے بازو صاف نظر آتے تھے۔
 "تجسّس دوست ایسی بات نہیں ہے۔ میرے
 ذہن میں تو ایک فیصلہ تھا کہ لب ہم دونوں کے پاس
 کچھ دور کرنے کے لئے تو ہے نہیں اس لئے بیٹھے بیٹھے
 سوائے موت کے انتظام کے اور کیا کام ہے۔ مگر اس
 لئے کیوں نہ ایک ایڈیوٹر کی تلاش میں ہم دوبارہ اپنی
 جہاز کی راہیں جانو، کرئیں اور معلوم موت کا فریضہ
 کب آکر ہم دونوں کی گردنوں پر پڑے گا۔ اس سے پہلے
 حکم آکر ہم پہلے پھرے تو رہیں گے اور حریف سونا میل بھی
 ہو جائے گا۔ اگر ہن سائینوں کا جھڑا ہوا ہو گا کیا تو
 وارے نہ ہمارے ورنہ محوم پھر کر واپس آجاؤں گے اور
 اگر زخمی نہ ساتھ دیا تو ٹھیک ورنہ شاہ وہیں
 چنگین میں ہی نہیں سرکھپ جائیں گے۔" تو لباش
 کی ہنسی ہوئی اور آواز سنائی دی۔

”میرے پاس دو ساتھی ہیں جنہیں تم نے پہچان لیا۔ ان کے ساتھ آ جاؤ۔“

چاہے وہ انھیں مجھے تمہاری یہ آفر کوئی ہے ۔
 اسٹیفن یار نے اس کی بارہوی خوش دلی سے جواب دیا
 کیونکہ وہاں تھا کہ تو تلاش بہت اسود و زمکی ہمارے گرد
 تھا کیونکہ اس کے دو بیٹے بہت اچھے پڑاوس تھے اور
 اسے ہر ایک معقول رقم بھی دیتے تھے اس لئے اس
 نے شاید اپنی کوئی بچت کرکے کئی قسمی جس کے بل بوتے پر
 اس نے اسے اتنی بڑی آفر دے کر دینی کا خیرم و کھلا
 تھا۔ اسٹیفن یار کے دل سے اس کے لئے دعا میرا نکل
 رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس خود غرض دنیا پس اسے
 ایک سپاہیوں کا روستہ دیا تھا اور جوانی سے لے کر ابھی
 تک اس کی روتی مثالی رہی تھی لہذا آج بھی اس کا ٹھہرت
 مل گیا تھا۔ ... ۱۱

☆ ☆ ☆
 بلکہ مہاراجہ کو رانے کے بعد دنیا کا سب سے لمبا
 اور خطرناک حساب مانا جاتا ہے۔ اس کی دلاور میں
 کلومیٹر کی گنتوں کے حساب سے ہوتی ہے جس کا قاعدہ
 ان کو یہ اپنے عقلمندوں کی آسانی سے موت کی گنت
 ملتا رہتا ہے۔ اس کی خاص نشانی یہ ہوتی ہے کہ جسمانی
 طور پر تو اس کی درگت سلیمہ گرامس کے گنت کے اعداد کا حصہ
 نہایت زیادہ ہوتا ہے لیکن جب اسے بلکہ مہاراجہ جاتا
 ہے۔ اس کی کہانی کو آسان سمجھنا تو آسان تھا تو اس کی کھجور کی ہے اس
 کے ساتھ کسی بھی جسم کی چھینڑ خالی بہت جگہ پر چھینکی ہے
 کہ تو اس کی حرکت پر یہ بہت غصیلہ اور جاتا ہے۔ جو در تمام
 حالات میں یہی صورتیں مست رہتا ہے۔ ۱۱

1 April 2023

سناٹپ کے لئے کی جو سے مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ٹھہر گئی ہے۔ اگر اسے بلاوجہ جھگایا جائے تو یہ اپنے وطن کو ایک سے دس بار اس قدر خطرناک ہے کہ اس کا ایک ہی گرام ہی اچھے انسان کو بے گھر بن دیتا ہے۔

جنگ کی بھی ممکنہ جگہ سے بچاؤ یہ اپنے وطن کے جسم میں تقریباً چار سو فی گرام تک کا زہر داخل کرتا ہے۔ اس کے ذریعے ہی انسان یا کسی بھی جانور کی آنکھوں کے آگے کدھم کدھم اچھا بچاؤ ہوتا ہے۔ اس کا زہر انسان کے دل اور اعصابی نظام کو کھسکھس کر کھدکھاتا ہے۔ اس لئے اسے دنیا کے خطرناک ترین سناٹوں میں دوسرے نمبر پر گروانا چاہیے۔

۱۔ ہوش بھی بچ کر سب سے پہلے میں
 ہی ہرگز قتل کر دی گا۔ مجھے ہوش گنا ہے کہ بہادر میں
 جو ایئر فوجر کیا گیا تھا اس کی وجہ سے مجھے کچھ اڑانی
 ہو گئی ہے جس کی وجہ سے میرے تمام جسم پر عجیب طرح
 کی کھنٹھوں سے زخم ہے۔۔۔۔۔
 اس گناہے بات سن کر میرے دل سے قہقہے نکل
 گئے۔ اچھا۔۔۔۔۔ جیلا میں ایئر فوجر کی وجہ سے مجھے تو
 کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔۔“

وہیے بھی آئیے دو بار دھار کے دو بار من گھڑے ایسا ہی بھی تھا
کہ تم پر الہی ہوا اس کی چیزوں کا نقص کوئی اثر نہیں ہوتا
ہے۔ ”قولہائے آئمیں بندہ کے جواباً کہہ۔

اب یہ تازہ کاری ہم سے کب ملے گی؟

نے حمل نہیں کیا تھا لیکن وہ پہلی طرف پر کسی ہو کر آگے
 بڑھ رہے تھے۔ چلتے چلتے انہیں تقریباً پچیس منٹ
 ہو چکے تھے اور بھر دور سے ہی انہیں ایک چوڑا سا پہاڑ
 دکھائی دیا جو دھل کے اندر ہی موجود تھا۔ کچھ سے باہر تھا
 کہ وہیں کے اندر یہ پہاڑ کھڑکیسے تھا ؟

صرف ایک ہی پہاڑ وہیں موجود تھا اور بھر دور
 اور تک درختوں کا سلسلہ شروع ہوا دکھائی دے
 رہا تھا۔ اللہ ! یہ کچھ کیا ہے؟ مگر اس پہاڑ کی
 موجودگی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟ اس کی حیران کنی۔

لیکن قوت کی کارستانی کے آگے انسان ہٹا کیا
 کر سکتا ہے۔ وہ دونوں مسلسل یہی سوچتے ہی پہاڑ کی
 جانب بڑھتے جا رہے تھے۔ چند منٹوں میں وہیں پہنچ
 چکے تھے اور پھر انہیں اس پہاڑ کے دائیں جانب ایک

ٹھکڑی دروازہ دکھائی دی۔ جو زمین سے جوڑ آسمان تک
 جانے کی بجائے پہاڑ کے درمیان تک پہنچ کر رک گئی
 تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے قدرت نے اس پہاڑ کو دو حصوں
 میں تقسیم کرنے کے لئے کسی خیال کے تحت وہیں روک دیا

اور پہاڑ کو دو حصوں میں بٹنے سے روک لیا۔ لیکن ان
 دونوں کو ابھی طرح معلوم تھا کہ یہی دروازہ انہیں ان کی
 منزل تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس لئے وہ

اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر
 وہ دونوں ہلکے کر رہ گئے تھے کہ وہ اپنے بھرے بیگوں کو
 اس میں سے کیسے گزاریں گے؟ مگر ایک خیال کے تحت

انہوں نے جلدی جلدی اپنے ایک ایک ٹھکڑے کو اس
 کو دے دیے اور ان میں سے نکلنے والا سامان ایک ایک
 کر کے اس دروازے کے اندر لے جا کر رکھے گئے۔ دروازے

سے گزرنے کے بعد اندر کی جانب چمک کانٹا کھڑا تھا
 اس لئے سارا سامان اندر پہنچانے کے بعد انہوں نے
 دوبارہ اسے اپنے اپنے بیگ میں بھر لیا اور وہیں سے چلے

آئے۔ اس دروازے سے دوسری جانب نکل گئے۔ دوسری
 جانب دروازے کے بجائے ایک دیوار تھا جہاں سے وہ غنیمت
 کی تحفہ کے طور پر گئے۔ دوسری جانب پھر ایک ایک

رہے تھے۔ یہاں موجود قوت دکھائی دے رہے تھے وہ
 زیادہ تر بھلے رہے۔ انہوں نے ہر ایک محسوس کر کے
 ہی ان درختوں سے مختلف قسم کے پھل توڑ کر کھائے اور
 کچھ لمبے بیگوں میں بھر لئے تھے تاکہ ضرورت کے
 وقت انہیں دوبارہ دیا گیا ہو سکے۔ ۱۱

چند میانی حصوں کو پار کرتے ہی انہیں سامنے
 ایک اور ایسا درختوں کا سلسلہ دکھائی دیا جن میں زیادہ تر
 درختوں کا رنگ زردی لال تھا ان کے پتوں کو دیکھ کر

یوں لگتا تھا جیسے سانپ کے بچوں شاخوں سے لٹک رہے
 ہیں۔ بڑے عجیب طرح کے درخت تھے جو اس سے
 پہلے بھی انہوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ان درختوں کو
 دیکھتے ہی وہ دونوں ہوشیار ہو گئے کیونکہ وہ اس علاقے

کے نزدیک پہنچ چکے تھے جس کے متعلق اس بزرگ
 قاری نے انہیں خبردار کیا تھا۔ اس لئے وہ بے احتیاطی
 اور چڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اب تو انہیں ہر ایک

پانی محسوس ہو رہا تھا جیسے لچا لچکا کھن سے بے شمار ميا
 سانپ لہراتے ہوئے آگے آگے گئے اور ان پر حملہ کر رہے
 تھے۔ سچ کہتے ہیں کہ جب انسان کو کسی آفت کا پتہ نہیں

ہوتا وہ مطمئن رہتا ہے اگر پہلے سے ہی اسے کسی اتفاق کا
 پتا چلا جائے تو اس کا کھانا پینا اور لیکن آرام سب غائب
 ہو جاتا ہے۔ چونکہ انہیں پہلے سے ہی اس علاقے کے

متعلق خبردار کیا گیا تھا اس لئے وہ اپنی قیادری زندگی
 کے قربات کو جو لے کر لاتے ہوئے اس پر مبنی سے عمل
 کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مگر ان

کے پاس اپنی حفاظت کے لئے بندوبست اور دیوار بھی
 موجود تھے لیکن جہاں ان محنت دینا کے خوفناک اور تیر
 ترین سانپوں کے جھنڈے موجود ہیں وہیں بھلا وہ بندوبست

اور چند گولیوں کے ڈبے کے حق رکھتے ہیں ؟
 لیکن انہیں اپنی ملا جلتوں پر عمل بھروسہ تھا اس
 لئے وہ جتنا اعتماد میں اس موت کی دہائی کی جانب قدم

بڑھاتے جا رہے تھے۔ یہاں موجود قوت دکھائی دے رہے تھے وہ
 زیادہ تر بھلے رہے۔ انہوں نے ہر ایک محسوس کر کے
 ہی ان درختوں سے مختلف قسم کے پھل توڑ کر کھائے اور
 کچھ لمبے بیگوں میں بھر لئے تھے تاکہ ضرورت کے
 وقت انہیں دوبارہ دیا گیا ہو سکے۔ ۱۱

چند میانی حصوں کو پار کرتے ہی انہیں سامنے
 ایک اور ایسا درختوں کا سلسلہ دکھائی دیا جن میں زیادہ تر
 درختوں کا رنگ زردی لال تھا ان کے پتوں کو دیکھ کر

یوں لگتا تھا جیسے سانپ کے بچوں شاخوں سے لٹک رہے
 ہیں۔ بڑے عجیب طرح کے درخت تھے جو اس سے
 پہلے بھی انہوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ان درختوں کو
 دیکھتے ہی وہ دونوں ہوشیار ہو گئے کیونکہ وہ اس علاقے

کے نزدیک پہنچ چکے تھے جس کے متعلق اس بزرگ
 قاری نے انہیں خبردار کیا تھا۔ اس لئے وہ بے احتیاطی
 اور چڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اب تو انہیں ہر ایک

پانی محسوس ہو رہا تھا جیسے لچا لچکا کھن سے بے شمار ميا
 سانپ لہراتے ہوئے آگے آگے گئے اور ان پر حملہ کر رہے
 تھے۔ سچ کہتے ہیں کہ جب انسان کو کسی آفت کا پتہ نہیں

ہوتا وہ مطمئن رہتا ہے اگر پہلے سے ہی اسے کسی اتفاق کا
 پتا چلا جائے تو اس کا کھانا پینا اور لیکن آرام سب غائب
 ہو جاتا ہے۔ چونکہ انہیں پہلے سے ہی اس علاقے کے

متعلق خبردار کیا گیا تھا اس لئے وہ اپنی قیادری زندگی
 کے قربات کو جو لے کر لاتے ہوئے اس پر مبنی سے عمل
 کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مگر ان

کے پاس اپنی حفاظت کے لئے بندوبست اور دیوار بھی
 موجود تھے لیکن جہاں ان محنت دینا کے خوفناک اور تیر
 ترین سانپوں کے جھنڈے موجود ہیں وہیں بھلا وہ بندوبست

اور چند گولیوں کے ڈبے کے حق رکھتے ہیں ؟
 لیکن انہیں اپنی ملا جلتوں پر عمل بھروسہ تھا اس
 لئے وہ جتنا اعتماد میں اس موت کی دہائی کی جانب قدم

بڑھاتے جا رہے تھے۔ یہاں موجود قوت دکھائی دے رہے تھے وہ
 زیادہ تر بھلے رہے۔ انہوں نے ہر ایک محسوس کر کے
 ہی ان درختوں سے مختلف قسم کے پھل توڑ کر کھائے اور
 کچھ لمبے بیگوں میں بھر لئے تھے تاکہ ضرورت کے
 وقت انہیں دوبارہ دیا گیا ہو سکے۔ ۱۱

چند میانی حصوں کو پار کرتے ہی انہیں سامنے
 ایک اور ایسا درختوں کا سلسلہ دکھائی دیا جن میں زیادہ تر
 درختوں کا رنگ زردی لال تھا ان کے پتوں کو دیکھ کر

یوں لگتا تھا جیسے سانپ کے بچوں شاخوں سے لٹک رہے
 ہیں۔ بڑے عجیب طرح کے درخت تھے جو اس سے
 پہلے بھی انہوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ان درختوں کو
 دیکھتے ہی وہ دونوں ہوشیار ہو گئے کیونکہ وہ اس علاقے

کے نزدیک پہنچ چکے تھے جس کے متعلق اس بزرگ
 قاری نے انہیں خبردار کیا تھا۔ اس لئے وہ بے احتیاطی
 اور چڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اب تو انہیں ہر ایک

پانی محسوس ہو رہا تھا جیسے لچا لچکا کھن سے بے شمار ميا
 سانپ لہراتے ہوئے آگے آگے گئے اور ان پر حملہ کر رہے
 تھے۔ سچ کہتے ہیں کہ جب انسان کو کسی آفت کا پتہ نہیں

ہوتا وہ مطمئن رہتا ہے اگر پہلے سے ہی اسے کسی اتفاق کا
 پتا چلا جائے تو اس کا کھانا پینا اور لیکن آرام سب غائب
 ہو جاتا ہے۔ چونکہ انہیں پہلے سے ہی اس علاقے کے

متعلق خبردار کیا گیا تھا اس لئے وہ اپنی قیادری زندگی
 کے قربات کو جو لے کر لاتے ہوئے اس پر مبنی سے عمل
 کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مگر ان

کے پاس اپنی حفاظت کے لئے بندوبست اور دیوار بھی
 موجود تھے لیکن جہاں ان محنت دینا کے خوفناک اور تیر
 ترین سانپوں کے جھنڈے موجود ہیں وہیں بھلا وہ بندوبست

اور چند گولیوں کے ڈبے کے حق رکھتے ہیں ؟
 لیکن انہیں اپنی ملا جلتوں پر عمل بھروسہ تھا اس
 لئے وہ جتنا اعتماد میں اس موت کی دہائی کی جانب قدم

[illegible]

Bar Digest **28** April 2023

آبادی تھی۔ وہ بڑے علاقہ اعمار میں قدم اٹھاتے اسی
جھڑ کے نزدیک پہنچ کر ٹھہر گئے۔ انہیں اپنے اپنے
قریب دیکھ کر ساہنوں میں کھلی جگہ کی اور وہ پانی تیزی
سے ان کی جانب لپکے ۱۱

وہ ٹہراتے ہوئے پانی تیزی سے جن کی طرف
قائے گئے یہ دیکھ کر جن دونوں نے کئی چلائییں لگاتے
ہوئے خود کو ان کے اچانک حملے سے بچا اور تیزی سے
اس جانب دوڑنے لگے جس طرف چھو ساپ موجود
تھے۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے اب جان ہی
کیوں نہ مل جائے لیکن وہ امن میں سے ساہنوں کا ایک
جواز لازمی پکڑ کر ہی واپس جاسکیں گے۔ ۱۲

۱۲ ... ۱۱

ساہنوں نے جب ہوا تک انہیں اپنے اسلحہ
وزویدہ دکھاتے ان میں ایک کھلی جگہ کی اور بھر لیا۔ وہ
جیسے اپنا میں موجود جن کے کسی سرورہ ساپ نے انہیں
ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا ہو۔ بے شمار ساپ ٹپکتے
ہوئے پانی تیزی سے ان کی جانب بڑھتے گئے جن کی
رفتہ بے حد تیز تھی۔ نتیجہً اسی سے پہنچے کہ وہ ان تک
پہنچنے دو دونوں کی چلائییں لگاتے بہت دیر عمل
کئے۔ ۱۱

شوکار اور توکباشا نے دوسری جانب جب چند
سائین کو ٹہراتے دیکھا تو یہود جب سے وہ تین پناے
کمال کرنا جس کی مدد سے جلا کر ان کی طرف پھینک
دے اور دوسری بار اگر جہاں جلا کر انہیں اپنی طرف پھینکتے
ساہنوں کی طرف پھینک دیں۔ انہیں تیرا پر، بے گناہ
بیکشیں لگا ہوا تھا کہ جس نے یکدم متحکم دکان اور فراہمی
کرنا کا جزمہ اور وہ چند دھواں خودی نما گاہ کی رو
سے یکدم ساہنوں میں پھیل گئی اور وہ جی تیزی سے
اور اونے ٹھکانے کی جانب بھاگنے لگے۔ اگر تینوں
کو دھوکے سے بلی بھر میں وہاں سے وہ اپنے شو ساپ
لگا دیئے تھے اور دوسری جانب جہاں انہوں نے
نے پھینکے تھے وہاں بھی وہ چار ساپ ہی موجود تھے
اس سے پہلے کہ وہ وہیں پہنچتے انہوں نے جلدی سے

اٹک گئی وہ اسے ایک سانپ کا سر کاٹ کر لیا اور جلدی
 سے اسے چوٹی کی چٹاری میں چبک دیا اور ہر جلد کی
 دوسرے سانپ کو بھی اسی طرح چبک کر رکھی چٹاری میں
 ڈال دیا۔ لیکن اسی دوران دیگر سانپ وہاں سے غور
 ہو چکے تھے۔ ان پر اس قدر گھبراہٹ خاوری گئی کہ انہوں
 نے یہ بھی نہ دیکھا کہ ان میں دم لگتی ہے اور نہ کھانا
 ہے۔ ۹۰

ان پر تو اسی وقت بھی جنون طاری تھا کہ کسی
 طرح سانپوں کا ایک جڑا بچکرنا اور جلد از جلد یہاں
 سے اٹھ جان بھا کر بھاگ جائیں۔ چٹاری ایسے
 سانپوں کو بکڑ کر رکھنے کے لئے مخصوص طریقہ کار کے
 مطابق چٹائی گئی تھی اس لئے انہیں اس بات کی گرن نہ تھی
 کہ اس سے میں نکل کر بھاگ جائیں گے۔ جیسے جیسے
 ان کے انہوں نے چٹائی کو ایک دکان کی بند سے مضبوطی
 سے باندھ دیا تھا وہ دل کی علی غلیب کا شکر ادا
 کرتے تھے کہ وہ خوفزدہ نہیں اس دنیا کے خطرناک
 سانپ کو بکڑنے سے زور ہے تھے حالانکہ یہ تو ایک بے
 غور سانپ تھا۔ انہیں اور ان کی بکڑنے میں دشواری کا
 سانس نہیں لگتا تھا۔ وہ اب چند ہی چند آرامتہ سے نکل
 کر وہاں اپنے خیمہ تک پہنچا چاہتے تھے۔ مگر ان کا
 دیگر سامان بھی ابھی تک موجود تھا۔ سانپوں کو وہاں سے
 بکڑ دیر کے لئے منتظر کرنے کے لئے انہیں یہ شہر
 پاغلوں اور آرتھروں پر استعمال کر دیا تھا۔ جس کی وجہ
 سے انہیں اپنی مہلت مل گئی تھی۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر
 تو اس کے آئینہ چٹاری میں بند کر لیا تھا۔ ان کے لئے یہ
 وہاں نہیں رہ سکتے تھے۔ ان کے نزدیک کوئی تھے جنہیں
 تصور کی آگاہی سے وہ دونوں ہی وقت پر وہاں سے
 تھے۔ ۹۱

وہ دونوں ابھی میں پہنچائی دہائی جا رہے
 تھے کہ انہوں کو کڑی رہے تھے کہ انہیں سامنے دو غول
 میں سے کسی نے یوں پھنکا کہ ان کی جیسے کوئی جوتہ
 اور ہڈیاں سے جوتہ ہو۔

انہوں نے چونکہ کڑی طرف دیکھ تو ان کے

پھر ڈھکن لگا دیا۔ !!

”ٹھیک ہے۔“ معاذہ کے مطابق انتظامیہ کی طرف سے تین کروڑ انعام کا کہا گیا تھا لیکن اس میں شرط یہی رکھی گئی تھی کہ ان سانپوں کا جوڑا چاہیے لیکن چونکہ اس وقت دونوں نہ ہیں تو اس کے لئے انتظامیہ کی طرف سے انعام کی رقم ڈیڑھ کروڑ دی جائے گی۔“ ڈائریکٹر نے یوں جلدی سے بات کہہ کر ایسی سانس لی جیسے اگر ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو انہیں تین کروڑ ہی دینے پڑتے۔ !!

انہیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس لئے یہی سوچ کر کہ چلو کچھ دن کا ایڈیڈ بھر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے آنے جانے کا خرچہ نکال کر بھی انہیں اچھا خاصہ فائدہ مل رہا تھا اس لئے انہوں نے بھی فوری حامی بھر لی کہ انہیں یہ انعام قبول ہے۔ ان کی یہ بات سن کر ڈائریکٹر نے سر ہلاتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ساتھ کھڑے ایک منیجر ٹائپ شخص کو آہستہ سے کچھ کہا اور اس نے اثبات میں اپنا سر ہلایا اور قزلباش اور شہر یار سے ان کے بینک اکاؤنٹ نمبر طلب کئے۔ تاکہ اس رقم کو ان کے اکاؤنٹس میں منتقل کیا جاسکے۔ پھر کچھ اور ضروری کارروائی کے بعد وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر شہر یار کے فلیٹ پر پہنچ گئے اور حسب وعدہ چند روز کے بعد ان دونوں کے اکاؤنٹس میں ڈیڑھ کروڑ کی آدمی آدمی رقم منتقل کر دی گئی تھی۔ جوانی کا سفر طے کرتے کرتے وہ دونوں جس مقام پر پہنچ چکے تھے وہاں سے اس طرح کے کام کے لئے نکلنے کا وہ مرکز بھی نہیں سوچ سکتے تھے لیکن قدرت نے شاید ان کا بڑھا پامریہ اچھا گزارنے کے لئے ان سانپوں کو ذریعہ بنا دیا تھا۔ اور اب بھی وہ دونوں اکثر فون پر یہی بات کرتے ہیں کہ کیا کبھی سوڈی اور وحشی جانور بھی کسی انسان کی قسمت بدل سکتے ہیں اور اس کے جواب میں وہ دونوں یہی کہتے ہیں کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

باہر انہ رانے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور اس وقت بھی انہوں نے خصوصی درخواست پر اسے فوری یہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا جس کے نتیجے میں وہ اس وقت وہاں موجود تھا۔ یہ اور بات تھی کہ وہ اپنی ہر رائے کا بھاری معاوضہ لیتا تھا اور ان لوگوں کو مجبوراً اسے پیسے دینے پڑتے تھے۔ اس وقت بھی اسے ان سانپوں کی پہچان کے لئے بلایا گیا تھا کہ وہ یہ دیکھ کر متائے کہ آیا یہ واقعی اصل بلیک مہابی ہیں یا کوئی اور نسل ہے؟ دوسرا کیا واقعی یہ دونوں سانپ مادہ اور نر ہیں؟ ان سب کے لئے ہی اسے بھاری معاوضہ سے کر یہاں بلایا گیا تھا۔ !!

قریب پانچ گھنٹے میں سب کو سلام کیا اور انہیں میٹنگ روم کی دیواروں کے ساتھ جا کر کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی کسی بیوقوفی کی وجہ سے وہ خطرناک سانپ کسی کو نقصان پہنچا دیں۔ اس کی بات سنتے ہی سب اپنی اپنی کرسی سے اٹھ کر میٹنگ روم کی چار دیواریوں کے ساتھ ٹنگ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے دور بیٹھے ہیں اس بوڑھے نے رسی کھولی اور ہاتھ میں پکڑی دو بلی اسٹیکوں میں سے ایک کی مدد سے اس کا ڈھکن الٹ دیا۔ ڈھکن اوپر اٹھتے ہی جیسے ہی سانپ باہر نکلنے کے لئے نکلے تو اس بوڑھے نے فوراً دونوں اسٹیکوں کی مدد سے ان کے سروں کو قابو کر لیا۔ جتنی دیر میں سانپ باہر نکل کر قیامت ڈھاتے انہیں فوری قابو کر لیا گیا تھا۔ بوڑھا ہاتھ میں دونوں اسٹیکوں کو تھا سے کھڑا تھا اور بڑے غور سے ان میں لٹکتے سانپوں کے جسموں کو دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے یہ اعلان کیا کہ دونوں سانپ نر ہیں تو شہر یار اور قزلباش بھی چونک کر اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس بات کا تو انہوں نے خیال ہی نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے اندھا دھند وہ سانپوں کو پکڑ کر اس چاری میں قید کر دیا تھا۔ !!

اس بوڑھے کی طرف سے یہ اعلان سنتے ہی انہوں نے اسے ہدایات دیں کہ دوبارہ ان سانپوں کو اس پٹاری میں بند کر کے ڈھکن لگا دیا جائے۔ یہ سنتے ہی بوڑھے نے ان سانپوں کو دوبارہ پٹاری میں بند کر دیا اور





خوف کے سائے

کوئل یا سین۔ کوسٹ

دیکھتے دیکھتے ایک سے دو کھوپڑیاں ہو گئیں اور آہستہ آہستہ
یہ تعداد سیکڑوں میں ہو کر میرب کے اوپر گردش کرنے لگیں
کھوپڑیاں پگھل پگھل کر میرب کو جلا رہیں تھیں..... آپس میں
شکرا کر وہ پاش پاش ہوتی جا رہیں تھیں۔

دل و دماغ پر دہشت و ایت طاری کرتی ہوئی..... خونچکاں..... بھونچکاں کہانی

کوئل کھدی تھی۔
میرب کو اس کی آنکھیں اپنے وجود کے آدے پار
ہو تیں محسوس ہو تیں۔ میرب نے منہ جلدی اپنی گود میں
چھپا لیا۔ بڑھی عورت کا خوفناک قہقہہ بلند ہوا جس سے
میرب مزید ڈر گئی۔

چھ بہنوں میں میرب کا تیسرا نمبر تھا بڑی دو بہنوں
کی شادی ہو چکی تھی باقی بہنوں میں سال سال کا فرق تھا
میرب سولہ سال کی تھی چھ بیٹیوں کی بچہ سے میرب کی ماں
بیٹیوں کی جلد شادی کی خواہش تھی۔ میرب کا رشتہ میرب کی
ماں کے رشتے داروں کے بھی اوروں کے رشتے داروں سے آیا

میرب تھیں دیکھتے تمہاری ساس آئی ہے
سولہ سال کی میرب چھوٹی۔ بہن کی بات سن کر کمرے میں
کھڑی چار پائی کے پیچھے چھپ گئی۔ پانچ دس منٹ بعد ماں
ایک چھوٹی قد کی عورت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔
گلابی سوٹ میں ملیں میرب چار پائی کے پیچھے صاف نظر
آ رہی تھی۔

ای عورت کو لے کے چار پائی کے پاس آ گئیں
میرب میرب! یہاں کیا کر رہی ہو میرب نے نظریں اٹھا کر
دیکھا تو خوف سے کا پیچے لگی ایک چھوٹی قد کی ننھی آنکھوں
والی سفید رنگت والی بڑھی عورت بچہ تک انداز سے میرب

تھی اب وہ ان سب کا سامنا کیلئے کرنے لگی تھی۔

بختیاں نے میرب کے شوہر کو بلا کر سمجھایا کہ وہ میرب کو یہاں سے لے جائے اور اپنے پاس بہ کئے جس پر میرب کا شوہر راضی ہو گیا۔

میرب کی نئے علاقے میں ایک کھلی ٹھک بن گئی جو عمر میں میرب جتنی تھی میرب اس کے گھر اور وہ میرب کے گھر آنے جانے لگی میرب کے ساتھ انہوں نے واقعات معمول بن چکے تھے مگر چار قل کی وجہ سے یہ جنت وغیرہ میرب پر پہلے کی طرح حاوی نہیں ہو پا رہے تھے۔ ایک دن میرب مجاڑہ لگانے کے بعد کمرے میں پوچھا کہ میرب تھی کہ جہاں جہاں وہ گیا کپڑا مارتی وہاں سے خون نمودار ہونے لگا میرب نے تجس میں آدھے کمرے میں پوچھا مارتا اسی دوران ٹھک اپنی امی کے ساتھ آگئی اور یہ سحر دیکھ کر ٹھک کی چیخ نکلی میرب اٹھ کر ان کے ساتھ باہر آگئی اور پہلی بار شادی سے اب تک ہونے والے تمام واقعات ٹھک کی امی کو بتا دیئے۔

ٹھک کی امی نے کہا میں تمہاری مدد کرنے کی فکر میرب کو اپنے ساتھ ایک عالم دین کے پاس لے گئیں جنہوں نے کچھ امانت سے کئے اور میرب کو کچھ پرہیز بتائے جیسے بڑا گوشت نہ کھانا کسی جنازے میں ناجائز قبرستان نہ جانا وغیرہ۔

میرب کے ساتھ وہ انہوں نے ہوتا بھی بند ہو گئیں اسی دوران میرب کے ابو کا انتقال ہو گیا میرب سب کچھ بھول کے باپ کے جنازے پر چلی گئی میرب جنازے کے پاس پہنچی رو رہی تھی اسے محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں کندھے پر کوئی بڑی سی کڑی چڑھی ہے اس نے ایک کچھ کندھے پر مارا مگر بے سود وہ دن اور آج کا دن ہے کچھ سال بیت چکے ہیں میرب کے کندھے پر ایک کڑی ہے ہے جو اسے اندر ہی اندر کڑپتے ہوئے بائیں کندھے کی جانب گامزن ہے خدا جانے جب وہ کڑی اپنا سر پہ کرے گی تو میرب کے ساتھ کیا ہوگا؟

ان ساریوں سے ہو گا جن کا میں کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مگر ایک راستہ ہے کہ یہ سائے اسے چھو نہیں سکیں گے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اس کے لئے اسے تلو کے خون سے مردہ جانور کے چمڑے پر لکھا تعویذ گلے میں ڈالنا ہوگا۔

بابا پرہیز گار اور نمازی بندے تھے جلال میں آگئے سیدہ بی بی پہلے تو تم نے ایسے حرام کے کام شروع کیوں کئے تمہارے باپ نے تمہیں ان سب کی اجازت تو نہیں دی تھی؟

بابا غریب سب کر رہی ہے تم تو جانتے ہو بابا کو بلڈ کیسے ہے ہر وقت خون کی بوتلیں لگتی ہیں کہاں سے لاتی آتا پیسا؟ بابا نے سیدہ کے بتائے حل کو مسترد کرتے ہوئے ناصرہ کو لہجہ طعن کرتے گھر واپس آ گئے۔

کوئی تو حل نکالنا تھا بابا نے نماز ظہر ادا کی چار قل کاغذ پر لکھ کر میرب کو گلے میں پہنے کو کہا میرب نے گلے میں تعویذ چمکن لیا دن ڈھلا تو رات کے خوفناک سائے پھر سے رنگ دکھانے لگے اب کی بار رات کے قہقہے کمرے کے باہر لی کی مسلسل رونے کی آواز آرہی تھی۔ آواز بڑھتے بڑھتے آوازوں میں تبدیل ہوگئی کوئی ہزاروں بلیاں دردناک کے باہر بیٹھ کر رو رہی تھیں اندر بابا بختیاں اور میرب پاک کلام کا ورد کرتے رہے بلیوں کی آوازیں لڑائیوں سے قتل ختم ہوئیں۔

میرب کی ساس میرب کی جگہ اپنی بھانجی لانا چاہتی تھی اس نے سیدہ بی بی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے مجبور کیا کہ وہ میرب پر کالے عظم سے جنت کے سائے لائے جن کو دیکھ کر میرب چیخے چلائے اور سب اسے پاگل سمجھیں اور وہ میرب کو طلاق دلو کے اپنے بیٹے کی شادی بھانجی سے کرادے۔

مگر بختیاں اور مسمر نے کام خراب کر دیا دوسری طرف میرب بھی گھر سائے والوں میں سے تھی یا شاید اسے باپ کی جانب سے کبے لفظوں کی پاسداری کباب اس گھر سے تمہارا جنازہ ہی آئے گا۔ دونوں مد مقابل مظلوم تھے میرب کو اپنے عقیدے پر یقین کامل تھا اور ساس کو کالے عظم پر جس کا کوئی توبہ نہ تھا۔ میرب آہستہ آہستہ بے خوف ہوتی جا رہی



ناعاتب اندیش

مرزا حامد - فیصل آباد

دیکھو لڑکی وہ خاکی تعویذ ہے۔ اس کا اثر شروع ہو چکا ہے۔ میرا
تعویذ سر چڑھ کر بولتا ہے۔ کالی بابا کے تعویذ کو آج تک کوئی
کاٹ نہیں سکا۔ بابا آنکھیں کھول کر جلالی آواز میں۔

رات کے گھٹا نوپ اندھیرے اور سناٹے میں جہنم لینے والی خوفناک ڈراؤنی کہانی

نے پوچھا۔
کیوں نہیں۔ میرا بھی دل چاہ رہا تھا کہ کچھ
آؤنگ ہونی چاہیے۔ زمرس یکدم خوشی سے بول اٹھی جیسے
وہ بھی کچھ آؤنگ کا سوچ رہی تھی۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک ریسٹوران میں بیٹھی کھانے
کا آرڈر دے رہی تھی۔

ارے وہ آج کل سیریل دیکھ رہی ہوں۔ ڈائن کی
واپسی۔ زمرس چاول ڈش میں ڈالتے ہوئے بولی۔
نہیں یار میں اس طرح کی ڈراؤنی سیریز نہیں

یا اصین جب آج دفتر سے گھر لوٹی تو خود کو
بہت تنگی محسوس کر رہی تھی، اس نے سوچا کہ کچھ
آؤنگ ہونی چاہیے۔ یہ سوچ کر اس نے فوراً اپنی سہیلی
زمرس کا نمبر ڈائل کر ڈالا۔

ہیلو زمرس کیا حال ہے۔ کیا کر رہی ہو۔۔۔ یا اصین

نے پوچھا۔

ہاں یار میں بالکل ٹھیک ہوں، ابھی گھر پہنچی ہوں۔
زمرس کا جواب کچھ دیر سا تھا۔

جلو آؤ یا اصین کچھ کھا رہے ہیں۔ یا اصین

جس پر ہر کسی کو شب ہنگامی ہوا۔ اس پر غلطی اعلان میں تقریباً اٹھتے ہوئے تھو۔

سہارا ہوا بھی نہیں چڑھا ہوا۔ یا یمن کے لہجے میں دانتوں کی صفات تھیں۔

یا یمن کے کڑی سے اٹھتے سے پہلے نرس کا ذکر ہے کمانے کا دل دینے کی بجائے تھی۔

اگلے ہی لمحے یا یمن نرس کے پیچھے ایگریٹ ہوئے کی طرف بڑھ رہی تھی اور باہر سے ہاتھ پلا کر تھی آگ کر رہا تھا۔

گازی کا رواج کرتے ہوئے نرس۔ یا یمن کو جیسے سمجھا رہی تھی۔ یہ رواج کل کے لئے بہت لڑتے ہوئے ہیں جن سے وہ ہر گز نرس کی کبھی چوڑی بات کا یہ لب لباب تھا۔ اس کے لیے جس میں غلطیاں تھا ڈانٹ یا یمن کو کچھ فیصلہ نہ کر پائی۔ تاہم نرس کے دوسرے شاہیہ بدلاؤ یا یمن کے لیے نیا ہونے کے ساتھ جہنم کن کی تھا۔

دھن پر کاڑھ مار کر کرتے ہوئے ایک نرس نے گازی کی اسپینڈل اس قدر بدھائی کہ یا یمن کی جیسے جان پر بن گئے۔ اسے اسے یہ کیا ہوا گیا ہے نرس نہیں۔

یا یمن جس کا چہرہ دیکھ دھول سے زبردست کیا تھا۔ یک دم چلاتے ہوئے تھو۔

اگلے ہی لمحے نرس نے گازی کے بڑے ایک اس طرح ہانے گازی آؤ ہوا چکر کاٹتے ہوئے دائرے میں گھوم گئی نرس کی آنکھیں میں اس وقت جیسے دھشت کی لگتی تھی۔

اسے بہتر پر لیتے یا یمن نرس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ نرس کی آنکھوں میں ایسی دھشت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یا یمن کروٹ چکر کوٹ چلا رہی تھی۔ انہی تو گویا اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ وہ فینڈ کی آغوش میں جانے کے لیے اسے خیر کی کوئی لہجہ نہ تھی۔

یا یمن نرس اور اس ایک ہی آنکھ میں کام کرتے تھے یا یمن ان سے جڑ پکڑ گئی۔ کام کے پہلے میں ان میں کشش بھی رہتا تھا۔ چند روز پہلے ایک اسائنمنٹ

دیکھتی۔ یا یمن قد سے بڑھتی سے بڑی۔ اس نے اپنی کمرے کے کھانسی اور ہر چاروں میں ڈالنے لگی۔

اس نے اپنی جگہ پر ہے کہ تم زیادہ تر فیملی اور سب سے پہلے دیکھتی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں اس طرح کے ڈانٹ بھی دیکھنے چاہئیں۔ اس سے آسان لگتا ہے۔

دار کو کھینچ کر کے کا حوصلہ یہ تھا ہے ہوسکا ہے کہ نرس ان میں کو حقیقت میں ان جڑوں سے واسطہ نہ بنائے۔

نرس اپنی کبھی جڑ پکڑنے سے بڑی۔ اس کا لہجہ قد سے نکلتا تھا۔

اسے تم کیوں میرا ہوا خراب کر رہی ہو۔ تم تو میری ابھی دوست ہو تم سے لڑ کر رہی تو میرا سوا اچھا ہوتا ہے۔ یا یمن شکایت کرنے لگی اور ہر گز اس میں کوئی ذریعہ اٹھانے لگی۔ اس کے چہرے پر کبھی کسی معصومانہ کی مسکراہٹ نہ تھی۔

یا یمن نرس کو اپنی ابھی دوست سمجھتی تھی جس سے وہ بڑے دل کی ہر بات سبھرتی تھی۔ ہوش کی لائف تھا اس میں کبھی شکایت سے جب وہ بڑا جاتی تو اس طرح وہ آؤنگ کا پیرام کر رہا کرتی تھی۔ اس کی وہ دھول کس شہر لگنے اور کھانے میں مصروف تھیں کہ ان کا ایک کر لیا۔ یا یمن کی آن بچا۔

پہلے بڑا کیا ہوا تھا۔ یا یمن چپکتے ہوئے تھو۔

پہلے اس پر آؤ بچو۔ ہائے کوٹے کا ٹھنڈا۔ یا یمن نے غصہ دلی سے اس کو دیکھ لیا۔ اس کا لہجہ بڑا غصہ دھوا

تھا۔ نرس نے بھی باہر سے ہاتھ لایا اور میرا اپنی کمری سنبھال لی وہ کن آنکھوں سے دھوئیں کو کھینچ رہی تھی۔

باہر نے جیسے ہی کمری سنبھالی نرس کو ہوا کا کچھ باتا میں ہر دور سے بولی۔ اسے لگتا تھا کہ اس سے ہوا میں کبھی چلو یا یمن کی چلا ہوا۔ یا یمن جو بڑے کڑا شاعر۔ کہنے ہی دیتی تھی کہ باہر کے لیے کچھ کھانے کا آمادہ دے۔ چوٹ کی چوڑی۔

یا یمن کو جلدی میں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اب کیا کرے یا اس کے چہرے کے جذبات میں چپ ماکیا

تھا اس کا لہجہ تھا کہ وہ اب کیا کرے یا یمن کو جلدی میں

پر دھڑلے پر نرس کو شہید چھوٹا تھا یمن کے مقابلے میں اس نے یا یمن کے اسائنمنٹ کو روکے کر اور پھر سے یا یمن کی یا یمن میں بڑھتی ہوئی تھی اس کے دل میں راجت بھاگ رہی تھی۔ اس حالت میں اسے باہر سے یا یمن کھینچ رہی تھی نرس کی آنکھوں میں جو کھسکی آگ اس نے دیکھی تھی اس لیے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اگلے دن یا یمن کی اپنے کیل ڈاکٹر سے اپنا کھنڈ تھی۔

ڈاکٹر صاحب پہلے کچھ روز سے دانت کے دقت کچھ دیکھا ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی میرے کمرے میں موجود ہے۔ یا یمن ڈاکٹر بھاری کو بتاتے ہوئے کافی غور کر رہی۔

کیا آپ نے اپنے کمرے میں کسی کو دیکھا بھی۔ ڈاکٹر بھاری نے پوچھا۔

میں کمرے میں کبھی کبھی کے پاس بچے کسی کا ایک سایہ دکھائی دیتا تھا۔ میرے ہی میں نے لائن آن کی وہاں کچھ نہیں تھا۔ اس وقت کبھی کبھی ہوتی تھی۔ جیسے میں نے باہر میں بند کر یا تھا۔ یا یمن بولی۔ اس کے لیے میں طرف لہا رہا تھا۔ جیسے ڈاکٹر بھاری میں اس کے لیے ہر ایک۔

میں آپ کو کبھی ڈاکٹر بھاری دہائی لکھ رہا ہوں۔ اس کو آپ کا دعا کی ہے پس آپ ہاتھ لٹیک ہو جائیں گی۔ لیکن اگر آپ نے مجھ کو کہا تو آپ کی بھاری بڑھ بھی نکلتی ہے۔ ڈاکٹر بھاری پر پس کر یمن یا یمن کو دیتے ہوئے تھو۔

پس اس کے یمن نے کر یا یمن نے اسے اپنے ہاتھ پر یک میں دیکھا اور ڈاکٹر بھاری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کھینک سے نکل آئی۔

مرد ہیں کی ایک گہری تاریک رات میں نرس کی گازی شہر سے باہر سنسنی کی جگہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کوئی آؤ کھنڈ اور دھوئیں سے دھڑ پانے قبرستان پہنچ گئی تھی۔ ایک قدم پر قبرستان تھا جہاں ڈاکٹر کا کسی قبر میں رکھی تھیں کیونکہ اس قبرستان کے باہرے میں مشہور ہو گیا تھا کہ یہاں رات کے وقت چڑھیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس لیے

لوگ اب یہاں سے گزرتے ہوئے ڈاکٹر بھاری کی آنکھوں میں اس وقت جیسے دھشت کی لگتی تھی۔

اسے بہتر پر لیتے یا یمن نرس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ نرس کی آنکھوں میں ایسی دھشت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یا یمن کروٹ چکر کوٹ چلا رہی تھی۔ انہی تو گویا اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ وہ فینڈ کی آغوش میں جانے کے لیے اسے خیر کی کوئی لہجہ نہ تھی۔

یا یمن نرس اور اس ایک ہی آنکھ میں کام کرتے تھے یا یمن ان سے جڑ پکڑ گئی۔ کام کے پہلے میں ان میں کشش بھی رہتا تھا۔ چند روز پہلے ایک اسائنمنٹ

دیکھتی۔ یا یمن قد سے بڑھتی سے بڑی۔ اس نے اپنی کمرے کے کھانسی اور ہر چاروں میں ڈالنے لگی۔

اس نے اپنی جگہ پر ہے کہ تم زیادہ تر فیملی اور سب سے پہلے دیکھتی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں اس طرح کے ڈانٹ بھی دیکھنے چاہئیں۔ اس سے آسان لگتا ہے۔

دار کو کھینچ کر کے کا حوصلہ یہ تھا ہے ہوسکا ہے کہ نرس ان میں کو حقیقت میں ان جڑوں سے واسطہ نہ بنائے۔

نرس اپنی کبھی جڑ پکڑنے سے بڑی۔ اس کا لہجہ قد سے نکلتا تھا۔

اسے تم کیوں میرا ہوا خراب کر رہی ہو۔ تم تو میری ابھی دوست ہو تم سے لڑ کر رہی تو میرا سوا اچھا ہوتا ہے۔ یا یمن شکایت کرنے لگی اور ہر گز اس میں کوئی ذریعہ اٹھانے لگی۔ اس کے چہرے پر کبھی کسی معصومانہ کی مسکراہٹ نہ تھی۔

یا یمن نرس کو اپنی ابھی دوست سمجھتی تھی جس سے وہ بڑے دل کی ہر بات سبھرتی تھی۔ ہوش کی لائف تھا اس میں کبھی شکایت سے جب وہ بڑا جاتی تو اس طرح وہ آؤنگ کا پیرام کر رہا کرتی تھی۔ اس کی وہ دھول کس شہر لگنے اور کھانے میں مصروف تھیں کہ ان کا ایک کر لیا۔ یا یمن کی آن بچا۔

لوگ اب یہاں سے گزرتے ہوئے ڈاکٹر بھاری کی آنکھوں میں اس وقت جیسے دھشت کی لگتی تھی۔

اسے بہتر پر لیتے یا یمن نرس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ نرس کی آنکھوں میں ایسی دھشت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یا یمن کروٹ چکر کوٹ چلا رہی تھی۔ انہی تو گویا اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ وہ فینڈ کی آغوش میں جانے کے لیے اسے خیر کی کوئی لہجہ نہ تھی۔

یا یمن نرس اور اس ایک ہی آنکھ میں کام کرتے تھے یا یمن ان سے جڑ پکڑ گئی۔ کام کے پہلے میں ان میں کشش بھی رہتا تھا۔ چند روز پہلے ایک اسائنمنٹ

دیکھتی۔ یا یمن قد سے بڑھتی سے بڑی۔ اس نے اپنی کمرے کے کھانسی اور ہر چاروں میں ڈالنے لگی۔

اس نے اپنی جگہ پر ہے کہ تم زیادہ تر فیملی اور سب سے پہلے دیکھتی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں اس طرح کے ڈانٹ بھی دیکھنے چاہئیں۔ اس سے آسان لگتا ہے۔

دار کو کھینچ کر کے کا حوصلہ یہ تھا ہے ہوسکا ہے کہ نرس ان میں کو حقیقت میں ان جڑوں سے واسطہ نہ بنائے۔

نرس اپنی کبھی جڑ پکڑنے سے بڑی۔ اس کا لہجہ قد سے نکلتا تھا۔

اسے تم کیوں میرا ہوا خراب کر رہی ہو۔ تم تو میری ابھی دوست ہو تم سے لڑ کر رہی تو میرا سوا اچھا ہوتا ہے۔ یا یمن شکایت کرنے لگی اور ہر گز اس میں کوئی ذریعہ اٹھانے لگی۔ اس کے چہرے پر کبھی کسی معصومانہ کی مسکراہٹ نہ تھی۔

یا یمن نرس کو اپنی ابھی دوست سمجھتی تھی جس سے وہ بڑے دل کی ہر بات سبھرتی تھی۔ ہوش کی لائف تھا اس میں کبھی شکایت سے جب وہ بڑا جاتی تو اس طرح وہ آؤنگ کا پیرام کر رہا کرتی تھی۔ اس کی وہ دھول کس شہر لگنے اور کھانے میں مصروف تھیں کہ ان کا ایک کر لیا۔ یا یمن کی آن بچا۔

پہلے بڑا کیا ہوا تھا۔ یا یمن چپکتے ہوئے تھو۔

پہلے اس پر آؤ بچو۔ ہائے کوٹے کا ٹھنڈا۔ یا یمن نے غصہ دلی سے اس کو دیکھ لیا۔ اس کا لہجہ بڑا غصہ دھوا

تھا۔ نرس نے بھی باہر سے ہاتھ لایا اور میرا اپنی کمری سنبھال لی وہ کن آنکھوں سے دھوئیں کو کھینچ رہی تھی۔

باہر نے جیسے ہی کمری سنبھالی نرس کو ہوا کا کچھ باتا میں ہر دور سے بولی۔ اسے لگتا تھا کہ اس سے ہوا میں کبھی چلو یا یمن کی چلا ہوا۔ یا یمن جو بڑے کڑا شاعر۔ کہنے ہی دیتی تھی کہ باہر کے لیے کچھ کھانے کا آمادہ دے۔ چوٹ کی چوڑی۔

یا یمن کو جلدی میں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اب کیا کرے یا اس کے چہرے کے جذبات میں چپ ماکیا

تھا اس کا لہجہ تھا کہ وہ اب کیا کرے یا یمن کو جلدی میں

تھا اس کا لہجہ تھا کہ وہ اب کیا کرے یا یمن کو جلدی میں

تھا اس کا لہجہ تھا کہ وہ اب کیا کرے یا یمن کو جلدی میں

ٹھیک ہے میں اپنا حشر کر رہا ہوں۔ یہاں تک کہ
 بے فکر ہو جائوں۔ چنانچہ ان کی کوئی روٹی کے بچے کھاتے
 رہتے تھے۔
 آپ کی بڑی نوازش ایسا اب میں چاہتی ہوں۔
 نرمی ملنے ہوئے ہوئی۔
 ہاں کی بھرپوری سے نکل کر نرمی ہائی گھر میں چکی،
 جو قبرستان کے اسی بلاسیدہ واسے کے پاس کھڑی تھی۔
 گاڑی ہڑت کر رہی تھی کہ طرف سے نہ ہوئی۔
 لنگھان نرمی، جس کی آواز اس لئے نہ تھی
 کہ میں یہ یقین کر لیتے کہ رات کے کسی وقت بڑھ چلا
 سے گئی تھی وہاں کے سر پر چٹ گئی جسے اس لئے آج
 وہ کچن پر بیٹھ کر اس کے آج ہی اسے اپنا دل دیکھنے
 جاتی تھی۔ نرمی نے اس کی شکایت کرتے ہوئے اپنی شیطانی
 مشکلات کو چھپاتے ہوئے کہا۔
 یاسین کے ایک ہیٹ کاٹن کر پھر بھی اسے دیکھنے
 اپنا دل لگ گیا۔
 آج یاسین کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا جا چکا ہے
 کہ اس کی بیٹ فریڈ وہ اصل اس کے پیچھے پڑی ہوئی
 ہے۔ اس کی بیٹاری کی وجہ سے کیا کیا توفیق ہے۔ جب اسے
 جانتے ہوئے اس رات میں صبح ہوا تھا۔
 جب وہ اسپتال پہنچا تو یاسین کی امی اور اس کی
 خیریت کا پوچھ کر اس کے کمرے سے نکل ہی رہے تھے۔
 اسلام ٹھیکہ کی نئی مود ٹھیکہ کی۔ انہیں دیکھتے ہی یاسین سلام
 کرتے ہوئے نکلتے تھے۔ یاسین کی سلام چلا۔ یاسین کی والدہ کوئی
 یاسین کے والد نے بھی یاسین سے ہاتھ ملایا۔ آئی اب کسی
 ہے یاسین کی طبیعت۔ یاسین نے جلدی میں جو چھوڑا تھا
 شکر ہے یہاں تو وہ بھلی بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے ویسٹ کا کہا
 ہے یاسین کی والدہ کوئی۔
 ہفتہ روزہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ یاسین
 کے والد نے۔
 ان کے چہرے پر اطمینان تھا۔ مگر وہ
 ان کی کوئی شکایت نہ تھی۔ ان کے والد نے ان کو ہم پلے
 ہیں۔ یاسین کے والد نے یہ کہتے ہوئے اسپتال سے

رفتہ ہو گئے۔
 کسی ہو یاسین۔ یاسین یاسین کے بیڑ کے پاس
 اسٹول پر بیٹھے ہوئے بولا۔ ٹھیک ہوں۔ یاسین نے مختصر
 جواب دیا جسے گویا وہ بند کر دیا۔
 دیکھو سب ٹھیک ہو جائیگا۔ میں سب ہاں کا چکا
 ہوں، اس سارے کھیل کے پیچھے نرمی کا ہاتھ ہے یہ
 دیکھو۔ پھر اس نے اپنا سواکل نکالا اور گزشتہ رات
 جب وہ نرمی کا بچھا کرتے ہوئے اس کے پیچھے غصہ اور
 کالی باپ سے اس کی ملاقات کی جو دیکھ کر وہ ہنسا چکا تھا۔
 اسے یاسین کو دکھایا۔
 دیکھو یہ میری اس جوت کا اس توفیق کے ساتھ کیا
 تعلق ہو سکتا ہے۔ نرمی ابھی طرح جانتے ہوئے اس کی باتوں
 پر دھماکا نہیں کرتی۔ یاسین غصہ بھری آواز میں بولی۔
 تو کیا تمہیں میری باتوں پر دھماکا نہیں۔ اس
 دیکھو یہ میری نہیں۔ دیکھو نرمی پر مجھے بہت دنوں سے
 شک ہے۔ اس کا پہلے بھی ایک لڑکھٹا۔
 کے ساتھ اٹھ رہا ہے۔ یہ کہتے ہوئے یاسین کو
 ایک سا گیا اور پھر بات مکمل کرنے لگا۔ میں کالی ڈون
 سے اس پر غور کر رہے ہوئے ہوں۔ یاسین جیسے یاسین کو کچھا
 رہا تھا۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ میرا ذہن اس
 چیز کو قبول نہیں کر رہا۔ یہ باتیں میری ملا جلا سے باہر
 ہیں۔ یاسین بولی۔
 یاسین جو پہلے ہی اتنی بڑھ چکی تھی اس دن یاسین کو کچھ
 کمرے میں نہیں لایا تھا۔ کہ جس کو وہ اپنی بیٹ فریڈ
 سمجھتی تھی وہ کس قدر اس کی کامیابیوں پر غصہ ہے اور
 جادو کا سہارا لے رہی ہے۔
 یاسین نے یاسین کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ وہ
 گھبرائے نہیں اس کا دوست ڈاکٹر جعفری، جو ایک
 جیسا نیکو دوست ہے وہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ تم
 جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر ہم اس سے مل کر اس سارے
 واقعے کو دیکھیں کریں گے۔ دیکھو۔ یاسین یاسین کے
 دونوں کندھوں پر ہاتھ کر کے حوصلہ دیتے ہوئے بولا۔
 یاسین نے ہلکا سا ہنس کر یاسین کو ہنس کر دیکھا۔

یہ کہہ کر یاسین کے لئے لگا۔
 جیسے یاسین کے لئے لگا۔
 بھی وہ اس میں داخل ہو رہی تھی۔ جو مجھے سے اس کو دیکھتے
 ہوئے یاسین کے کمرے میں داخل ہوئی جیسے اس نے یاسین
 کو دکھایا تھا۔
 اس رات یاسین نے یاسین کو فون کیا۔ یاسین یاسین
 دیکھو میں ڈاکٹر جعفری سے ملا تھا اور میں نے اگلے سنبھ
 اس سے ملا تھا۔ رات کو یہ سید ہے اس وقت تک تم بھی
 ٹھیک ہو جاؤ گی۔ دیکھو یاسین کی کوشش کر۔
 تمہارا گل گل کر۔ ڈاکٹر جعفری میرے ایک اچھے
 دوست ہیں۔ وہ صحت کے باہر ہیں۔ میں تم جلدی سے ٹھیک
 ہو جاؤ گی۔ ہاں کا یہ وہ خود سنبھالیں گے۔ دیکھو۔ ٹھیک
 کیڑے۔ ہاں ہاتھ ملایا کہ۔ یہ کہہ کر یاسین نے فون
 بند کر دیا۔
 پھر اسے کو ڈاکٹر نے یاسین کو اسپتال سے
 اچھڑا کر رہا۔ بھلی بہتر ہو رہی تھی۔
 ہمارا کام کے مطابق یاسین کو ڈاکٹر جعفری
 سے ملنے کے لئے لگا۔
 دیکھو یہ یاسین کی ایک اگلی بات ہے۔ ہمارا
 نونا کرنے والے لوگ ہیں۔ شیطانی طاقتوں کو اپنا کام
 کرانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یاسین پر بھی اس
 طرح کا شیطانی حملہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر جعفری انہیں سمجھاتے
 ہوئے ہیں۔
 لیکن اب آپ وہی اس طرح مدد کر سکتے ہیں۔
 یاسین بولا۔
 اس کے لئے اس توفیق کو جو آپ کی دوست نے
 اس جادو کو کرنے والے باپ سے کر لیا ہے اسے تلاش
 کر کے ضائع کرنا ہوگا۔ ڈاکٹر جعفری کو سوچتے ہوئے
 بولے۔
 لیکن یہ کیسے ہا چلے گا کہ وہ توفیق نہیں ہے۔
 یاسین نے جیسا کہتے ہوئے پوچھا۔
 اس کے لئے مجھے چھ ماہ کا سہارا ہوگا۔
 یاسین اور یاسین جرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے

لگے۔ یاسین کی سمجھ میں تو ڈاکٹر جعفری کی بات ہلکا بھی
 نا آگئی۔ البتہ یاسین کا مطلب کچھ گیا تھا۔ یاسین
 کہہ ڈاکٹر جعفری کے ٹھکانے پر اس ٹھکانے کے کسی ایک
 سرینڈوں پر رہتا ہوا کہ چکا تھا۔ اس ٹھکانے کے ذریعے
 ڈاکٹر جعفری اپنے معمول کو ایک معمولی زندگی میں سارے
 اس کے لاشعور پر کنٹرول حاصل کر لیتے تھے۔ اس طرح
 سنبھال کا ایک وہ مافی رابطہ قائم ہو جاتا تھا۔ جس سے
 ڈاکٹر جعفری کی معلومات حاصل کر لیتے جو اس کی
 حالات میں ممکن نہ تھے۔
 یاسین میں آپ کا معمول بننے کے لیے تیار
 ہوں۔ یاسین بولا۔
 دیکھو مجھے تم سے یہی سیدھی تھی۔ یاسین ڈاکٹر جعفری
 خوشی سے بول رہے تھے۔
 جی ڈاکٹر جعفری۔ آپ شروع کیجئے۔ یاسین کا
 جواب یہ تھا تھا۔ جب کہ یاسین کچھ دیر پہلی کی دیکھتی
 دیکھتی تھی۔
 توفیق دیر بعد ڈاکٹر جعفری یاسین کو کاٹھ پون
 چکے تھے۔
 یاسین نے کھانچ پر لٹ کر آٹھیں ڈاکٹر جعفری
 کے ہاتھ میں رکھی۔ یاسین نے ہاتھ میں رکھا۔ اچانک کی ایک جگہ
 کی آواز کے ساتھ ڈاکٹر جعفری یاسین کو گھور رہے تھے۔
 جیسے ہی انہوں نے اس جگہ پر نظر کیا کہ یاسین کی دیر
 پہنچا تو وہ ہنسا چکا تھا۔
 اس دوران ڈاکٹر جعفری سوئے ہوئے یاسین کو
 گھومنے لگے۔ یاسین کو وہی حالت میں دیکھ
 جیسا تھا۔
 یاسین نے ڈاکٹر جعفری ایک گھورنے سے نہیہ
 رکھا۔ یاسین نے دیکھا کہ اس کے۔ جب وہ یاسین کو مکمل
 کر کے پھر کاٹھ کرنے لگے۔ ایک دھنچ پڑ جیسے ہی
 انہوں نے اس کا ہاتھ آٹھیں کھیل کر یہاں ہو گیا۔
 اس میں آئے کے بعد یاسین نے تاہم اس نے
 نیند میں ایک گھبراہٹ دیکھی۔ جس کے سامنے کا
 میدان ہے جہاں کھڑے ایک گھورے ہوئے توفیق پڑا ہے۔
 نیہ یہاں تو وہ گھورے ہوئے توفیق کے یاسین کی نیند میں پڑا ہے

مجھے اتفاقاً کوٹھنے سے ڈاکٹر جعفری اس جگہ کی نوک نشن کو بخوبی سمجھ گئے۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا یہ دربار شہر سے باہر ان دوران کھنڈروں کے پاس ہے جو اس قدیم بھاتوں والے قبرستان کی راہ میں ہے۔ جہاں میں زیر سرچ کے لیے جاتا رہا ہوں۔ ہمیں ابھی ٹکنا ہوگا۔ یا سمین کے لیے یہ سب کچھ بہت حیران کن تھا۔

رات کے اندھیرے میں ڈاکٹر جعفری، یاسر اور یاسمین گاڑی میں بیٹھے پرانے کھنڈرات کی طرف جا رہے تھے۔ جن کے پاس وہ گنبد نما ایک قدیمی مزار تھا۔۔۔

کھنڈرات کے قریب پہنچ کر وہ اپنی گاڑی سے اترے اور نارچ کی روشنی میں پیدل اس مزار کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹیل سے میدان میں کھڑے تھے جو یاسر نے ہیناسس کے دوران دیکھا تھا۔ یاسر نے کدال اٹھا رکھا تھا جب کہ ڈاکٹر جعفری نارچ پکڑے زمین کو کھوج رہے تھے جبکہ یاسمین کے چہرے پر خوف کی ایک لہر جانی اور دوسری آ جاتی۔

ایک جگہ انہیں کچھ کھدی ہوئی زمین دکھائی دی جیسے ابھی ابھی وہاں مٹی ڈالی گئی ہو۔ میرا خیال ہے۔ لیکن وہ تعویذ ہے ڈاکٹر جعفری بولے۔

یاسر کدال سے زمین کھودنے لگا، اچانک اس نے کدال کی ٹوک۔ کسی ٹھوس چیز کے ٹکنے کی آواز سنی۔ جب وہاں سے مٹی ہٹائی گئی تو وہاں دیائے گئے ایک مرتبان میں سے چڑے کی ایک چھوٹی سی ٹھلی ملی۔ جسے دھاگے میں لپیٹ کر بند کیا گیا تھا۔ یاسر نے دھاگے کھول کر اس میں سے ایک تعویذ ہٹا کر لیا۔

ہمیں ابھی اس تعویذ کو جاننا ہوگا۔ ڈاکٹر جعفری یکدم تعویذ یاسر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولے۔ یا سمین یہ سب کچھ کچھ کر ڈری اور سبکی ہوئی ایک جانب کھڑی تھی، اسے یہ سب کچھ ایک خوفناک خواب معلوم ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر جعفری جیسے ہی اپنی جیب سے لائٹ نکال کر اسے جلائے لگے انہوں نے اپنے پیچھے نرمس کے چلانے کی آواز سنی۔

تجربہ دار اگر تم نے اسے جانے کی کوشش کی تو میں تم سب کو بھون دوں گی۔

نرمس ایک دم جھاز یوں میں سے باہر نکلتی ہوئی بولی۔ اس کے ہاتھ میں ہسٹول تھا اور وہ غصے سے جیسے پاگل ہو رہی تھی۔ لیکن اس وقت تک ڈاکٹر جعفری کے ہاتھ میں پکڑا لائٹ کا شعلہ تعویذ کو آگ میں لپیٹ چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ نرمس ٹراٹیکر واپسی ہسٹول اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ ہوش ہو گئی۔

اگلے روز ڈاکٹر جعفری کا یاسر کو فون آیا۔

ہیلو یاسر میں ڈاکٹر جعفری بات کر رہا ہوں۔ جی ڈاکٹر صاحب کیا خبر ہے۔ نرمس کو ہوش آ چکا ہے لیکن ابھی وہ بات چیت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یاسر نے کچھ دیر اور ڈاکٹر جعفری سے فون پر بات کی اور پھر فون بند کر دیا۔ فون سننے کے بعد یاسر کچھ دیر کے لیے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے موبائل پر یا سمین کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ ہیلو یا سمین۔ تمہارے لیے ایک خبر ہے۔ یہ کہہ کر یاسر نے یا سمین کو نرمس کے بارے میں اپ ڈیٹ کیا۔ لو کے ڈنٹ وری۔ آج شام کو ملنے ہیں۔

رات کے وقت شہر کی پر رونق سڑک پر یاسر اور یا سمین کی گاڑی ایک ریستورانٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ آخر یہ میرے اور میری بیسٹ فرینڈ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ گاڑی میں جاتے ہوئے یا سمین یاسر سے کہہ رہی تھی۔۔۔ کچھ کچھ باتیں ہماری عقل سے پرے ہیں۔ تم بالکل ٹھیک رہو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور ہاں سناؤ آج کل تمہیں رات کو ڈر تو نہیں لگ رہا۔ یاسر کھسپائی سی آواز میں اوپر لگے میرے پیچھے دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کے ہونٹ ہنسنے لگے۔ تھے اور آنکھوں میں شہریسی چمک۔ گاڑی میں ایک غیر ملکی کلاسک سا رنگ چل رہا تھا جب کہ نرمس کسی گہری سوچ میں گم تھیں۔۔۔ باہر روشنیوں میں جھلکاتے پرنالکسز سے پرے گہری تاریکی میں گھور رہی تھی۔





آمنہ زاہر - لاہور

حسد

یہ بات سنتے ہی ایک سرد لہر اس لڑکی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ جیسے ہی اس عورت نے ہاتھ اس لڑکی کی طرف بڑھایا، دلخراش چیخوں سے امن کی.....

حسد کی بیماری اس کے دماغ پر چھا گئی تھی جس سے بچا اب اس کے لئے ناممکن تھا

پرایک سفید پاؤں تک آتے لباس میں ملیں لیے بانوں والی ایک عورت بھی نظر آئی۔ اس عورت کا چہرہ آسمان کی طرف کراہا تک سے اس عورت نے رخ موڑ کر اس آنے والی لڑکی کو دیکھا۔ اس عورت کا چہرہ کسی کی بھی جان نکالنے کے لئے کافی تھا۔ سفید آنکھوں کی پتلیاں، گلاسز چہرہ جگہ جگہ سے گوشت غائب، اس کا گرد چہرہ دیکھ کر لڑکی کی دھڑکن اتنی تیز ہو گئی کہ اسے اپنے کانوں

رات کا آخری پہر چل رہا تھا۔ خون جمادینے والی سرد ہوا میں چل رہی تھیں۔ چاند اپنی روشنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ایسے میں ایک لڑکی اپنی پشت پر سیاہ کتے لیے بال بکھیرے چلتی ہوئی کسی ٹرائس میں چھت پڑ جانے والی سیر میوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ چھت کے دروازے کی کنڈی کھولتی ہے، سامنے چھت پر لوہے کی سفید باریک سلاخوں والی کرسی

میں بھی اس کی وضاحت کی آواز سنائی دینے لگی۔ اچانک وہ عورت تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔ لڑائی بھرتی سے وہ دروازہ بند کرنا چاہا مگر وہ عورت دروازے سے اس کے اس قدر قریب کھڑی ہوئی کہ اس کی بدبو دلہا سانس اس کے منہ سے نکالنے لگی۔ عورت نے دل دہلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ لڑکی سے کہا:

”اس مگلی جو تم اب میرے ساتھ جاؤ گی۔“ یہ بات سننے پر ایک سرور لہر اس لڑکی کو اپنی رینڈ کی ہڈی میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ جیسے ہی اس عورت نے ہاتھ اس لڑکی کی طرف بڑھایا، دلہا نے جھنجھوٹے سانس کی آنکھ کھلی مٹی۔ اس کی والدہ نے بیٹیوں کی آواز سن کر بیٹی کو اپنے ساتھ لے گیا اور پوچھا:

”کیا ہوا بیٹی؟ تم ٹھیک تو ہو؟“ اس کا بدن ہولے ہوئے کاتب رہا تھا۔ سخت سردی کے باوجود بیٹائی اپنے سے عرق آگئی۔ ”وہ ایک خواب تھا کیا؟“ اس نے خود سے سوال کیا۔

مفتاب کا دل اس کی طرف متوجہ ہو کر پھر وہ لڑکی صبح میں اپنی مثال آپ ہے جہاں رہنے والے زعمہ دل لوگ ہر خاص و عام کو فراغ دہی سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ پادشاہی مسجد کے قریب پرانی محل کھائی گئیوں میں پرانی طرز کا دس سرے کا کشتہ دھڑکی میں دھڑکتا آج بھی قائم رکھے ہوئے تھا۔ اس گھر کے کچھ نکل سات ہزار تھے۔ گھر کے سربراہ ”بیکس صاحب“ تھے۔ جن کا اپنا کپڑے کا کاروبار تھا۔ ان کی بیوی ”فصیلت بیگم“ تھیں جو کہ ایک نرم دل اور سادہ خراج خاتون تھیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ ”امین“ جو شہر اور دور ”بیکس“ سب بچے زیر تعلیم تھے۔ سب لڑکچہ، باصلاحیت، خواہ عورت اور خوش اخلاق تھے اور ساتویں فرد ”بیگم“ جن کے اصل نام کے بجائے سب انہیں ”بھائی“ پکارا کرتے تھے۔ بھائی کے شوہر شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کا بچا کوئی لڑکا نہیں تھا۔

وہی صاحبہ کا نام میں اس کا نام بھی بتا رہی تھی۔

کلوم جو کہ فصیلت بیگم کی پرانی جاننے والی تھی۔ کچھ سچے پہلے کلوم ان کے محلے میں غفلت ہوئی تھی اور اب ان کی محلے والی تھی۔ کلوم کا فصیلت بیگم کے گھر کاٹی آنا جانا بھی تھا۔ کلوم ایک حامدہ خود غرض، کینہ دکنے والی ایک شاعر اور جال باز عورت تھی۔ وہ خود مشقت بھری محنت بڑھائی ہر گزرتی تھی۔ وہ فصیلت اور ان کے بچوں کو کامیاب اور خوشحال دیکھ کر ان سے بے تحاشا حسد کرتی تھی۔ حسد انسان کو جلاوتا ہے۔ اسی حسد کی وجہ سے آگ میں ایک دن کلوم نے ایک خطرناک قدم اٹھایا۔

بیکس کی ایک دو بہن بھی باقی سوچ کی نرم و چپ میں اس نے گھر کے کھلے اور کشتہ دھن میں بیٹھی کسی سوچ میں آگئی۔ رات کے خواب نے اسے سخت تشویش میں مبتلا کر رکھا تھا۔ انہی سوچوں میں تم اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور وہ بانی کے دھندلوں میں گردش کرنے لگی۔ جب وہ سوچی جماعت میں تھی تب پہلی بار اس نے ایک خواب دیکھا۔ وہ دیکھتی ہے کہ ان کے گھر کی چھت پر ایک عورت سفید لباس میں رنگ کے وقت دیکھ کر کے ساتھ ایک کونے سے دوسرے کونے تک پتھر کاٹ رہی ہے۔ اس عورت کا طبع بہت خوب تھا۔ سفید لباس پہنا ہوا جگہ جگہ سے پچھا ہوا تھا۔ ہاتھ مٹی سے لائے تھے اور اس کی پشت پر بال عجیب طرز سے بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں زندگی سے محروم تھیں۔ چہرہ اکاسرغ تھا کہ دیکھا ہوا انگارہ معلوم ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس عورت نے آہان کی طرف مٹا لیا اور خدا میں تحلیل ہو گئی۔

اس نے اپنے خواب گھر میں سب گونایا لیکن اسے بچوں کی اپنی دلی سوچ کہ کربال دیا گیا لیکن تشویش تب ہوئی جب ان کے اسکل جانے کے بعد ساتھ گھر دہلی لائے جو کہ پڑے دھو کر چھت پر پھیلانے کی غرض سے آئی تھی۔ اس نے حقیقت میں ان کی چھت پر جو بیوی دیکھی وہی سنا کر دیکھا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ بیویوں پرانی ہوئی تھی کہ جانب بھائی اور بیٹیوں سے گھر

گر بے ہوش ہو گئی۔ اس واقعے کے بعد فصیلت بیگم اور انہیں صاحب خست تشویش اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے گھر آنے کے بعد ایک بار بھروسے سے اس کا خواب سنا گیا جو کہ سن و سن جیسا لہجہ نے بتایا وہ یہی تھا۔ بیکس صاحب فصیلت بیگم کے والد عبدلہ صاحب سے اس معاملے پر مشاورت کرنا چاہتے تھے۔ عبدلہ صاحب صاحب صاحب علم تھے جو کہ وہ حاکمیت کا علم رکھتے تھے۔ اور وہ لڑے بھگتی لوگ ان کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے آیا کرتے تھے۔ عبدلہ صاحب کی صاحب زادی فصیلت کو بھی لڑکیوں سے خیا اپنے باپ کی طرح ہے خواب آتے تھے اور جبکہ مصطفیٰ اب اس کو کہتے ہیں اپنے نانا جان اور انی جان کی طرف سے ملتا تھا۔ چنانچہ انہیں عبدلہ صاحب کا مادا واقعہ گوش گزار کرنے کے بعد بھروسہ عبدلہ صاحب نے اپنے علم سے انہیں بتایا کہ آپ کے گھر پر کسی نے سخت جانوں کو کیا ہے کہ بالی طور پر آپ لوگ بد حال ہو جائیں اور گھر میں پریشانی آئے۔ انہوں نے نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کی تعین کی اور ساتھ دم کیا ہوا پانی پیا۔ گھر میں چھڑکاؤ بھی کریں۔

ان کی سوچ کا تسلسل ایک چھڑکے کی آواز سے فوراً جب اکبر آدھے سے کسی کی درو بھری بیٹیوں کی آواز سنائی دی۔ ”اس“ یا ”خیر“ کتنی تیزی سے اکبر کی جانب بڑھی۔ سامنے بھائی کی ٹانگ پر بیوی کی گدھان گڑ گڑوت چکا تھا۔ جبکہ اس کا ایک تیز دھڑکاؤ ان کی ٹانگ کے آگے پار ہو گیا تھا۔ ان کی ٹانگ سے خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔ فوراً انہیں اسپتال لے جایا گیا اور ان کی ٹانگ کا آپریشن کیا گیا۔ بھائی اس وقت سے بھوشی کی حالت میں کئی سخت تکلیف میں مبتلا تھیں۔ سب گھر والے شدید دکھ اور پریشانی میں مبتلا تھے اور نماز روزے کی پابندی بھائی کے لئے تسلسل دیا گیا تھی۔

تین دن بعد شام کو بھائی اسپتال سے چھڑکے کر گھر واپس آ گئے۔ زندگی بھر سے معمول جتانے لگے۔ ایسے میں ایک رات ٹنگ بھائی میں رہی تھیں۔ ہر

سینھری باتیں

ہزاروں کو رہتی کرنے کے لئے اپنے والدین کو ہر حال نہ کرنا۔ انہیں کہہ دیتوں نے آپ کی خاطر نہ کی تھی اور فراموشی کی ہے۔

ملا دی واقعی ملے پاک کے اختیار میں ہیں، جہز ہو گئی چھ لگا ہے۔ ان کے دل کی انہیں جان لگا ہے۔ دل کے کسی گوشے میں بیٹھی خواہشیں کیسے بھانکے۔ ہر کسی کو ملتی ہیں، وہ لب واقعی اور وہ ہے ارمغان ہے بہت محبت کرنے والا، بہت دم کرنے والا۔

ملا احسان کے رشتے دیکھ کے بے جا محسوس ہو رہا ہے۔ خواہش ہے جہز دلاؤں سے بھی نذر جاتی ہے۔

ملا مایہ بد سے ہے مایہ میں خد کی رحمت سے مایہ کا کوئی تکی نہیں

ملا جن سے احساس کا رشتہ راز کا قلع بوم ہوں کہ اس وقت بھی من سکتے ہیں جب وہ خاموشی ہو گئے ہیں۔

ملا دل فصیلت نہیں بلکہ کرار آپ تو دور رکھنا ہے لوگوں کے دلوں میں بھی ہر آنکھوں میں بھی۔

ملا کسی انسان کا سب سے قیمتی علم سے بھر دیا نہیں، بلکہ محبت سے لبرال ہو دیکھ لے تہا جو کسی کی من چنے والے کان ہیں

ملا انسان ہوا اور انتخاب نہیں قدرت کی ہا ہے جن کام سے اللہ انسانیت کا نام دیکھتا ہوا اچا انتخاب ہے۔

ملا ہر دوست اور خاتون جی رہا ہے، مل کا ایک بھائی صاحب ہے

(آمنہ زبیر ۲۰۲۰)

اقرار

نورجہ طہر زہرا لاہور

اس نے اپنے وجود میں کچھ لٹ بڑی واضح محسوس کی۔ اسے اپنی ریزہ گس ہڈی میں کچھ دینگنا ہوا محسوس ہوا زندگی میں کبھی اس پر یوں خوفِ حلوٰی نہ ہوا تھا۔ اس نے ہمت مجتمع کر کے بیکھا تو لبیک انتہائی فزائونہ اور خوفناک وجود کھڑا تھا جو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

رات کے گھٹا لوپ اندھیرے اور سناٹے میں خم لینے والی خوفناک ڈھانچہ کھائی



مور پر حجب پاکر اس کی پکڑنے کو ملنے سے دو بار سلسلہ کام چڑا۔

”ما فوق الفطرت مخلوقات ایسے وجود ہوتے ہیں جو کہ قدرت کے ہند کردہ قوانین کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر لاطینیوں کے بیان کردہ خیالات ہیں جن کے مطابق جو وجود کائنات قدرت سے تہاؤز کرتے ہیں وہ ما فوق الفطرت کہلاتے ہیں۔ ما فوق الفطرت مخلوقات انہی کوئی ظاہریت نہیں رکھتے لیکن وہ غیر معمولی اور غیر متنبی صلاحیتوں میں محسوس ایک خوفناک حقیقت ہیں اور بعض اوقات وہ کسی انسانی دل و دماغ پر حاوی ہو کر اپنی یہ صلاحیتیں انہیں فراہم کرنے کا ذریعہ بننے ہیں۔ پہلے پہل ما فوق الفطرت مخلوقات کو مذہبی کتابوں میں وصف کیا گیا جس کی رو سے اس میں ہمت، پختہ دلی، درویشی اور انسانی دل و دماغ پر قابو پالینے والی خصوصیات شامل ہیں۔ بعد ازاں سیکرلاؤم نے ان چیزوں کو ما فوق الفطرت کہا جو غیر معمولی تھیں، جس کو تسلیم کرنا انسانی حواس کے لئے خاصا مشکل تھا۔ بعض لوگوں کا دعویٰ تھا کہ ان میں نیک رسائی حاصل کرنے کے ذریعہ انسان کو جاودہ فراہم کر دیا ہے۔

بعض کے مطابق غروب کے ذریعے مستقبل کا

”ما فوق الفطرت مخلوقات اس دنیا کی پھر اہمیت کے چھپناؤں میں سے ایک ہوتا ہے جس کی مدد سے ما فوق الفطرت مخلوقات کی موجودگی ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار آپ کے لئے اور محسوس ہونے ناممکن ہے۔ بخاریہ اور کرسٹی کے درمیان بحیرہ اسود سے گہری دریاہ کی ریاست اپنے قرون وسطیٰ فن تعمیر اور دنیا کے بلند ترین گھڑی سے بنے چھتہ کے باعث مانی جاتی ہے۔ یہاں مسیحیت سے تعلق رکھنے والی ایک گہرا آکائی موجود ہے۔ ما فوق الفطرت مخلوقات سے متاثر ذہن لوگوں کے کیمو زیادہ تر دماغ سے ہی شک کے تحت بننا ہیں جس آپ سے اور آپ صبری ذات سے کچھ نہ کچھ نیا سمجھنے آئے ہیں۔ دماغ میں منعقد ہونے والے تاج اس سیریز میں ہم انہی ما فوق الفطرت مخلوقات پر بات کرنے والے ہیں جو نہ تو ایک عام انسان کو عام زندگی میں دکھائی دیتی ہیں اور نہ ہی وہ اس دنیا میں اپنی کوئی اہمیت رکھتی معلوم ہوتی ہیں مگر انسانی زندگی پر ان کا اثر کسی قدر طاقتور اور غیر معمولی ہے اس کا ہر ایک مجھ سمیت آپ سب کو بخوبی ہے۔“ جانی میں

مگر وہ کہتا ہے کہ تو ایک امیر ہے اور ایک ایک کارخانہ دار ہیں جسے کچھ کام لوگوں پر دلا۔ ان کو عمل

پڑھ لکھا (Precognition) اور اضافی حس
(Extrasensory Perception) جیسی
ملا جیسے ان مخلوقات پر غیب حاصل کرنے میں کافی منہ
ثابت ہوتی ہیں۔ "کمرہ میں چند لمبے وقت لینے کے لئے
رکنا۔ بھی اس کی آواز کو سینہ بند و بار پہل میں گونگی۔
"اس کا ثبات پر خدا کی طاقت کو ایک بھی طاقت کہا گیا
جس کا اختیار تمام نام انسانوں سے بالا کہ ہے۔ وہ اس
دنیا اور انسانوں کی فطرت میں بڑا کامل اور طاقت ہے۔ جاوہ
اس کی قدرت کے بارے میں کچھ مانگے بغیر اس کا ثبات
میں مصروف عمل نظر آتی ہے۔ اس نظریے کو قدیم
ہندوستانی، قدیم مصری، قدیم کلاسیک، قدیم رومانی اور
قدیم ایشیائی ثقافت نے بڑا واضح بیان کیا۔ لیکن
تیسرے طاقت کے مطابق خدا نے اس فطرت کو روکا ثبات سے
بڑھ کر طاقت اور بلا وجہ کی اضافی مخلوقات، یہاں جو
انسانوں کے باہر اور ان سے سے خارج اور انسانوں کے
لئے ایک حقیقی مخلوق کا وجود رکھتی ہیں۔ اس کا ثبات
میں جسمانی اور فیر جسمانی مخلوقات کا وجود، اخراج خدا
نے اسی اختیار اور بے نیاز صلاحیتوں کو روکی دنیا تک
تاکم رکھنے کے لئے پیدا کیا۔ "روحیں" ایسی فیر جسمانی
مخلوقات ہیں جو اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں منتقل
ہو جاتی ہیں۔ اسے شک اس دنیا کے سماجی ایک جہاں ہے
جہاں اور اس کو جاتا ہے۔ بعض مذاہب میں دھول کو
انسانی زندگی کا خاص جزو قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں
اور دوسری خواہشات اور بے رحم تکلیفیں اور دلی کی منتقلی
دوسری دنیا میں ادھک دیتی ہیں اور وہ اس دنیا میں
سکون کی منتقلی دیتی ہیں۔ "تیسری چیز" جاوہ ہے جو اسکی
وسمات، علامت، اشارے اور مختلف ذوالوں میں
مکملیات فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم میں باخلاق
تجربہات مخلوقات کو اپنے تابع کرتے ہیں۔ چنانچہ فیر
معمولی چیز "کوشاٹ" ہیں جن سے مراد وہ ظاہری سامان
ہیں جو قدرت اور سماجی قوانین کی دے بیان نہیں کئے
جاسکتے۔ یہ فیر معمولی شایکار صلاحیت جہاں کہ خصوص
(۱) ان کو کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر ان کو کوئی چیز نہیں ہے۔

انفصرت طغرات اتنی ہی مٹی معلوم ہوئی ہے جسکی کر
افسان کی سوجوگی اس دنیا میں ہے قہر کم اٹھتی لہائیں
میں چڑھ گئیں اور کلاخ کی رو میں اس دنیا میں اس وقت
تک پہنچتی دکھائی دیں جب تک ان کے جسم ذہنی
روحیات کے مطابق پروخاک نہ کر دیے گئے۔ یہ انوکھ
بعضرت طغرات اس دنیا کا ایک ایسا حصہ ہے جس سے
انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس کی پرمات تجزیہ کیاں چوہا کار ہے
حد کا سیلاب حال "مسٹر ایروام جوسٹر" کو دھت دیا کہیں
کہ وہ آئیں اور ان طغرات کو خالص اور کچھ کرنے کے
متعلق اپنے تجزیہ اور مہارت کو سننے اور غیر تجربہ کار
خاموشی کے ساتھ شیر کریں۔ "آخری بات کہتے ہوئے
گھر مل نے اگلی نشست پر ٹکرو دوڑائی اور وہ اس سے بہت
گہرا پر لہلہ تالیوں سے گونج اٹھا۔
یہ ہل نما کرہ جولیات یعنی چیز اور نیلو سے
آراستہ تھا جبکہ ہر دلی پر گئی سبب و خیر یہ طغرات کے
ایک چور و انقلاب زبوں میں اور عبادتوں کی شکل میں
آویزاں تھے۔ مئی 65 سالہ بیوہ کار اور مہذب ایمام
جوسٹر اپنی نشست سے اٹھا اور ایلیج کی طرف بے تحے
قدموں سے جانے لگا۔ اس دوران اس نے اپنی آنکھ
کیلیسیا پر نظر اٹھایا جس کی نگاہیں میں آج بھی ایلیج کی
طرح اس کے لئے غور و ستائش تھی۔ کیلیسیا اس مقام
زمین کے حاصل کردہ اعزازات اور تجربات کے پیچھے
کڑی ایک انتہائی مضبوط بنیاد تھی۔ اس کی اہت
پہر جانے والی وہ خداور دعا دعوت جس کے ساتھ
سے آج یہ نام اور شہرت تھی۔ وہ ایلیج کی طرح ایک
ذہریہ مسکراہٹ کیلیسیا کی طرح اچھا اور ایلیج پر ایلیج اور
و اس پر موجود ایک گوشت کیا۔
"مسٹر گھر مل نے جس باریک بنی کے ساتھ
ہوئی انفصرت طغرات کا تعریف کر دیا اور وہ کامل ستائش
سے میں ان کی تمام باتوں سے اتفاق کر رہا تھا۔ انوکھ
انفصرت طغرات میں غیر جسمانی طغرات ہیں جو بروقت
تارے آسمان میں سوجو ہوئی ہیں۔ جب ہم ان
وجوہ کی موجودگی کا انکشاف پاتے ہیں تو انہیں متوجہ

کرتے ہیں۔ جو بات انہیں پسند نہ آئے ایک اور انداز صلاحیت
 رکھنے والا شخص ہی انہیں سامنے کرنا سکتا ہے۔ میں نے اپنی
 پہلی مثال زندگی میں کئی کئی ایسے دیکھے ہیں جن میں
 باوقوف و فطرت عقائد کے ان عالم لوگوں کو اپنی موجودگی
 کا احساس دلایا جو ان میں مدد دہ دیکھ کر رکھتے تھے۔
 ہمیں ان عقائد کے مانتے قانونی قدرت سے باہر غیر ضروری
 طاقتوں سے ہے، دوسرا کچھ مخصوص انسانوں کو ان
 عقائد کے گرد دیکھنے اور انہیں قابو کرنے کی ضد و ملال میں
 سٹا کی گئی ہیں۔ بے شک اس کائنات کی سب سے
 مضبوط اور خود غلطی انسان ہی ہیں۔ "حاصل افرا
 منکر باہت کے ساتھ یہاں سے ہل میں موجود لوگوں کی
 طرف دیکھا اور دوبارہ سے سلسلہ کام چلاؤ۔ "ان
 عقائد کے خالق اثرات سے حائر لوگوں کے لئے
 آپ کی اور میری ذلت ایک سما ہے۔ خداوند کی نعمتوں
 میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ کسی انسان کو
 انسانیت کی خدمت کا وسیلہ بنا دے۔ میں اپنی زندگی
 کا تجربہ شیئر کروں تو میں اسکول میں تھا جب ان لوگوں
 کو پہلی بار میں نے دیکھا اور محسوس کیا تھا تب مجھے معلوم
 ہوا کہ میرے صاحب صاحب انسانوں سے مضبوط ہیں جتنا
 میں ان عقائد کی محکمہ بدداشت کر سکتا تھا۔ وقت کے
 ساتھ میں نے مذہب میں موجود تعلیمات سمجھنے کا صرف
 اپنے مذہب کے بلکہ ان عقائد کے قائل ہونے کے
 لئے میں نے دوسرے مذہب کے تعلیمات بھی سمجھیں۔
 اس بات میں کوئی ہلکی نہیں، ڈاکٹر آپ اپنا پیشہ جہان
 مساحبتوں کو حقیقی معنوں میں انسانیت کی اخلاقیات کے لئے
 بدے کا رونا دھانچے ہیں تو اگر آپ کو ہر میدان میں
 بالکل ہونا چاہئے۔ میں نے ملحقیت روحوں کو اگلے جہان
 منتقل کیا ہے، جلد اور اس کی خیر و شرک اقسام کے قور
 کال کر کے انسانوں کو محفوظ کیا ہے۔ کئی بری طاقتوں سے
 محسوس لوگوں کی جان چھلکی ہے، آسمانوں اور شیطانوں
 کے اثرات کا شکار کر کے چھلکی کی روشنی پھیلانی ہے۔
 فرض کر میں نے اپنی زندگی میں خطرناک ترین
 عقائد کو زیر کیا ہے۔ یہ میری زندگی کی بہت بڑی

[illegible]

کے چوڑے، ہمواری کے جلالت، انہرے مگر سامنے کھڑا جس نین، ہوا کی ریح پر اپنا آپ منوانے والا ایک مجاہد، انجیر کا ٹھنڈا تھا جس کے الفاظ کا ایک آئینہ تھا جیسا کہ کسی نے نقل اختلاف نہ کیا۔

"میں آپ کو اپنی زندگی کا وہ واقعہ بتانے چاہتا ہوں جو آج سے پچیس سال پہلے رونما ہوا تھا۔ جس نے میری سوچ، فکر تبدیل کر دی اور میرے علم کو محدود قرار دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ترکستان گیا تھا۔ ایک اہل ہولی روم کو اس کی منزل تک پہنچانے کے لئے..."

"اسی کے ساتھ ایمرام جو ستر کا ذوق ان لوگوں میں چھپے ماضی میں چھپے گا اور اس وقت رونما ہونے والے تمام واقعات اس کے ذہن میں چلے گئے۔ مرکزی ایشیا میں واقع قازقستان کے قریب جنوب مشرقی ریاست "ترکستان" دنیا کی پراسرار اور خفیہ ریاست مانی جاتی ہے۔ اس کی پراسراریت کی وجہ اس کا قریب تھا ماحول قائم رہتا ہے۔ یہاں کی آجرات گودشت اپنی جائیداد مقرر کرتی اور اس ریاست کی بلندی کو برقرار رکھنے میں خاصا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دراصل یہ ریاست اس لئے قریب تھا کہ گزری ہے کیونکہ یہاں گیس کے خیر معمولی بن سے ذخائر موجود ہیں ماضی کر ترکستان کے دور حکومت "ہنگ آباؤ" میں دروازہ جنم (Door To hell) کے نام سے قدرتی گیس موجود ہے جس کے باعث مرکزی ایشیا کے استحکام (Stability) کے لئے اس کا طریقہ کار گزرا ہوا ہے۔ ہنگ آباؤ کے زیادہ تر خیراتی کام بھی کانی پر اسرار ہیں۔ اسے "تھر ڈول کا شہر" کہا جاتا ہے کیونکہ رات کو اندھیرے سے بننے والے فتنوں میں انسانوں کو دیکھنا ناممکن لگتا ہے۔ یہ شہر دنیا میں سب سے زیادہ آلودہ، مارل دیکھنے والے شہر کے نام سے گنیز بک (Guinness Book) میں بھی درج ہے۔ البتہ یہ گیس بیچنے والوں پر اور دوسری ریاستوں کو فروخت کرتے ہیں مگر ماحول اس کی زیادہ تر آلودہ اثرات خیریت کی زندگی گزرتی ہے۔

ماحول کی صفات اور بچے، شہزادوں کی بیوی سے

سماج کی اس ریاست کا رخ کرتے ہیں مگر ایمرام جو ستر کو یہیں خصوصی طور پر لایا گیا تھا۔ ہنگ آباؤ کی ایک مشہور سرگ پر وہ اس وقت ٹریک میں رہی طرح سے پھنسا ہوا تھا۔ کار کے آئینہ تک پہنچا ہوا دوسرے اس کی فکر دوسروں کی طرف سے باہر قتلہ قتلہ گزری گاڑیوں پر بھی تھی جو کہ سست رفتار سے دھنکے دھنکے آگے بڑھ رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر بے لذتی اور جھنجھلاہٹ کے اثرات نمایاں تھے اس نے اپنی گاڑی پر بندھی گزری پر غم دیکھا جس سے پھر کے چاروں طرف تھے۔ اسے جلد از جلد اس کو کشتی پر پہنچانا تھا جو ستر جو جس نے اسے قاتل بھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب اس بدترین ٹریک چاروں طرف کا دورہ اپنی منزل کی طرف روٹی دواں ہو گیا۔ بھی اس کے فون پر رینگ ہوئی۔ کیبلینا کال کر دی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کال کٹ کر کے بیچ چھوڑا، اس کی گاڑی نے جھلکے لیتا شروع کر دیا۔ فوراً سے پہلے اس نے گاڑی کو چلتی روڑ سے سائیڈ پر گھزایا۔ اس دور میں کار ٹھیک بند ہوئی۔ اس نے کئی بار کار اشارت کرنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ بے کار سے باہر نکلا اور ان چپک کرنے لگا مگر کوئی اس کی کچھ میں شائد باندھ رہی طرح سے جھنجھلا کر رہ گیا۔ بیچ ہی سے اس کی مشکلات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اسی طرح کھڑے اس نے ہمدردی نظر دوڑائی۔ اگلے ہی لمحے اس کے وجود میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جس سائیڈ پر اس کی کار کھڑی تھی۔ اسی طرف توڑا سا آگے ایک کار دھک شاپ گئی۔ دو فرادہ ہیں بیٹھا اور انہیں اپنی کار کی خرابی کے متعلق بتایا۔ اس کے ساتھ ایک میکینک آیا جو کار کو قوی طور پر اشارت کر کے درکشاپ تک لایا اور اس کی فرامی کو مستقل طور پر نوک کرنے لگا۔ ایمرام وہیں پڑی ایک کرسی پر بیٹھا انتظار کرنے لگا۔ اس نے دیکھ کر کھڑکی پر نظر ڈالی جہاں شام کے پانچ بجے تھے۔ بھی ایک آدی ایمرام کے کار کے پاس سے لارڈ ایمرام کے قریب آئے اس کی چال دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایمرام کے پاس سے گزر جائے گا۔ مگر وہ یکدم کار فوراً ایمرام

کو دیکھتے تھے اس فکر میں کہ جب اسے اس کا ایمرام نے بے اختیار ہی اس کی جانب دیکھا۔ وہ سادہ سی بیٹ شرت میں لباس عام سا مگر جس آدمی تھا۔ وہ چلتا ہوا ایمرام کی طرف آیا۔

"ہلوم ٹیکو" اس نے مسکراتے ہوئے صافنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ایمرام نے سلام کا جواب نہ دیا اس سے باہر آیا۔

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جس تک مقصد کے لئے جا رہے ہیں اس میں آپ کو کامیابی نصیب ہو۔" وہ اس کی پراسرار نظریں ایمرام کے چہرے پر جمائے نرم لہجے میں بولا۔ "میں انتظار کر رہا ہوں کہ اس قسم کی باتیں کوئی عام انسان نہیں کرتا۔ یعنی کہ آپ جانتے ہیں کہ میں کہاں اور کس مقصد کے لئے جا رہا ہوں۔" ایمرام نے بغور اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ لگے ہیں کہا۔ اس بات پر وہ مسکرایا۔ "آپ کا نام جان سکتا ہوں؟" ایمرام نے ہنسنے پر صافنے کے لئے اس کا نام پوچھا۔ "عبداللہ آگے آپ کا؟" عبداللہ نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کیا۔ "ایمرام جو ستر" ایمرام نے بھی جواب مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی ستر میں۔"

عبداللہ اس کے پاس بیٹھ کر پوچھتے ہوئے بولا۔ "آپ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان ایمرام سے تعہد کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ہو؟" "جی ہاں۔" عبداللہ نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔ وہ دیکھتے ہیں بالکل عام سا سادہ سا شخص تھا لیکن ایمرام کو ایک بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ غمزدار ہو رہا تھا۔ مگر ماحول وہ خود کو اس سے کی گناہ پر تری کچھ رہا تھا۔ انہوں نے حقوق بالضرورت حقوقات پر کافی دیر بات چیت کی۔ عبداللہ کا علم تھا اس حاکم کی کسی مگر ساتھ ہی اس نے اس قسم کی حقوقات پر کچھ جاننے کے اپنے بہت ہی کم تجربے سے جانتے ہوئے ایمرام اس لحاظ سے خاصا تجربہ کار ثابت ہوا۔ کچھ دیر بعد ہی بائیں کرتے گزری کہ ٹریک نے ایمرام کی کار نوک ہونے کا

آ کر بتایا۔ بھی وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ یہاں پر مستقل قیام میں یا اکثر اوقات ہی ایمرام آتا ہے۔" عبداللہ نے ایسے ہی شائستہ لہجے میں دریافت کیا۔

"دراصل میں جس لحاظ سے شنگ ہوئی۔ انہیں نے مجھے یہاں ایک ٹھکانہ کے طور پر رکھ دیا ہے کیونکہ زیادہ کیمو نہیں سے آتے ہیں جو کہ مجھے ہی پھنسا کر رہتے ہیں تو اس لئے یہاں میری رہائش اور غریبوں کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ خیر! آج میں جلدی میں ہوں مگر مجھے آپ سے ایک بار حتمی گفتگو کرنے کا بے حد اشتیاق ہو گیا ہے۔ ہم پھر کی دنیا کی زندگی کا ضرور بات چیت کریں گے۔ آپ خاصے اہم اور دلچسپ انسان ہیں۔" ایمرام نے ایمرام کی مصافحہ کرتے ہوئے اس سے اگلی ملاقات کے متعلق کہا تو وہ مسکراتے لگا۔ دلوں سے اپنے فیروز کا چہرہ کیا۔ اس کے بعد ایمرام نے کار اشارت کی اور عبداللہ کو ہاتھ ملا اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

اس کی کار جس وقت جو جس گاؤں میں داخل ہوئی اس وقت شام کے ساڑھے سات بجے تھے۔ وہ گاؤں خاصا سرسبز و شاداب تھا مگر وہاں ہر سو چمکی رہی تھی۔ اجتماعی خوشیاں تھیں۔ کچھ گھروں کی کھیر کا کام کا ہوا تھا۔ جبکہ خیر شدہ مکمل گھر بھی بن چکے تھے۔ وہاں انسان تو کیا، کئی جانور یا پرندے کی موجودگی تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اسے یہاں محسوس ہوا، ایسے دوسروں کی دھول سے گزرا ہوا اس انسان لہجہ خوشی گاؤں میں اس کی کار کی گونج رہی تھی۔ وہاں کی یاد کی منان کی یہاں سوجھ بیک کا اعلان کر رہی تھی۔ خوف و وحشت سے بکرا یہ علاقہ جس پر حکومت کا بڑا اثر تھا۔ ایمرام ہمدردی کے سہول پر غور دیکھ کر آگے بڑھ رہا تھا جب ایک شخص اس کی گاڑی سے ٹھوڑے سے ملے پھر اچھوٹا ہوا نظر آیا۔ ایمرام نے اس کے قریب گاڑی روکی۔ یہ بڑا بڑا ستر جو جس تھے۔ وہ بچپن میں رعب دار شخصیت کا ایک قوی ایمرام گاڑی سے باہر نکلا اس کی طرف بڑھا۔

"خوش آمدید مسٹر ایروم! مجھے آپ ہی کا انتظار تھا۔ آئیے اندر چلے، ڈنر ہمارا کھڑا ہے۔" مسٹر جوسٹس نے اسے خوش آمدید کہتے ہوئے دائیں طرف بنے چھوٹے سے گھر کی طرف اشارہ کیا تو ایروم اس کے ساتھ گھر کے اندر چلا گیا۔

ڈنر کے بعد ایروم مسٹر جوسٹس کے ساتھ جس کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا سا بیڈروم تھا مسٹر جوسٹس نے بلتی ہوئی سروی کے فرش پر آٹھ انگلیں اٹھائی گئی تھیں اور اس کے پاس چڑی کر کے بیٹھ گیا اور سامنے چڑی کر کے پیر ایروم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "تو مسٹر جوسٹس! وہ لڑکی کون ہے اور آپ سے اس کا کیا رشتہ ہے؟" ایروم نے بغور مسٹر جوسٹس کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔ "وہ لڑکی! - وہ میری بیوی کی سوتیلی بیٹی تھی۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہی۔" مسٹر جوسٹس نے سگڑ مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ چھوٹا بچہ کی طرح تھا، بھگ رہی ہے۔ اس کی ذہنی کے آخری لمحات میں یہی کیا ہوا جس نے اس کی مدد کی اور دنیا سے الگ کر دیا۔" ایروم نے پشیمان لہجے میں دوبارہ استفسار کیا۔ "وہ آپ کے عجیب لڑکی تھی۔" مسٹر جوسٹس نے سگڑ کا دھڑکا ہوا ہاتھ ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ حکایت میرے لئے انتہائی بھروسہ ہے مسٹر جوسٹس! ایروم نے بات لہجے میں کہا۔ اس بات پر مسٹر جوسٹس نے ایک سرزد اور سگڑ کو اٹھائیں کرے میں سہل کر ایک طرف رکھ دیا۔ "اسے دنیا سے بہت دیر گئے ہوئے تھے مسٹر ایروم! بلکہ دنیا سے نہیں! اسے انہوں سے ملاقات تھی۔ وہ ہر بات کو دل سے اور ذہنی گہرائی سے سمجھ کر کرتی تھی۔ اس کے بچپن میں ہی اس کا باپ بڑے بڑا چھوڑ کر چلا گیا۔ جس کے بعد اس کی ماں نے میرا انتساب کیا۔ اسے لگا تھا کہ اس کی ماں صرف میری ہی بیٹی تھی۔ اس کی ماں نہیں رہی۔ اس کی مدد سے اس کی طبیعت تھیں اور محبت کی مانگ کرتی تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ اس دنیا میں پرستش کی چیز ہے۔ ایک ایسا چھوٹے سے گھر میں پرستش کی چیز ہے۔ وہ اس کی ماں کی یاد میں رہتی تھی۔ وہ اب خود کو بھی نہیں جانتی مسٹر

نہیں تھے۔ جب انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور جمادی جانے کا وقت ہوتا ہے کیوں وہ اس دنیا سے محبت اور غلوں کا تقاضا کرتا ہے۔ رشتوں میں بندھ کر رہی دنیا میں زندگی گزارنا مجھ پر ہی ہے۔ دنیا کی ہر محبت کو کھینچ کر لے کر آ رہی ہوں۔ کیوں چاہتا ہے کہ اسے خوش رکھا جائے، اجرت دی جائے کیوں چاہتا ہے کہ اس کے دکھ اور تکلیف کے لمحات میں کوئی اس کے ساتھ ہو۔ وہ اصل انسان اس حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ انسان کو اس دنیا میں اپنے تمام تر احساسات اور جذبات کے ساتھ جمادی دینا ہوتا ہے۔ تو وہ کیوں اتنی امیدیں باندھ لیتا ہے؟ اس دنیا میں جینے کے لئے بے حس شرط ہے مگر وہ رویا کی - جا اسیدوں اور خواہشوں نے اسے توڑ کر رکھ دیا ہے۔" مسٹر جوسٹس تاسف سے کچھ ایروم کو دیکھنے لگا۔

"اس کی کیفیات کو دیکھتے ہوئے کیا آپ نے اس کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھا دیا؟ یاد ہے یہ سب کچھ اپنی زندگی میں آپ کے آنے کے بعد سوچتی تھی؟" ایروم نے سنجیدگی سے مسٹر جوسٹس سے دریافت کیا۔

"اگر میں نے اسے محبت نہیں کی تو بھی اس سے غرت بھی نہیں کی، میں نے اس سے کبھی کبھار نہیں کیا وہ خود سے ابھری، کڑھتی، کھینچتی ایک ہرچہ کے ساتھ ہی گئی تھی۔ نہ جانے وقت نے وہیں کو کس حد تک اس کا حال کر اس کی دلچسپی ڈھکی ہو گئی۔ وہ خود سے تنگ چلنے لگی تھی۔ لہذا آپ اس کا کات پرلو چھو لگے لگا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ اس کے لئے لوگوں کے دل تنگ پڑ چکے ہیں۔ وہ خاموشی سے یہ سب سہی اور بے پروا رہی تھی۔ اس کی خود ساختہ سوجھ بوجھ پر مہر و مدد دیا تھا۔ ہر چہ وہ بگاڑا رہا تھا۔ جب اسے سمجھانا چاہا تب بہت دیر ہو گئی تھی۔ اس کی زندگی دور دور ہو گئی؟ دل سے وہ غلط چلے گئے۔ وہ تنگ گئی تھی۔ گراہی کے دہل میں گرے نہ جانے کتنے لمبائی تھیں اس نے اگر نہیں بھی سمجھیں نہ پائی۔ وہ بڑی طاقتوں نے اس کی جان لے کر اس کی مدد نہیں کیا۔ یہ کہی۔ وہ اب خود کو بھی نہیں جانتی مسٹر

ایروم نے یہ کہہ کر دیا کہ وہ صرف اور صرف تکلیف میں شامل ہوتا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ اس کی روح پر چڑھ کر اس کے خلی کو چھو کر اسے اس کی بڑی منزل کی طرف رہانہ کریں تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ مسٹر جوسٹس سمجھیں لہجے میں کچھ کرے۔" پشیمان کر چکا تھا۔ "اس کی روح نہیں ہے اس وقت۔" ایروم نے تمام حالات سننے کے بعد اس سے انکا سوال کیا۔ "اس گھر کے انفلوئنسے والے گھر میں! اپنی زندگی کے آخری دن اس نے خود کو اپنی گھر میں قید کر لیا تھا۔ اس کی موت بھی وہیں واقع ہوئی۔ اس کی ماں کو مر ہے کوئی نہیں جانتا۔ یہ تو کون بھی اس لئے خالی ہے کیونکہ یہیں آنے والے لوگ روز رات کو اس گھر میں رہتا ہوتے وہ خوفناک ماحول کو دیکھ کر ہول مچاتے ہیں۔" اب تو حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی حیرت و حیرت کا کام کرنا چاہتا ہے اور وہی کوئی گھر خرید کر رہنا چاہتا ہے۔ اس گاؤں کا مالک ہونے کی وجہ سے یہ بڑے خاص سے فی بات ہے میرے لئے۔ میں اپنی فہم پر گزروں ہوتا جا رہا ہوں۔" مقرر جب ڈرے کثرت قانون تک آ جائے گی۔

اس بات کو سننے پر ایروم ہلچلی کر کے اٹھ اور کھڑکی کی طرف جانے لگا۔ "جیسے وہ مسٹر جوسٹس سے وہ بات انکوائے میں کامیاب ہو گیا جس میں اس کی غرض بھی تھی۔ ایروم نے کھڑکی سے پردہ ہٹایا اور سامنے گھر کو غور سے دیکھا۔ وہ گھٹ سا ماحول تھا مگر خوف کو کسی کے بھی احساس پر سوچ کر کرنے کے لئے کافی تھا۔

"کیا آپ نے کبھی اس کی اور حال کو دیکھا؟" ایروم نے بدستور گھر کو دیکھتے ہوئے مسٹر جوسٹس سے سوال کیا۔

"ہی! کبھی تو نہیں کو دیکھا مگر سبھی اسے قید کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے کہا چاہا ہے کہ میں نے دوبارہ ماحول کی فضا میں جو اپنی اپنی حالت میں تھی۔ وہ کسی کو خاص نہیں سمجھتی اس کے جو اس گھر میں داخل ہوں یا اسے وہیں بھیجے کی کوشش کرے۔ آپ کی شہرت کے متعلق بہت بات ہے۔

یہ ہے اب اس میں کچھ کرنا ہے۔" مسٹر جوسٹس نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے ایروم کے لہجے میں کچھ باتوں پر اس نے اہلیت میں سر ہلایا۔ اس کے بعد مسٹر جوسٹس ایروم کے لئے چل پڑا۔ "جیسے ایروم کھڑکی کے پاس بٹھا رہا تھا وہ گھر کا ستارہ کر رہا تھا۔ آج وہیں پر چھوٹی مرنی ہوئی لڑکی ہونے کا دکھان دے رہی تھی۔ ہر سو پر وہی ہر سو میں کھینچ کر اسے اپنا ستارہ کر رہی تھی۔ ایروم نے کھڑکی کے پاس سے ہٹا کر اسے ایک سے ایک سامان کاٹنے لگا۔ ایک دم اس کے دل میں ہراساں ہوا اور وہ زانو کی طرف ہٹا۔ کیلیڈیا کی پانچ سالہ کونو کے کمرے میں لای رہی کا شہت سے احساس ہوا۔ اس کا کوئی بھی بچہ نہ پا کر اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس سے اس کے کیلیڈیا کو کوئی کھلے گا۔ چوکی میں پر کیلیڈیا نے کل آئینہ کی۔ "کیلیڈیا! یہی ہے۔" ایروم نے محبت سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" بات لہجے میں جواب دہی ہوئی۔

"ایروم! اور میرے لپٹا کہیں ہیں؟" ایروم نے اپنے دونوں بچوں کے بارے میں پوچھا۔

"سہل کے ہیں۔" لہجے میں سہل کی بڑی ترغیب۔

"ایروم! یہ؟" ایروم نے دیکھ لہجے میں استفسار کیا۔

"نہیں۔" وہ اپنی بڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"آئی ایروم! سہل کی کیلیڈیا! آج سموات زندگی بھر وقت کے لئے وہ کبھی جانتے تھے تھا سموات زندگی میں کے لئے وہ کبھی جانتے ہیں جس سے محبت ہو۔" اس کے لہجے میں واضح فہم تھا۔

"تو جس کی بات ہے کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے؟" ایروم نے شاکہ لہجے میں استفسار کیا۔

"تمہارے دل سے تو کبھی تھا ہے۔" کیلیڈیا نے ایسے ہی لہجے میں کہا۔

"تو کیلیڈیا! اس دنیا میں جتنے سموات ہیں میں میں جتنا اپنی جہت ہے۔" ایروم نے محبت سے کہا۔

سہری بھرتے تو اسے ایک ماہ کی روٹی جتنی زمین پر پھینکی ہے مجھے تم سے اتنی محبت ہے۔ جب بارش سے تو دیکھو! اس کی بوہری جتنی زمین پر برتی ہیں، مجھے تم سے اتنی محبت ہے اور جب "ہیرام کی بات ابھی اوروں کی تھی جب کیلیڈینا ایک دم بولی۔

"اچھا ہاں! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم واقعی بڑی تھے۔" کیلیڈینا کی گفتگی آواز اس بات کا اعلان تھی کہ وہ اسے مانتے ہیں کہ مایاب ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ہیرام نے اسے دن بھر رہنا ہونے والے تمام واقعات تفصیل سے بتائے۔ اس کے سنے فخر تک کہیں کہیں کرکلیٹے طبع کچھ پریشان ہوئی تو ہیرام نے اسے تسلی دی۔ کچھ دن طرہ بات کرنے کے بعد ہیرام نے کال بند کی اور سونے سے لے لیتے تھے۔ دن بھر کی محنت کے باعث وہ جلد نیند لادتی تھی کونیا۔

وقت اپنے جوتن پر تھی۔ ہیرام چھلنی خاموش رہتا تھا۔ فخر تک تھی۔ آج کل پر چھائے گھر سے سیاہ ازل و میر۔ ہیرام نے جادو کو قہر نے تھے جس باعث ہر طرف ہر کی پھیل گئی۔ کچھ پورے عالم پر چھائے گھر سے سکوت کا راجہ کلی کر رہے کی آواز سے غوا۔ ساتھ ہی سورج و عمار بارش نے ماحول کو بے حد رواں دواں کیا۔ چار سو کوٹ و لاکھ لاکھوں سے ملتی ہوئی ہر گھر کی بجلی وحشت کو سر جوڑ دلا دیا۔ بارش کی ہلکی سی ہست و حشا کی گھڑی سے گھرنی، اس آواز پر ہر گھر کی جیسے کوئی دنگ رہے۔ ہیرام ہیرام ہر شے سے بے خبر گہری نیند سو رہا تھا۔ کچھ بھی چھانے سے سید لوتنے کی آواز آتی تو وہ ایک دم بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہاں بولیں ہونے کے بعد اس نے اندر گھڑا جائزہ لیا۔ سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ بچہ کر رہا تھا۔ اس نے سامنے کی دیوار تک پر نظر ڈالی جہاں آگئی رات کا وقت تھا۔ اس نے خود پر روز حاکم اسیا اور ہست سے بچتا رہا۔ غلطی سے لڑی پر دیکھ کر ایک لمحہ اس کی ہر گھڑی کی سرایت کر گئی۔ ساتھ ہی شدہ کھٹکھٹ نے اسے آگے بڑھایا۔ چار سو کوٹ کی سہا پائیاں اٹھ کر ہیرام کو ہاتھ سے پھونک کر

لوتنے کی آواز جس قدر واضح تھی اس سے تو سبکی معلوم ہوتا تھا کہ اس کے کمرے میں شیشہ غوا ہے مگر یہاں صورتحال مختلف تھی۔ وہ گھڑی کے پاس کھڑا ایک سوچ رہا تھا جب سامنے موجود گھر میں اسیا تک مال روٹی پھینکی گئی جو اس گھر کی گھڑیوں سے صاف فخر آ رہی تھی۔ کچھ ایک لڑکی کی فخر اور تکلیف میں ڈوبی تھیں۔ سنائی دیا جس سے پورا جوتن ڈانڈ گئی اٹھا۔ ساتھ ہی گھر میں ہمارے بھرگ سامان گرنے کی آواز آئی۔ اسی فخر تک شہر کے ساتھ ایک بھاگتی ہوئی لڑکی کا سیاہ سا پیر پیرا ہوا۔ اس سے پہلے وہ طرہ بھاگتی، اس کے پیچھے ایک اور سیاہ نمودار ہوا جس نے اسے ہاتھوں سے دیر ہونے لیا۔ ہست و حشا کی گھڑی کے ساتھ وہ لڑکی خود کو پھرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ اس سامنے نے ہاتھ بلند کرے جس میں فخر موجود تھا۔ اسی فخر سے ایک ٹکڑے سے بھی کم وقت میں اس سامنے نے ہاتھوں سے پکڑی ہوئی لڑکی کا گلا کاٹ دیا۔ گلا کٹتے ہی خون کے چھینے فخر کی گھر سے۔ یہ ہست تک ہیرام نے اسے اجاڑ دیکھا۔ کچھ فخر اور سکینوں کی کی آواز آئی۔ آج ہست و حشا کی آواز اس قدر ہلکی ہو گئی کہ اسے سننا دشوار ہو گیا۔ ہیرام نے اسے اختیار ہی ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لئے۔ کچھ دیر اس طرف سامنے موجود گھڑی ایک دم ٹوٹی ہوئی لڑکی کے گھٹنے گھرنی نظر آئی۔ اس سے پہلے وہ زمین پر گرتی۔ وہ اس ہند سے کے ساتھ تک بھی گئی جو اس کے گلے میں چڑھا تھا۔ اس کا سفید لباس خون سے بھرا ہوا تھا جبکہ چہرے پر سیاہ ہلکے تر تھیں سے فخر سے ہوتے تھے۔ آگئی رات، گرنے چٹک کے ساتھ مولا و عمار بارش اور ایک لڑکی کی خون آلود گھٹنی لاش کسی عام انسان کے اعصاب شاہ اس ماحول کی فخر کی اور ہست کو ہواشت نہ کر پاتے مگر ہیرام بے فخری سے گھڑی سے کچھ کچھ ہاتھ۔ کچھ گھڑی کے پاس سے چلا اور اپنے سامان میں سے برساتی خالنے لے۔ برساتی پینے کے بعد اس نے اپنے گلے کے لئے کچھ ضروری سامان لیا اور ہست سے لے کر گھر سے باہر جانے لگا۔ اس کا رخ سامنے گھر کی طرف تھا۔ دن

گزر رہے تھے اور اسی کے ساتھ ہیرام کے لئے ہر دن ایک نئی مصیبت لے کر آتا کر رہا۔ ہستی اور بے فخری سے مقابلہ کرتا رہا۔ وہ ہر گھر کے گھر میں موجود برقی طاقتوں نے کئی بار اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جس وجہ سے وہ کئی بار زخمی ہوا۔ گلے کے درمیان ہیرام کے بعد اس کی طاقتوں نے اس کی جان بھی لینا چاہا مگر وہ ہوا کی سے ہیرام نے آخر کار ایک مہینے کی مصائب تک اور تکلیف دہ کوشش کے بعد وہ ویریکا کی مدد پر چڑھ کر برقی کے خول کو اڑانے میں کامیاب رہا۔ ہیرام ہاتھوں میں موجود ویریکا کی لاش کو دھا کر اس کی مدد کو ابھی منزل کی طرف روانہ کر دیا۔ اس سب کے بعد مسٹر جوتن نے مولا سے کے ساتھ فخر کے طور پر اس کی شاہد لاری نیافت کی جس کے بعد وہ اپنے لکھ واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اپنی واپسی سے چند روز پہلے ہیرام اپنے بندہ میں بیٹھا فخر کی آواز سے کچھ دیر سوچنے کے بعد اس میں عبد اللہ لکھ کا خبر ملا۔ وہ کچھ جڑ کے بعد عبد اللہ لکھ نے کئی مہینوں کی حال احوال پر پینے کی مری ٹھیکر کے بعد ہیرام نے اس سے ملاقات کرنے کی بات کی جسے عبد اللہ لکھ نے فخریوں سے قبول کر لیا۔ فخریوں نے اپنی مصروفیات نمٹانے کے بعد شام کا وقت طے کیا۔ اس کے بعد ہیرام نے کالی ہند کی ہر عملیات پر کچھ کتاب کا مطالعہ کرنے لگا۔ یہ تقریباً شام کا وقت تھا۔ سردی کا زور دیر سے دیر سے بڑھتا جا رہا تھا۔ تیز ٹھیک ہوا کچھ چوبیس میں کھنٹی معلوم ہو رہی تھی۔ ہیرام چھائی دھند کی موٹی تھ نے تمام ماحول دھندلا دینے تھے۔ اس سخت سردی میں گرم کوٹ کی جیسوں میں ہاتھ ڈالے، گردن میں خطر لپٹے ہیرام پیدل چل رہا تھا۔ اس کا رخ اس پارک کی طرف تھا جہاں عبد اللہ لکھ نے اسے بلا دیا تھا۔ پارک میں ہیرام جیسے ہی داخل ہوا تو اسے سامنے کچھ عبد اللہ لکھ بیٹھا فخر آ کر ایک لمبی کھانا کھلا رہا تھا۔ وہ دیر سے دیر سے چلا ہوا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ "اسلام علیکم" عبد اللہ لکھ نے اسے دیکھتے

ہوئے سلام لیا۔ اس بات پر ہیرام نے ایک سر ہلایا۔ "تم جانتے ہو کہ میں اس کا مطلب نہیں جانتا۔" "آئیے دیکھیں ہیرام لکھ؟" ہیرام نے مسکراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جو عبد اللہ لکھ نے خوش دلی سے تقابلیا۔ "سب کا شکر ہے! تم سناؤ سب ٹھیک ہے؟" عبد اللہ لکھ نے نرم لہجہ میں جواب دیتے ہوئے اس کی فخریت دریافت کی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔" ہیرام اس کے پاس چھ پر بیٹھے ہوئے ہوا۔ کچھ سردی کے باعث فخر وہاں قریب سے کینے کی طرف کافی پینے کے لئے جانے لگے۔ اس دور میں عبد اللہ لکھ نے اس سے ویریکا کے کس کے تعلق پر چھوٹا ہیرام نے اسے اپنی کامیابی کا بتایا۔ وہ دونوں کینے میں کچھ پر آئے سامنے بیٹھے تھے جب فخر نے ان کے سامنے کالی ٹکڑے لگے۔

"دنیا کیا ہے عبد اللہ لکھ؟" ہیرام نے ہست و حشا کی بات پر دیر دیکھتے ہوئے سمجھ لکھ میں استغفار کیا۔ اس کی اس بات پر عبد اللہ لکھ ایک دم ہلکا ہوا۔ "مگر آپ سے کچھ "دنیا" کی وضاحت ابھی جانے تو آپ کیا کہیں گے؟" عبد اللہ لکھ نے جواب اس سے سول کیا۔

اس بات پر ہیرام دیر سے مسکرایا۔ "دنیا ایک حسین قیام گاہ ہے جہاں خدا نے انسان کے لئے کئی رنجیں رکھی ہیں۔ ایک گھر پر زندگی جینے کی جگہ جہاں ہمیں اپنی فخری کا سامان خود پیدا کرنا ہے۔ جہاں ہر طرہ سے ہیرام سے ہمیں لطف اٹھانے کا موقع صرف ایک بار ملتا ہے۔ فخری زندگی میں اس کا کڑوا سوچنا ہوں کہ نہ جانے کیوں لوگ فخریوں، فخریوں کو خود پر سوار کر کے اپنی زندگی میں جہاں جہاں ہے۔ کچھ اس کا نکات پر غور کریں جہاں انسان کے لطف کے لئے خدا نے کتنا کچھ تخلیق کیا ہے۔ اپنی فخری کی خاطر ایک گھر پر زندگی کے لئے ہر حد سے باہر ہو کر اس دنیا کی رنجیں بھریں اور حسن سے مستفید ہونا چاہئے کیونکہ دنیا کچھ حسین قیام گاہ میں انسان کی مدت بہت مختصر ہے۔ لہذا

میرے نزدیک دنیا انسان کے لئے سب کچھ ہے۔
 ابراہام نے کھوئے سے لے کر اپنی بات کھان کرتے
 ہوئے کافی کاسب لیا۔ جبکہ عبداللہ ک خاصٹی سے اس
 کی بات میں رہتا تھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں؟“
 ابراہام نے عبداللہ ک سے کہا تو اس نے کافی ناگ
 ایک طرف دیکھا۔

”یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور اس کے بعد کی
 زندگی جزا کی انتہا عقلی نے انسانوں کو اشرف
 المخلوقات بنا کر بھیجا اور ساتھ ہی اپنی بے شہرستوں
 سے نوازا اساتھ ہی انسان کو آگیا کہ بعد میں آنے
 والی آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ یہ دنیا
 عارضی ہے۔ یہاں انسان کو بھگانے اور گمراہ کرنے
 کے لئے شیطان لگی کر رہے آ رہا ہے۔ جو رب قدرت
 کے احکامات کی پابندی کرتا ہے وہ صرف مستقیم پر چلتا
 ہے۔ اس دہانے کے لئے دل میں خود کو پہنایا
 رکھا۔ اسے نیچا ٹانوی ہے جو ظلم و انصاف کے ساتھ اپنے
 معاملات نمٹاتا ہے اور بعد میں کے حتمی فیصلے کرنے کی
 صہبت میں اس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے سے
 ڈرتا ہے۔ خاص طور پر کوئی کو خدا کی عبادت دیتا ہے سیدھے
 راستے پر چلے والوں کے لئے اس دنیا کے بعد انجام
 کے طور پر جنت ہے جو رہنے کی بہترین جگہ ہے۔“
 عبداللہ ک نے فرم لے کر کہتے ہوئے ابراہام کی
 طرف دیکھا۔

”وہاں ہی دل کا عبداللہ ک! جنت کا کیا ہے
 جنت ہے۔“ ابراہام نے لے کر کہتے ہوئے کہا۔

”سب کا اپنا اپنا عقیدہ ہے ستر ابراہام“
 عبداللہ ک نے غصے سے کہا۔ ”بھگدہاں دلوں کے
 درمیان خاموشی قائم رہی۔ ابھی عبداللہ ک نے ہاتھی
 ٹرانڈ دیکھا تھا نہات میں سر ہڈی۔ ابراہام اس حرکت پر
 تھوڑا حیران تھا۔

”کیا ہوا عبداللہ ک؟“ ابراہام نے جیس لے کر
 منہ دیا تھا۔

”میں اپنے منہ کی بات کر رہا تھا۔“
 عبداللہ ک نے ابراہام سے جواب دیا۔
 ”کیا؟ منہ کی؟ تو وہ مجھے کیوں دکھائی نہیں
 دی۔“ ابراہام نے ہمدردی نظر کی دہراتے ہوئے
 دوبارہ استفسار کیا۔

”کیونکہ تمہارا علم اس مخلوق کو دیکھنے کے لئے
 محدود ہے جس کی کہ بات حیت کے درمیان میں یہ لگی جان
 چکا ہوں کہ تم اس مخلوق کی اس دنیا میں موجودگی سے لاعلم
 ہو۔“ عبداللہ ک نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”نا ممکن ہے دنیا کی ایسی کوئی مخلوق نہیں جو
 میرے علم میں نہ ہو۔ صرف یہی نہیں! میں انہیں قابو میں
 تاج کرنے پر عمل پیر ہو رہی رکھتا ہوں۔ تم کس مخلوق کی
 بات کر رہے ہو؟“ ابراہام نے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے
 سوال پوچھا۔

”جنت کی بات کر رہا ہوں۔“ عبداللہ ک
 پر سر ہر سرگرمی کے ساتھ ہوا۔ اس بات پر ابراہام
 ایک دم حیران ہوا۔ آج سے پہلے اس نے ایسا نام نہ
 نہیں سنا تھا۔

”اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جنت نامی مخلوق
 اس دنیا میں موجود ہے؟“ ابراہام نے بے اعتباری سے
 سناٹ لے کر کہا۔
 ”میں انہیں حاضر کر رہا ہوں کہ ان کی جگہ دیکھا
 سکتا ہوں۔“ عبداللہ ک نے اسے ثابت فرام کرنے کا
 ذریعہ بتایا۔

”اگر وہ تمہارے کسی جادو کی شعلہ سے بازی
 ہوئی تو؟“ ابراہام نے دیسے ہی لے کر کہا وہاں کہا تو
 عبداللہ ک نے ایک قہقہہ لگایا۔

”اگر میں جادو کروں گا تو کیا تمہیں پتا نہیں چلے
 گا ستر ابراہام! تمہارا تجربہ جو علم یہ تو نہیں کہتا۔“
 عبداللہ ک نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے
 ابراہام کو اپنا آپ بلانے والا اسے اپنی بے خبری کا احساس
 ہوا۔

”بھگ ہے کیا ہاں آگ ہو مجھے؟“ ابراہام نے

پوچھ کر رہے ہوئے بے خوف لہجے میں اس سے کہا۔
 ”کل رات بارہ بجے قبرستان میں۔“ عبداللہ ک نے
 کافی کا آخری کھونٹہ مٹاتے ہوئے اسے جگہ بتائی۔ جیسی
 ابراہام اٹھا اور باہر جانے لگا کہ چاہک عبداللہ ک نے
 اسے پکارا۔

”کیا بات ہے؟“ ابراہام نے پوچھ کر پوچھا۔
 ”میں تم جتنی جانتا کہ دیکھتا چاہئے ہو۔“
 عبداللہ ک نے قہقہہ مٹاتے ہوئے اسے اندر لے کر لے گیا۔
 ”ہاں! ابراہام نے اندر لے کر لے گیا۔“

”میں کہہ رہا تھا۔ تم وارہاؤ گے۔“ عبداللہ ک
 شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ راستہ اس کی آنکھوں
 میں دیکھتے ہوئے ہوا۔

اس بات پر ابراہام ایک دم غصے میں آیا۔ ”میں
 کسی سے نہیں ڈرتا عبداللہ ک! ابراہام نے غصے پر
 قابو پاتے ہوئے لہجہ چاہا کہ کہا اور کہنے سے باہر نکل
 گیا جبکہ عبداللہ ک کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

رات انتہائی اندھیری تھی۔ ہر طرف گہرے
 ستارے کا راج تھا۔ گہری دھند کے باعث سردی لگ رہی
 تھی۔ انتہائی چارہ تھی۔ اس انتہائی خاموش رات میں
 یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سارا عالم انسانوں سے خالی
 ہے۔ خزاں ک ہار کی تمام ماحول کو اپنی لپیٹ میں لئے
 ہوئے تھی۔ ”کیا ہواؤں کی رفتار میں کدیم تیزی ہو گئی۔“
 ہوا کے تیز بہاؤ سے اور گہرے ہوا کی تیزی سے
 رات باہری ہونے کا اندازہ اسے دے رہا تھا۔ ایسے میں

دھند کی موٹی جھ سے گہرے راستے پر ایک آدمی کا چلتا
 ہوا چہلہ دکھائی دیا۔ ابراہام گرم کپڑوں میں لپیٹا ہوا
 قبرستان کی طرف جا رہا تھا جہاں عبداللہ ک نے اسے
 بلایا تھا۔ وقت سردی کی کمی تھی۔ ڈیڑھ دو گھر سے لگنے
 سے روکے ہوئے تھی۔ ابراہام ہمدردی سے دیکھتا تھا کہ
 نور دھڑکتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا جب دور میں
 کتبوں کے روئے کی آواز نے ماحول میں عجیب قسم کا
 ارتعاش پیدا کیا۔ چند لمحوں کے لئے ابراہام کو لگا جیسے وہ
 اس جہان میں صرف اکیلا انسان ہی رہ گیا ہے۔ کچھ

ذہبت
 زندگی میں کچھ سزا ایسے ہوتے ہیں کہ
 سالوں چلے رہے کے بعد بھی ہم وہیں ہوتے
 ہیں جہاں سے سفر شروع کیا تھا۔
 اس سے بڑی کوئی ذلت نہیں۔
 (راسی کاظم سلطان۔ گوجرہ)
 ☆☆☆☆
 موسم خزاں کا رخ کار و لڑاکا ہو گیا کہا ہے
 ایک ایسے دھانے نے ہلاک کیا جسے وہ سینے میں
 چھپاتے ہوئے تھی
 (راسی کاظم سلطان۔ گوجرہ)

دہ حزیہ ہی سنہاں راستے پر چلتے ہوئے ابراہام کو
 سامنے قبرستان کا وسیع سا مینظر آ رہا تھا۔ ابراہام
 جانتے ہی اسے وہاں عبداللہ ک کھڑا دکھائی دیا۔ وہ
 سیدھا اس کے پاس پہنچا۔ وہ ابراہام کو ساتھ لئے
 قبرستان میں داخل ہو گیا۔ ”جنت اپنے اصلی روپ
 میں انتہائی خزاں ک ہوتے ہیں۔ ستر ابراہام! آج کہ
 عام انسان ان کی جگہ کھڑا ہوا کرتا ہے۔“
 عبداللہ ک نے ساتھ چلتے ہوئے ابراہام کو جنت کے نقش
 قلم اور وہی نیر انما ز میں مسکرایا۔

”جنت کو میرے سامنے اصل روپ میں ہی
 حاضر کر دیا عبداللہ ک! اس کے لہجے کی بے غری حروف
 پر جی۔ اس کی بات سن کر عبداللہ ک نے دھڑکے سے
 اثبات میں سر ہلایا۔ قبرستان کے میں درمیان عبداللہ ک
 نے اپنے ہر ابراہام کے گرد حصار کھینچا اور اس میں چلے
 گیا۔ عبداللہ ک نے پیچھے ہی ہاتھ سے ہم راہ کو بھی پلٹنے
 کا اشارہ کیا۔

”کچھ بھی ہو جائے اتم نے اس صلہ سے باہر
 پرگز نہیں کیا ہے۔ صلہ میں تم کو وہ رہے۔“

عبدالملک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔ عبدالملک نے نمل پڑھنا شروع کر دیا جبکہ ایورام بیٹھا ارد گرد کا مشاہدہ کرنے لگا۔ شہر خوشاں کی دہشت گہر اور دھند کے استخراج سے بھری اس سیاہ رات پر پوری طرح غالب تھی۔ تاحدنگا دھیلی قبریں زندگی کی محرومی کا شفاف اعلان کر رہی تھی۔ قبرستان میں لگے درختوں کے زرد پتے ہوا کے سبب زمین پر گر رہے تھے۔ گونج دار آوازوں سے چلتی ہوئیں ماحول کو دہشت زدہ بنا رہی تھی مگر ایورام پر اس ڈراؤنے ماحول کا اثر کم ہی پڑ رہا تھا۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک حالات میں نمل کر چکا تھا۔ اس نے نظر میں گھما کر عبدالملک کو دیکھا۔ جس کے نمل پڑھنے کی رفتار میں تیزی آ چکی تھی۔ یکدم ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی، ایسی خاموشی جو ایورام کے دل پر اثر انداز ہونے لگی۔ اس کے دل کی دھڑکن بے اختیار سی بڑھی تھی۔ وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے عبدالملک کو نگاہیں باندھے دیکھنے لگا۔ جوں جوں عبدالملک حزیہ پڑھتا گیا، ہوائیں طوفان کی صورت اختیار کر گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے قبرستان میں لگے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے اور اڑاڑ کر لرز گروں کی جگہ پر گرنے لگے۔ ابھی ایورام اسی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک زمین میں لرزش پیدا ہوئی ایسے جیسے زلزلہ آ رہا ہو۔ اسی کے ساتھ ایورام کے دل میں خوف سرا بھارنے لگا۔ وہ اپنی کیفیت پر یکدم حیران ہوا۔ خوف خود بخود اس کی رگوں میں دوڑتے خون کے ساتھ دوڑنے لگا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگی۔ ماحول پر چھائی محبت کا غنجدھیرے دھیرے اسے جکڑ رہا تھا۔ اچانک زمین کسی کے قدموں کی دھمک سے لرزی۔ عبدالملک نے زرد پڑتے ایورام کو اشارہ کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ آگیا ہے۔ ایورام نے دھیرے سے سر اٹھایا تو اس نے اپنے وجود میں کپکپاہٹ بڑی واضح محسوس کی۔ اسے اپنی بڑھ کی ہڈی میں کچھ ریت لگا ہوا محسوس ہوا۔ زندگی میں بھی اس نے ایسا خوف حادی نہ ہوا تھا۔ اس

نے ہمت مجتمع کر کے دیکھا تو ایک انجائی ڈراؤنا اور خوفناک وجود کھڑا تھا جو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ اس کا قد اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر سمیں آسمان سے چھوٹا معلوم ہو رہا تھا۔ ایورام کا دل جیسے دہشت کی سطحی میں جکڑ کر چھوڑا گیا۔ اس کا پورا وجود پسینے سے شرابور تھا جبکہ بال پسیاں توڑنے کو بے تاب تھا۔ اس کی بے ربط سانسیں ڈھونڈنے کی مانند چل رہی تھیں۔ خوف اس کے اعصابوں پر پوری طرح مسلط ہو چکا تھا۔ اس وجود کی ریت کو ایورام بس اتنا ہی برداشت کر پایا اور اس کا چہرہ دیکھے بغیر ایورام نے اپنا سر دوبارہ نیچے گرا لیا۔ تمام سانسوں دم بخود بیٹھے اس واقعے کو سن رہے تھے۔ بال میں موجود خواتین کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ تبھی بال میں گونجتی ایورام کی آواز آتا بند ہوئی۔ اس نے ایک نظر بال میں بیٹھے تمام افراد پر ڈالی اور اپنی بات مکمل کرنے کے لئے دوبارہ گویا ہوا۔

”اس رات جب میں سنسان سیاہ سڑک پر قدم بڑھا رہا تھا تو میرا داغ بال نکل ماؤف تھا جبکہ کانوں میں سائیں سائیں کی آواز گونج رہی تھی۔ بس اتنا جانتا کہ عبدالملک میرا بازو تھامے مجھے میرے فلیٹ کی طرف لے جا رہا تھا۔ بس اتنا یاد ہے کہ میری حواس سے غاری آنکھوں نے عبدالملک کے لب ملتے دیکھے تھے مگر میری سماعت اس کی آواز سننے سے قاصر تھی۔ اتر واقعے کے دو دن بعد تک میں بخار میں مبتلا رہا۔ خوف کہ ہوتا ہے، جس نے زندگی میں پہلی بار اس بھیانک رات کو محسوس کیا لیکن اس رات میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب میں تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جنات نامی مخلوقات کی موجودگی اس کائنات میں ایک حقیقت ہے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔“ اپنی بات ختم کرنے کے بعد ایورام جیسٹر اسٹیج سے اتر ا اور ارد گرد ہوتی چہ میگوئیوں کے درمیان پردہ قار انداز میں چلا ہوا اپنی نشست کی طرف بڑھنے لگا۔





سبز آنکھوں والا جن

آیت عائشہ سلطانہ - گوجرہ

والیل میں وعدہ کرتا ہوں اگر کوئی بھی تمہارے ساتھ غلط کرے گا میں اس کو مار دوں گا والیل میں تم کو جلدی ہی اپنی دنیا میں لے جاؤں گا اب مجھے اجازت دو تاکہ میں جا کر عمل شروع کروں۔

دل دماغ پر سحر طاری کرتا ایک جن کی حقیقی محبت کا شاخسانہ جو اسے حاصل نہ ہو سکی

نہیں والیل یہ میں نے نہیں کہا بلکہ میم نے کہا ہے جتنی خوبصورت تم خود ہوا تانا چھا گالی بھی ہو۔
بس کرو میری تعریفیں کرنا۔
میں نہیں کرتی تعریف بلکہ سارے کالج کے لڑکے تم پہ مرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ بس کدو جاری ہو میم کے پاس اب خوش۔
والیل کے ٹروپ میں سحر اور زہرہ تھی والیل

سحر کلاس روم میں داخل ہوئی اور سب کو خوش خبری دی کہ اس بچے کالج میں فنکشن ہے پر سب صاحب نے بتایا ہے سب لڑکیوں اور لڑکوں کو کہا ہے کہ اگر کوئی کسی چیز میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اسٹاف روم میں آ کر نام لکھواوے اور والیل میڈم کدھر ہے میم دعا نے کہا ہے کہ گاہا تیار کر لو فنکشن کے لئے۔
والیل سن کر کیا کہا تم نے مجھے نہیں کوئی گاٹا۔

کے دلدار ہیں ایک عمارت میں سرچکے تھے اور وہ اپنی دہلی کے ساتھ چھوٹے سے گھر میں رہتی تھی۔ محرز ہرہ پاد میں کون سا Song نکشن کے لیے تیار کریں۔
 زہرہ وہ تم کو ایک غزل سنائی معراج جانے کی خدمت نہ کر دلا رہاں یاد زہرہ Thanks تم نے میری مشکل آسان کر دی چلو جاتی ہو دین آگیا ہے گل ملاقات ہوگی، وائیل نے گھر آئے ہی دہلی کو سلام کیا اور بتایا کہ اس کے کانٹ میں نکشن سے اور اس کو کانٹ وائیل نے گانے گائے گا کہا جا رہی تھی وائیل کو بھی کسی کام سے روکا نہیں تھا۔
 وائیل اپنی نکشن کا گانے کے باہر نہیں ہے۔
 نہیں وائیل کا گانے میں ہی ہے۔

ٹھیک ہے مگر ٹھیک ہے، وائیل وائیل اپنی نکشن روک کر ہے کہ وقت شام کے چھت پہنچا گیا کہ وہ نہم نے بال بھی کٹے چھوڑے ہیں اور یہ بلہ اور ہاں وائیل میں غزل کی تیار کر رہی تھی گھر میں اپنا کچھ نظر اس پر پڑی تو یہ بچے گھر کی صحبت سے آ رہا تھا۔ وائیل اس کی آنکھیں دیکھ کر سیریز ہو گئی پیاری تیرا ہاں لیکن میں نے بھی پہلے نہیں دیکھا اور۔
 یہ نہیں وائیل چلو بیٹھا جاں OK دہلی کو۔
 شہر بھی تمہارے لئے دودھ لے کر آتی ہوں وائیل تو بلہ کوئی دیکھ رہی تھی وہ بہت یاد تھا، آخر نکشن وہ وائیل بھی آ رہی تھی جس کا سب کو انتظار تھا کالج میں سب لڑکیاں لڑکے بہت خوش تھرا رہے تھے اور سب پیاری تھیں مصروف تھے زہرہ اور مگر یار وائیل ہمارے ہر شاکل مادہ اچھا سمجھ رہی اور شاہ زیب کی صحبت کے چہ چہ پورے کالج میں ہوتے ہیں۔

تو ہونے دو وائیل صحبت کرتے ہیں کوئی جرم نہیں، پر محراب صحبت کہہ نہیں سکتی عام ضابطہ کہ اندر نہ ملانی پر فوج وہ محراب میں ہے نہ تو نہ دونوں چہرے ساتھ اور ویسے بھی صحبت نہیں ہوتی نہ جب پر چھوٹی وائیل کھٹے کسی سے صحبت نہیں ہوگا، مطلب کھٹے بھی تیار ہوتے ہیں تو کھٹے کھٹے سے ہر بلہ بلہ ٹھیک ہے

ہم باہر جا رہے ہیں تیار ہو جاؤ لوگے، مگر وائیل نے پھر اور پھر کہہ کر اس کا کیا کردی نکشن تو شروع ہو گئی ہے وائیل چپے لہ چپے مڑی اس کا سر کسی کے سینے سے ٹکرایا۔ کہہ گئیں کہ تو مجھ نکشن آ یا اور وہ کئی دیر تک کسی کے سینے سے سر دھرے اس کی دھڑکنوں میں الجھی رہی تھی مگر وہاں بیٹا رہا ہوتا تو اس کی خصوصیت خوشبو نے اس کے لوسان خطا کر دینے تھے وہ سنبھل کر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی سب آ نکشنوں والا ایک لڑکا اس کا دور پڑا تھا میں نے کھڑا تھا یہ زہرہ وہ پہلے ہی کہ وائیل نے آپ کا حق ہے مجھے باہر گھٹ سے ملا یہ پتہ میرے بچے میں تھا اور سے ہر دہلی گھر میں داخل ہوئی وائیل اب اس کے بعد تھرا رہی تھی یہ لڑکا ایک نظر اس لڑکے کو بھی دیکھا۔

بس آ رہی ہوں، وائیل ششے کے آگے رو پڑی سیت کر رہی تھی تو زہرہ اس کی پہلپ کرنے لگی کہ اس لڑکے نے ایک بار پھر وائیل کو کھٹ کیا۔ وائیل نے آپ Thanks نکشن کہیں کسی کو، یہ کیا ششے میں زہرہ اور وائیل کا نکشن میں رہا تھا جبکہ وہ لڑکا وائیل کی دائیں جانب کھڑا ہے پاس کا کھٹ ششے میں نہیں ہیں وائیل نے بچے مڑ کر کھٹا یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی وائیل کو کھٹ گئی کہ اس سب لڑکا نکشنوں وائیل نے لڑکے نے کہا اس وائیل آپ خود بھی پیاری ہیں اور آپ کی آواز بھی۔ وائیل اور بھی حیران ہوئی کہ یہ عوام کیسے جانتا ہے۔ وائیل کون ہیں آپ اللہ میں نے آپ کو پہلے بھی نہیں دیکھا کالج میں۔ زہرہ آپ جو بھی ہیں بہت خوبصورت ہیں ام کیا ہے آپ کا۔

ابراہیم نام ہے میرا۔ وائیل فیصہ سے میرے سوال کا جواب دیں پہلے۔
 محراب جلدی سے گھر سے داخل ہوئی۔ وائیل زہرہ کو گھر کی ہو جلدی آ وائیل کی پاری ہے مگر کی بات نہ کر کہہ دیا نکشنوں والا لڑکا پر نظر کیا۔
 مگر یہ کون تھا ان کا پتہ ملا۔
 زہرہ یہ نہیں بد میں دیکھتی ہوں تم دونوں کی

پہلے باہر آ جاؤ سب کچھ ہے تھا۔
 مگر وہ ہم وائیل اپنا کھٹ کر غزل چھوڑی تھی۔
 آج جانے کی خدمت نہ کر رہی تھی بلکہ میں چھوڑے ہو
 آج جانے کی خدمت نہ کر رہی تھی۔

کہ اچانک وائیل کی فکر ابراہیم پر پڑی جو وہاں بیٹا وائیل کو ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا چپے ہی غزل فتم ہوئی اس نے اس لڑکے کو ابراہیم کے پاس جا کر سب کچھ پوچھا تھا کہ جب وائیل وہاں پہنچی تو دیکھا کہ کئی نکشن تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی اور تھا وائیل سوچ رہی تھی کہ وہ لڑکا کون ہو سکتا ہے لیکن ایک بات جو اس کے دل میں بار بار آ رہی تھی کہ جب زہرہ اور مگر نکشن ششے میں رہا تھا تو ابراہیم کا کیوں نہیں دیا پھر اس کا وہم تھا۔ مگر آ کر بھی وائیل اس لڑکے کے بارے میں سوچ رہی تھی وائیل بار بار اس کا یاد کر رہی تھی کہ وہ بہت خوبصورت تھا پر کون ہو سکتا ہے ابھی وہ من خیالوں میں ہی کھٹ رہی تھی کہ اس کے ہاتھ پر چھٹا کھٹ لگا دی وائیل ڈر گئی، لیکن جب دیکھا کہ یہ تو بلہ ہے تو اس کو سانس آیا تو جہرے پیارے بے نظمی چہ ہے آج میں نے ایک لڑکے کو دیکھا وہ بہت خوبصورت تھا اس کی آنکھیں تو تمہارے جیسی تھیں سیریز وہ بہت عجیب تھا۔ وائیل یاد زہرہ وہ مگر سے وہ اپنی بات ششے نہیں کرتی تھی لیکن جب سے بلہ اس کا دوست بنا تھا اس سے وہ اپنی باتیں ششے کرتی تھی۔ بلہ بھی وائیل سے بہت پیارا کرتا تھا۔ وائیل نے گھر کو پ کے ساتھ Common پر جا رہی تھی کہ اس کی فکر ابراہیم پر پڑی وہ ایک درخت کے نیچے کتاب لے کر کھڑا تھا وائیل نے مگر زہرہ سے کہا کہ تم لوگ جاؤ میں ابھی آتی ہوں۔

پر تم جا کر کھیں رہی ہو، بس ایک منٹ تم چلو میں آتی ہوں کہا نا! چلو بھی جیسے تو بھوک لگی ہے آ جا جلدی OK۔
 وائیل جلدی سے اس درخت کے پاس کھڑے ابراہیم کو کھٹ کر کے تو آپ یہاں ہیں ابراہیم۔ آپ

تو میرا ہم بھی نکلتی ہیں مجھے گانے آپ بھولی گئی ہوگی ہ آپ کو نہیں بہت اگے سے یاد ہوں۔ آپ نہ بھی ہیں ایک بات تا آپ کون ہو۔ کہاں رہتے ہو اور مجھے کیوں اتنا یاد آتے ہو۔ وائیل کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے، جوں میں تھا وہ بول دیا ابراہیم مسکرا چکا۔

میں ابھی تمہارے گھر کے پیچھے رہتا ہوں اور بیٹہ تمہارے ساتھ ہوگی۔ وائیل لیکن میرے گھر کے پیچھے تو عویلی ہے جو بہت عرصے سے خالی ہے۔ وائیل ہاں بتاتی ہیں وہیں میں بہت رہے ہیں پس تو میں بھی جن ہی ہوں میں کر دے مجھے ٹھیک جا نہیں پانچ، میں اس شہر میں کچھ دن پہلے ہی آیا ہوں، اب ابھی ساتھ ہیں وائیل کو پتہ ہی نہیں کیا ہو گیا تھا کہ اس نے اتنی جلدی سب کچھ ابراہیم کو بتا دیا تھا اور وہ ابراہیم کو دیکھ کر سب کچھ بھولی گئی تھی۔

چہ نکٹ کیوں تو ہم دوست ہوتے ہیں وائیل،
 Bhai میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔
 Bhai میں اپنی لڑکی جیسے نکٹ ہوں۔
 دیکھ مجھے یہ چاہیے وائیل ہے ساختہ بولی۔
 مگر بس اب ہم دوست تھا۔
 یہ میں میری دوستوں کو کیا نکٹوں گی۔
 یہ کو بھی کہہ جاؤ اور اس درخت کے پیچھے آ جاؤ

میں اور ہی ہاں نام میں رہتا ہوں۔
 وائیل نے اب روزی درخت کے نیچے آنا شروع کر دیا۔ وائیل کو ابراہیم سے بہت ہو گئی تھی۔
 وائیل چاہے کہ بارے چھ۔
 ابراہیم آپ کے لئے نکٹوں ہے۔
 کچھ نکٹوں بھولی ہے۔

تم سے جا رہی نکٹیں ہے وائیل تم کو پتہ ہے میں نے تمہاری آواز سنی اور تمہیں دیکھا تو تم سے صحبت ہو گئی۔

مجھے بھی ابراہیم۔
 وائیل لاؤ ہاتھ میں نکٹوں پہنو۔
 وائیل نے ہاتھ آگے کیا تو نکٹوں وائیل کے

کھڑے تو بنے۔ غدا کیا کر گھر میں لے کے رہے۔

وہاں ہوا مجھے تھوڑا سا چارے سے کوئی بات کر لی۔ بعد کچھ ہوئی کہ وہاں لے کے رہ گئی۔ یہاں تو نہ کھانے کی دکان تھی اور نہ ہی کسی گھر سے کھانا ہو

تو وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

پکا دو گئی تھی۔ وہاں سے میرے پاس ایک انعام ہے۔ وہاں کوئی دکان ہے۔ کچھ کھانا کھانے کے لئے لے کر آئی تھی۔ وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

میرے پاس ایک انعام ہے۔ وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

مہینے گئے۔

گھر میں وہاں لگا لئے سے بڑا چارے

بلائی ہے۔ وہاں چارے سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

زور دیا کہ اس بات پر مجھ میں تم سے اس اور دوست کے

پاس نہیں بولنا ہو۔ میں نے ایک دن تم سے کھانا کھا کر

ایک دن تم سے کھانا کھا کر

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

جو میں سے کھانا کھا کر

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

وہاں سے کھانا لے کر آیا۔

والیل کا بدلاؤں کا، چلارائی اسب سب سے نکلیں مگر
جھپٹ سے ٹکر کر مرگئی ہے اور پھر سب مکرانے لگے
دیکھو کھر بھی اب ہمارے نام ہو گیا ہے۔

ایرا تیم یہ سب سن رہا تھا اور سو رہا تھا انہوں نے
سب کو بتایا کہ والیل جھپٹ سے ٹکر کر مری ہے والیل کو
دفن کر دیا گیا ایرا تیم والیل کی قبر پر درود پاقدا۔

والیل مجھے معاف کر دو میں کچھ نہیں کر سکا تھی
میں اب تمہاں بدالالوں کا، کچھ دنوں کے بعد نور پھٹے ہو
مگی تو ایرا تیم نے دیکھ لیا اور والیل کی شکل میں آیا
کہا تم نے مجھے مار دیا نور نے دیکھا تو بھاگ کر

بڑھتیوں سے نیچے اترا چلا تو ایرا تیم نے اس کو روکا
دے دیا، ایسے ہی میری والیل کو مار کر پھینک دیا تھا
نور نیچے کرتے ہی سر مٹی چنی بھائی آئی ہائے میری نور
کیا ہوا ہے لیکن جب دیکھا تو نور سر مٹی تھی۔ ہائے
میری نور کو کیا ہو گیا۔ ابھی ایک (غم) دکھ کم نہیں ہوا تھا
کہ والیل کے چاچے اور ایک بڑے بیٹے کا ایک ٹیڑھا
ہو گیا اس حادثے میں وہ دونوں باپ بیٹا موقع پر ختم
ہو گئے، اس کے بیچے بھی ایرا تیم کا ہاتھ تھا۔ اب بالی
چنی اور اسی کا چھوٹا بیٹا جو سفور وکیل جیسے پر تھا والیل
کی چنی کو دروازہ ایرا تیم ڈرانے لگا۔

شاہ نواز مجھے والیل نظر آتی ہے دو ہفتی قبل تب وہ مل
کر لیتا ہے۔ مجھے زور لگتا ہے۔ اب انداز کا معمول ہو گیا
تھا۔ چنی یہ سب دیکھ کر پاگل ہو گئی شاہ نواز کو بھی ایرا تیم
ڈرانے لگا۔ شاہ نواز اپنی امی کے ساتھ اسی کھر میں سے
نکل گیا خود سفور و تھا، والدہ، باکل جس کو مرک پرہیچے تھے۔
والیل کا کھر اب خالی ہو گیا تھا۔ بہت سے

لوگوں نے دیکھا کہ ایک بڑا آنکھوں والا لڑکا جو کہ
بہت خوبصورت ہے والیل کی قبر پر قرآن مجید کی
 تلاوت کرتا ہے جو ہر وقت یہاں موجود ہوتا ہے۔ لیکن
جب کوئی والیل کی قبر کے پاس جاتا ہے تو وہ لڑکا
خائب ہو جاتا ہے۔

اجازت ملتا کہ میں کھر شروٹ کھول اپنے بڑوں
سے اجازت لے کر۔

ایرا تیم جلدی لوٹ آتا میں تم سے محبت کرتی
ہوں۔ چہ ہے مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہم جدا ہو جائیں گے۔
نہیں ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا، والیل میری
بیاری والیل اب میں چلا ہوں اللہ حافظ۔

اور میری والیل کو مارنے کے۔ Plank پالیا کہ آج
رات ہم والیل کو مار دیں گے۔ عثمان کی اذانت ہوئی تو
والیل نے مارے کا تم کر کے اپنے کھر سے آ کر
نماز پڑھی ہی تھی کہ اس کی چنی اور چنی کی بیٹی اور والیل کا بڑا
بیٹا کھر سے میں داخل ہوئے۔

والیل چنی جان نہر ہے آپ سب یہاں، ہاں
خیر ہے تم نہیں مارنے آئے ہیں نور نے کہا تو چنی اور
شاہزیب مسکرا پڑے ہا ہا۔ تیار ہو جاؤ کھر نے کے لئے۔
اور ایرا تیم نے پہنچ کر مکمل شروٹ کیا تھا اس عمل میں
بولنے سے منع کیا گیا تھا۔ چنی نے والیل کو پکڑ کر ہستر پر
دھکا دیا والیل ہستر پر گر گئی۔ مجھے نہ مارو چنی جان میں
آپ کے مارے کام کروں گی لیکن ان سب پر
شیطانیت سوار تھی۔ والیل کے منہ پر کھیر کھا اور دوا دیا۔
والیل ایرا تیم کو پکار رہی تھی دیکھو امی میں نے
کہا تھا کہ اس کا کوئی پارہ ہے۔ اس کا ہی نام لے رہی
ہے۔ ان ظالموں نے والیل کو مار دیا۔

ایرا تیم مل کر چکا تھا اس نے اپنے بابا سے کہا بابا
والیل کی مشکل میں ہے جب میں عمل کر رہا تھا تو وہ
مجھے آواز دیں۔ سہی تھی۔ ایرا تیم بیٹا اب تم اور نہ جاؤ
کھل بابا۔ کیوں کہ والیل نر نہ دیکھ رہی۔
بابا ایسا نہیں ہو سکتا۔ بیٹے ان ظالم لوگوں نے
اس کو مار دیا ہے۔

بابا میں ان کو چھوڑ دوں گا نہیں مجھے جانا ہو گا ٹھیک
ہے تم جاؤ ایرا تیم میں تمہیں روک نہیں سکتا جاؤ۔

ایرا تیم والیں آیا تو دیکھا کہ والیل کی چنی اور
اس کے بیٹے والیل کو پھٹ سے نیچے پھینک رہے تھے
میں تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے میں تم سب سے میری





عبدل علی کی قبر

ناصر محمود فریاد۔ فیصل آباد

دور کہیں الو کے چیخنے کی آواز ابھری۔ زناٹے کی ہوا چل رہی تھی۔ اس دوران میں عامل نے لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا تھا اور جبڑے کو بست کرنے کے لیے ٹھوڑی کے گرد بانٹھا گیا کپڑا بھی کھول دیا تھا۔ اس شخص کو مرے ہوئے ساتھ گھنٹے ہو چکے تھے۔

خوف و ہراس کی... گنڈنڈی پر روالہ والوں... اچھی نوعیت کی... خوفناک کہانی

دل کشی اور خوبصورتی، تب ہی بیدار ہوتی ہے جب یہاں سیاہوں کا رش ختم ہو جاتا ہے۔ ہوٹل خالی ہو جاتا ہے اور سونج مستی کرنے والے قاہرہ واپس چلے جاتے ہیں۔ تھکے ہوئے سیاح شمال کا رخ کرتے ہیں اور تھمبین کا میدان سنسان ہو جاتا ہے جس کو کوئی بھی ڈی ہوش آدمی دلہن کی روشنی میں بھی پار کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ چاہے عظیم ملکہ ”باشپ سو“ خود ہی اس کا اعلان کیوں نہ

لکھو۔ قابل ذکر دلکش جگہ ہے۔ وہاں آنے والے زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ واوی مسافروں کے لیے بہت سے پرکشش مقامات کی حامل ہے۔ یہاں ایک بہترین ہوٹل بھی ہے جس میں سیاہوں کے لیے ہر قسم کی سہولت میسر ہے۔ آثار قدیمہ کے شائق لوگوں اور محققین کے لیے بہت سی شاندار قدیم یادگاریں ہیں۔ ان لوگوں کی فہم سے لوگوں کے نزدیک لکھنؤ خوابیدہ

ہوں۔ اس کی درخواست اس نے نہیں کی کہ حسبِ وہ جذبہ کی حالت میں رہتا ہے اس وقت اگر کالا جادو جائے گا۔ کئی شخص اس کمرے میں موجود ہوتے وہ اس کی روح کو قیدی بنا سکتا ہے کیونکہ کالا جادو زیادہ طاقتور ہے اور دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ غیر ملکی چونکہ کالا جادو نہیں جانتے اس لیے وہ محفوظ رہتا ہے۔ بلال نے ہمیں بتایا اس نے سن رکھا ہے کہ کالے جادو کی روح بہت بھیاں تک ہے۔ اس کے دو لیے ذات جیسا جو منہ سے باہر نکلے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی سفید آنکھیں جیسا بالکل محوئے کی آنکھوں جیسا بڑی آنکھیں۔

اسی وقت میں نے جلال کی گواہی کی تو فرمایا: چلا گیا۔ جلال اچھی چٹیلی پر لگا ہوا کھائے کچھ بیڑا اور تھا۔ دشن کان لگا کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔ ”کیا کہہ رہا ہے؟“ میں نے دشن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جواب میں دشن نے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے میرے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں بھی قریب ہو کر غور اس کی بات سننے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

”وہ چاہتا ہے... جا رہا ہے۔ جا رہا ہے۔“

”کالے جاو کی جڑوں؟“ میں نے پتے ہوئے
پوچھا۔

اور تھا اس کے قریب رک کر چند لمحوں کے لیے ہم نے
 دیکھا تو محل پر چڑھ چلا گیا۔ جہازوں کی ایک قطار
 قبرستان کے اندر تک پہنچی تھی۔ اسی کے قریب عبدالملک
 کی قبر تھی۔ ہم نے غلط انداز میں قبرستان کی کئی کی دیوار
 پھانچے گا فیصلہ کر لیا۔ ہم ایک کمرہ کے پورے حصے
 اور پھر دوسرے سے اندر گئے۔ دو منٹ بعد ہم اسی کے
 درختوں کے سامنے میں اس طرف دیکھ رہے تھے جہاں
 عبدالملک کو دفن کیا گیا تھا۔

درختوں کے پچھلے ہوا کے تیز جھوکوں سے
 دھڑا دھڑا رہے تھے ایک دو بات چیت میرے چہرے
 سے بھی گھرائے۔ قبر سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر ہم
 رک گئے اور ایک جہاز کی کیڑی کی طرف دیکھ کر قریب کی طرف
 دیکھا۔ وہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ ایک نہایت ہی بولی
 قبر کو کھود رہا تھا۔ دھن دھن سے چھپکے گا تھا۔ اس نے
 کالے ہاتھ کی مدد کا گھیس پھر شروع کر دیا۔ اسی وقت
 میں نے حیرت کی طرف دیکھا۔ میرے اصحاب کافی
 مضبوط ہیں لیکن اس پر نظر پڑے ہی میری چیخ نکلتی نکلتی رہ
 گئی۔ دھن کی دہلی دہلی کی آواز ابھری۔ وہ جیتنا میری
 حالت سے معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے بولے بغیر جیسے آگے
 بڑھنے کا اشارہ کیا جیسے مجھے درخت موجود تھے۔

جب ہم قریب پہنچے تو چاند کی روشنی میں واضح
 طور پر قبر کھودنے والا نظر آ گیا۔ دو صاف طور پر پچھا جا رہا
 تھا۔ وہ کالے چادر کا وہی عامل تھا جس سے عبدالملک آغری
 دلوں میں علاج کروا رہا تھا۔ وہ مکمل طور پر بے لباس تھا اور
 اس کا جسم چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ دھن دھن سے
 وہ کھدائی کا کام دیکھا۔ سر اٹھا کر آسمان کی طرف
 دیکھا۔ ایک گہری سانس لیتا۔ ہلکے انداز میں جیٹا اور
 دوبارہ قبر کھودنے لگا۔

مجھ پر بعد اس نے اپنے کپڑوں میں سے جو
 قریب ہی زمین پر پڑے تھے، اسی کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور
 اسے لے کر دھڑکے قبر میں اتار گیا۔ چند لمحوں بعد وہی
 کے درختوں سے اپنے ہاتھوں میں کچھ سے دوبارہ قریب
 پہنچا اور کھدائی کرتے کرتے گہرا گہرا گہرا گہرا

لگا۔ نورانی تابوت کا ایک سر قبر سے نمودار ہوا۔ تجویزی
 کوشش کے بعد اس نے تابوت کو قبر سے باہر نکال لیا۔
 جوت کے دھکن کا ایک سرا اٹھاتے ہوئے اس نے
 یقین کیا کہ مردہ کا سر وہاں کون سا ہے۔ اس کے بعد اس نے
 تابوت کو اٹھا کر بالکل سیدھا کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس
 نے تابوت کا دھکن پورا کھول دیا۔ تابوت کے اندر وہ
 جیل کی سفید پٹلی لاش مفلح میں پٹلی نظر آ رہی تھی۔

اسی وقت میرے ذہن میں بالائی کے الفاظ
 گونجنے لگے۔ "اس عامل کے پاس کالا جادو ہے جو
 نروال کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔" میرے دماغ نے کھڑے
 ہونے لگے اور میرے جسم پر بخندے بیٹے کے قد سے
 پھوٹنے لگے۔ اسی وقت دھن نے اپنے منصوبے پر عمل
 کرنا شروع کر دیا۔ یہ محسوس کرتے ہوئے میں نے تجویزی
 سے سرگرمی کی۔ "تو کو... اب وہ کالا جادو استعمال کرے
 گا۔"

اسی وقت دوسری اور کے بیٹھنے کی آواز
 ابھری۔ نہانے کی ہوا چل رہی تھی۔ اس دوران میں عامل
 نے لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا اور جڑے کو بند
 کرنے کے لیے نورانی سے گرد ہاتھ لگایا کپڑا بھی کھول
 دیا تھا۔ پٹی کھینچنے ہی جڑا نیچے گر گیا۔ اس شخص کو میرے
 ہونے ساتھ کھینچے ہوئے چمکے تھے مجھے محسوس تھا کہ یہ شیطان
 عامل اب کیا کرے گا۔ چاند کی روشنی میں جیسے اس کی ہر
 حرکت واضح نظر آ رہی تھی۔ اس نے اپنے کپڑوں کی جیب
 سے جڑے کا لہذا نکال پڑے تھے۔ وہ چھوٹی کھلی گولیاں
 نکالیں اور انہیں تیزی سے تپش میں ڈگڑگڑنے لگا۔

اس کے ہاتھوں سے یوں جیسے شعلے نکلنے لگے
 دلوں ہاتھ پیلے دنگ کی روشنی کے ساتھ جھلک رہے تھے۔
 اس کے ہاتھوں سے ایک لہر ہوا شعلہ نکلا۔ اس میں سے
 ایک گولی اس نے لاش کے کھلے منہ میں ڈال دی اور دوسری
 اپنے منہ میں ڈال لی۔ اب اسی نے مردہ آدمی کو اپنی
 ہاتھوں میں ایسے لپکا جیسے جادو کی موت کے ساتھ قریبی
 کرے گا۔ اسی وقت لاش کا کٹن جڑا اچانک ہلے اور وہ
 کھانک کی آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔ اپنے منہ میں پڑی

گولی اس نے مضبوطی سے دبا لی تھی۔

حال تیزی سے دھن کی طرف سے وہاں سے گزرا اور اپنے کپڑوں کی
 طرف واپس آیا اور ان کے قریب سے وہ چلا گیا۔ اس
 سے اس نے تابوت کا دھکن کھولا تھا۔ اس جادو کی مدد
 سے اس نے لاش کا سر کھولا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے
 منہ میں دھکی گولی کو دھکی ڈالنے لگا۔ اس کام میں اسے
 کافی قوت صرف کرنا پڑ رہی تھی۔ پھر پیچھے ہٹے ہوئے وہ
 لاش کو جھپٹ کر کھینچے ہوئے چلا۔ "عبدالملک... میں
 تمہارا دوست ہوں اور تمہیں کھانا دے رہا ہوں کہ تمہاری رقم تمہارے
 بیٹے کو خریدے کہ وہ اس کا اگر تمہیں بھڑا کر دے یہ کہیں ہے۔"
 میری آنکھیں خوف کے اندر سے پھٹ رہی تھیں۔
 میری سانس میرے سینے میں اٹکا شروع ہو گئی۔ مجھے اپنی
 آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہی
 کے ہونٹ ہلے اور انہیں کئی دھکی پڑے کے پھل کی
 طرح ایک لمبے کے لیے پھڑپھڑا رہی۔ بے اختیار ہوا کر
 میرے ہونٹوں سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ پتی تو ابھی بھی کر
 رات کے سنائے میں تجویزی سے ابھری۔ پتا دلا شاید عامل
 کے کانوں نے بھی سن لی تھی کیسے اس نے اسی لمبے گھنٹوں
 سوز گہری طرف دیکھا۔ اسی وقت دھن کالے ہاتھوں
 بدوچ کے گھیس میں میرے پیچھے سے نکل کر سامنے
 آ گیا۔ عامل ایک لمبے کے لیے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا
 پھر بدوچ کو دیکھتے ہی سڑک دھن میں بھاگتا چلا۔ بھاگتے
 ہوئے اسے ٹھوکر لگی اور وہ اسی قبر میں جا گر اٹھا۔ اس نے
 ابھی کھولا تھا۔

دھن غصے سے کھڑا میری طرف مڑا اور قریب آچلتا
 "تم نے سب غائب کر دیے نورانی پر میری نظر کر سکتے تھے۔"
 میں دھن کی بات پر قہقہہ دینے کی بجائے تابوت
 کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں مردہ عبدالملک اپنی کھلی آنکھوں
 سے باہر نکلا تھا۔ ہاتھ پیر وہ آگے کی طرف جھکا اور منہ
 کے بل زمین پر گر گیا۔ ایک لمبے کے لیے وہ وہیں لیٹا رہا
 اور پھر اس نے گروت بدلی اور پیچھے کے منہ چپ لیٹ
 گیا۔ اب وہ آسمان کی طرف کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ خاک
 آلود ہو چکا تھا کہ خاک کے ساتھ تار و خن بھی لگا ہوا تھا۔

گھڑے ہوئے تابوت کے ایک کھل میں اس کے مفلح کا
 ایک حصہ ایک گیا تھا اور اب پھٹ چکا تھا۔ اس کا باپوں
 کندھا ٹکڑا ہو گیا تھا۔

دھن میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں جا
 کر پولیس کو اطلاع دیتا ہوں۔ تم جیسے لوگ دھن دھن
 مفلح میرے منہ سے بھاگنے پائے۔"

لیکن میں نے لپکا کرنے سے کمر اٹھ کر دیکھ
 اب ہم دونوں نے لاش کو دوبارہ تابوت میں ڈالنے کی
 کوشش کی اس کے بعد ہم نے بے ہوش عامل کو بکڑ کر قبر
 سے پھر کھدائی کی اسی کی مدد سے اس کو اندر دیا۔
 ہم اسے کھڑے کئے۔ اگلے دن عبدالملک کو پتا کھود رہے
 سے لے آئے۔ "دیکھا میں کچھ تھا؟" کہ حال کو مضطرب ہے
 کہ میرے ہاتھ کی ہڈی کہیں ہے۔
 "یہ کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ایک چھوٹی سی جھل میں جو لاش کے کندھے
 کے گرد بندھی ہوئی تھی۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی
 جیب سے ایک چھوٹی نکالی جس میں کوئی نوٹ چڑے
 ہوئے تھے۔ یہ چھوٹی میڈی کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گئی
 تھی۔ حال کو امید تھی کہ وہ مردے کو زندہ کر کے اس
 کو زندہ کا در معلوم کرے گا اور پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گی۔
 میں دھن کو دے کھڑا اس کی سامنے آگیا۔

اب ہمارے دل میں یہ سوچ رہی تھی کہ گولیاں
 قہقہہ جنہوں عامل نے لاش کے منہ میں دکھائی تھیں۔ ان
 گولیوں کو ہم نے قبرستان سے اٹھا لیا تھا۔ یہ دونوں جیل
 گولیاں ہم نے تمام کو جلال کے چھ پر رکھ دیں۔ انہیں
 دیکھتے ہی وہ بولنے لگا۔ "کالا جادو... کالا جادو..."
 اگرچہ میں اس پر بھی بھی یقین نہیں تھا مگر میں نے
 حساب سمجھا کہ یہ دونوں گولیاں جیل کے ٹکڑے کی شکل میں
 تھیں اور جیل میں پہلے پڑھنے کے بعد وہ جیل میں
 پڑنے سے پہلے جیل میں تھا کہ گولیاں جیل کے ٹکڑے کی شکل میں تھیں۔
 عبدالملک کی مفلح میں قہقہہ مچا رہی تھی۔



کالے علم کا ماہر

راشد خیر طاہر

قسط نمبر: 06

ایک ایسے موجود ان کی کٹھالی جسے جادو ٹونا گھنٹ میں پلایا گیا تھا، اس نے ہوش سنبھال تو اپنے ارد گرد کھلے کرتوتوں والوں کو پلایا۔ یوں یہ کالا علم اس کی رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا۔ ابھر ایک حسین چہرہ اس کے دل میں اتوتا چلا گیا۔ پھر کیا ہوا۔

راشد خیر کے علم سے گھمی گئی ایک پریکس، سٹینی خیر اور پراسرار استان حیرت

تکلیف میں دیکھ کر سر ہل کر رہا ہے۔ "تم تو چاہوں گی کہ یہ تلوی سے ٹھیک ہو جائے۔"

"کیا ہے ممکن ہے؟"

"جس میں خدا کے کلام پر یقین ہے۔"

"بالکل۔۔۔"

"نہیں تو پھر اس بات پر بھی یقین رکھو کہ اس کے کلام میں ہر مرض کا علاج ملے گا۔"

"یہ سن کر کونل جگمگنا سوتی ہو گئیں۔ تمہاری دیر بعد غلام نے کہا۔

"تمیں کل شام کے وقت گوشت اور جھیں وہاں لے جاؤں گی۔" وہ مصر کی نماز کے بعد اپنے آستانہ پر آتے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔"

"تمہاری باتوں نے میری امید کے بجائے جوڑا کر دیا ہے کہ مجھ سے روشن کر دیا ہے۔"

"تم بالکل پریشان مت ہو۔"

"خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔"

"اس کے خلاف قدرت میں کوئی کی نہیں ہے۔"

"میرے بچے وہاں غلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"ادوب آج بھی وہی ہے جس نے مسند میں

خاکہ خورے گوشت کی طرف دیکھتے ہوئے

جگمگے کاغذ ہو گئی۔

"اسے خدا صاحب کو دکھاؤ گا۔"

"خدا صاحب کو؟"

"ہاں۔۔۔"

"خدا نے مر ہلایا۔ وہ بہت کرامت والے بزرگ ہیں۔"

"اس میں شک ہے کہ وہ کہیں نہیں جاتے۔"

"اس لئے گوشت کو ان کے پاس لے کر جاؤں گے۔"

"توہ۔۔۔"

"ہاں یقین۔۔۔"

"وہ اصل ان کی بھی مجبوری ہے۔"

"میں کی دونوں ہاتھیں مقلد ہیں۔"

"نہے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔"

"میرا من مت ہو۔"

"ایسی حالت کے باوجود ان کے پاس علم کا ایک دریچہ ہے کہ یہ قدرت ان کے گرد محکم رکھتا ہے۔"

"وہ ان کے حاتم سے سر نہیں کر سکتا ہوتا ہے۔"

"اگر ان کی بات ہے تو تم ہمیں پہلی خدمت میں وہاں لے جاؤ۔"

"ابھی تمہاری شکر گزار ہیں گی۔"

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔"

"خدا نے"

"میں نے"

"میں نے"

مات بناؤ تھا۔ وہ تو بھی نہ جلا ہونے دے گا۔ بلکہ
ہم لوگوں کی صوف بیل بھی ہے۔ ہادی عود مرز زنگی
دل بھی ہے۔ !! ہارا یقین اس کی ذلت پر نہیں
رہا !! اگر ہم صاف گوئی سے کام لیں اور اس سے
چھ دل سے ہمیں تو وہ ہڈی کا عارضہ نہ کہ ... !!
خدا ہستی پٹی نہیں... ہوتا ہے نہ ہوش ہونے
پر کون کچھ سرا کر کے لیں۔ فاقی ختم نہ تو میری آکھیں
نکھول دیں۔ عیسا حیات میں تجھ کی ناز پر کھ کھ
تواری کی بارگاہ میں حاضر کی ہوں گی۔ ... !!

عربی نے گھبرا آئے ہی لپا ہوا ستر اٹھنا
شرع کر دیا اور وہ سے طہ بھی سے صل جائے
پا تھا۔ اب ہی شرمس کا خطر سے سے خالی نہیں
تھا۔

پانچواں کے سات سے پہلے پہلے ہی اپنے
 ٹکڑے کا سراپا کر لیا۔ اس کے جانوروں کو خریدنے
 والا خود ہی ایک کرب باز ہی تھا۔ گوکہ مادی کو اپنے
 پانچواںوں کے زیادہ پیسے تو نہ مل سکے۔ جس کی ناکامی
 اسے ضرورت ہوئی تھی۔ مگر اس کی دلی سولی رقم اس
 کے لئے کافی تھی۔

اور لوگوں اپنے معاملات کو سمیٹ لینے کی جگہ ۱۱۱
 مقرر تھا۔ ۱۱۱ تاکہ یہاں سے نواری طور پر اگلے تھے ۱۱
 طوائف کے گھر میں ہونے والی باتیں کسی کی ہوں
 کے کان کو نہ پہنچے تھیں۔ اس پر سے کوئی کوئی
 اختلاف ہوا تھا کہ دو کافری خطرناک آدمی یہ ۱۱ ممکن
 تھا کہ وہ جلد ہی دہلی کی کوچ نکال گئے ۱۱
 نہ جانے کیوں اسے مجھ سے خوف سا غسواں
 ہونے لگا تھا ۱۱ اپنے کام نہ جانے ہونے میں نے اپنے
 مقابلہ کو بھی ہٹانے لگا دیا تھا۔ ۱۱

پھر ان کو گڑھے کے بعد ایک بار گروہوں کے
چنے سمیٹ چکا تھا۔ اسی طرح وہ کہیں نے ڈوبے پر
دیکھ کر بھی گمراہ ہو کر گمراہ ہو کر گمراہ ہو کر

”جی...! لاؤ، چنگی!“ میں نے سوچ رہی تھی کہ جب تک نہیں آئیں وہ چادر کو میرے بارے میں معلوم نہ کرے۔“

شاہ پہل جس کر بلا۔
 ”اوسے تم تو جانی بہت ڈری ہوئی ہو۔۔۔!!
 جیس۔۔۔!! اسچا کونکس ہوگا مگر وہ ان نگہیں یہاں ہوئی،
 تو میں تم کو برگزینی اور نہ بھیجے کہے تھی۔ (تم تو
 ناموشی سے وہاں سے اٹھ آئی ہو۔۔۔ مانتا ہوا شہر ہے کسی
 کو کیا معلوم تم کس کی میں موجود ہیں۔۔۔ اس لئے یہ
 وہم اپنے ذہن سے نکال دو کہ کوئی یہاں تک نہ جائے
 مگر یہاں ہر شاہی گزروں کی طرف سے ہرے
 میں سطوات حاصل کرنے جاؤں گا۔“ تم غصے
 کر۔۔۔!!

☆ . ☆ . ☆
 کرو تھی کے ہاتھ واقعی کافی لمبے محمد اس نے
 ایک ہی دن میں ہاتھ لایا تھا کہ سن گئی جس نے اس کے
 مطلوب یا ضرور مر جیو !!

جس اب یہ معاملہ بالی خاکہ کے دو لوگ ہیں
کہاں !! انیس طرہ پرے انہی کی فکر اٹھتی ہے !!
مداری کا معاملہ تو سانپ سے متعلق تھا۔ وہی سانپ کہ
جس نے اسے شام کو دس بجے کے بعد کھانا کھا دیا۔

کرونی اصل کو جو توبہ سے متعلق تھا !!
 کیونکہ توبہ ہے "اپنا" اس کا معنی یہ ہے جو توبہ
 کرنا ہے تو توبہ ہی زیادہ کرنا !! اسے توبہ
 کے بارے میں حلال و حرام کی بات نہ کی۔ یہ بھی معلوم
 ہوا تھا کہ طہران کی فاضلہ کیسے تھا اسے توبہ کرنے
 بات کی توبہ کی گورہ تھا۔

آپ ایک دشت والے کے کمر میں بھی میرا ہے
 ہنسی کچھ گھر سے باہر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا کرتا تھا۔
 تھوڑی سی جہیز کا دل دن میں میرا ہے کیا باقی! مگر کوئی
 کاکا مشرور کو دیتا تھا ۱۱

دوسری طرف سے دہائی سے حلقہ بھی اسے
 خیر نہ مل رہی تھی۔ مرنے والی کو بھی تپا گیا تھا کہ

W/2 1000

دارالافتاء کے لیے جو رقم ہے وہ
Darul Uloom

11 April 2023

Der Dienst

بھگتیاں پھاڑا۔
 "خوف نہ ہو، خوف نہ ہو، خوف نہ ہو۔"
 "ساوا چاچا۔"
 "ہو۔"

"ہاں! اسی لئے اس کے ہاؤس کا اندازہ بند ہو چکا۔ اہل اس کے اثرات جس سے مل رہے ہیں اور جہاں اس چادر کی کڑی جڑی ہے۔ اور ابھی اپنے انجام سے دور چلا ہوا۔ اہل دلوں کی موت صاحب کے ذہن سے ہوئی۔"

"اور! لیکن اب میں اس چادر کو کس طرح توڑ سکتا ہوں؟"

"ان دلوں کے اثرات جہاں جا کر مل رہے ہیں، اس کا ذریعہ شادی گڑھ کی پھاڑیوں کے دامن میں ہے۔ لہذا شیطان کا خاص چیلنج ہے۔"

"اچھا۔"

"ہاں! کوئی کا ہاؤس توڑنے کی طرف ایک ہی صورت ہے کہ اس شیطان کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس کے عملیات کو خاک میں ملا دیا جائے۔"

"ہاں! کیا یہ ممکن ہے؟"

"ضرور۔ لیکن یہ ممکن کافی مشکل اور صحت طلب ہے۔"

"کیا میں کر سکتا ہوں؟"

"بالکل۔ لیکن آپ کے پاس وہی قوت ہے۔ لیکن اس شیطان کے لئے آپ کو اس کے ایک ایک عمل کو ختم کرنا ہوگا۔ اسے مکمل طور پر مٹوانے کے لئے آپ کو سات بار تک چلے کرنا ہوں گے۔"

"جیسے ہی انھیں یہ شروع ہوگا، اس شیطان صفت چادر کے عملیات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن اس دھوکے پر اسے آپ کے بارے میں معلوم ہو گیا تو آپ کو سخت چھکا خالی ہو گی۔"

"اگر مصلحت آڑے آگئی۔ تو اس میں شیطان کی نیت ہوگی۔"

"یہاں مطلب؟"

"جیت جیت حق کی ہوتی ہے، لیکن اگر کبھی پہلی بار چلے تو اس میں ضرور قسمت کی برکت کا دخل ہوگا۔"

"ہاں! لیکن انسان کی عقل سے مدد ہو سکتا ہے۔"

"اول۔ شاہ صاحب نے سر ہلا دیا۔" "مگر وہ سات چلے ضرور کاٹوں گے۔"

"یہ لیل چاند کی ہلکی دات سے شروع ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"وہ اب لوگ ساتھ ہی شادی گڑھ کے اٹھیں گے۔"

"جوداں اور یہاں کا حلیہ بھی کافی بدلتا ہے۔"

"ہاں! لیکن یہاں کے ان لوگوں کے حالات مست میں ہی ہونگے۔"

"شادی گڑھ میں اب بھی کئی کئی دھڑکے آ رہے ہیں۔"

"موجودہ۔ لیکن یہاں کی عقل کی پریشانی کوئی ہو۔"

"یہاں گرجی کے چند شاگرد اور بھی موجود ہیں۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"میں کسی شخص کے وقت کام کر رہا ہوں اور اس شخص میں کوئی قسم کی کدورت کی وجہ سے خون بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"لیکن شیطان کا ایک ہوا آں ہوا چاہتا ہوں کہ جس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔"

"وقت تک میں وہاں یا نہ ہوں۔ جوداں کو چھوڑ دو۔"

"واری پہری کرتی ہے۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

"تو یہاں کی ہلکی تاریخ کو مل ہوگا۔"

پولیس کے گھر میں ہیں۔ "خدا فرما کہ ہو گیا گیا۔
 تو وہ سنبھل لیں گے۔"
 "وہ ہیں کہاں؟" "انہوں نے بولی" "کیا بولی پر
 گئے ہیں؟"
 "نہیں نہیں دی!! ان کا چہلہ بونگ آباد میں
 ہو گیا ہے۔!! اس لئے وہ کچھ دنوں سے وہیں
 ہیں۔"
 "اے تم نے تو بتایا نہیں تھا۔!!"
 "جی ہاں۔!! میں یاد نہیں رہا۔ بونگ آباد
 انہیں کسی خاص شخص کے قتل کی بجائے کیا ہے۔ ان کی
 واپسی تین ہفتے ہو گئی۔"
 "ہاں۔ اور لاڈ صاحب کہاں ہیں؟"
 "وہ ان سے مل کر رہے ہیں۔"
 "وہ آج چلے آئے ہوں گے۔ آپ لوگوں کی آمد
 کا بتایا تو اس نے کہا تھا کہ آپ لوگ آجائیں تو اسے
 اٹھو پانچے۔"
 "اچھا۔!! تو لوہ صاحب سو رہے ہیں۔"
 "جی ہاں۔!! بولی رہا تھا کہ مجھ سے انتظار
 نہیں رہا۔ اس لئے سو رہا ہوں۔"
 "اور آپ نے مجھے چکایا نہیں۔ کیوں۔!!"
 "وہ اگلے سے آواز آتی ہے مگر سات آٹھ
 سال کا ایک خوبصورت سا بچہ کرے جس کا دل تھا
 "نہیں نہ۔!!" "وہ کون ہے؟" "تم اٹھ
 مجھے۔"
 وہ جھٹکا کر رہا تھا۔
 "میں سو رہا ہی کب تھا۔!! میں تو فی دی ہ
 کا لہو دیکھ رہا تھا۔!! خود مانتی رہی تو فراموشی باہر
 نکلا۔ مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ کون سا بچہ تھا۔"
 "میں نہیں چاہتا تھا کہ اب وہاں نہ رہے۔"
 "خود سے بچہ۔!!"
 "نہیں۔!!"
 "نہیں تو تھی۔!!"

"نہیں۔!!" "صرف آئی۔!!"
 "ان کو بھی روک لیں۔!!" "اسے اتنی دور کیوں
 رہتے ہیں؟" "ہمارے ساتھ ہی آجائیں۔" "عدن نے جیسے
 غافلانہ طور پر دیا۔"
 "تم آجائے۔ ہمارے گھر۔!!" "شاہ عبدال
 مسکراے۔" "میں تمہیں بہت سے کھلونے لاکر دوں
 گا۔!!"
 "وہ تو آپ یہاں بھی آ سکتے ہیں۔" "عدن نے
 کہا۔
 "اس بار شاید مجی مسکرا دی۔!! ان لوگوں کی
 مسکراہٹ کو عدن حیرت سے دیکھ رہا تھا۔
 ☆ ☆ ☆
 عدن نے ایک حوصلہ دہے کے ہوٹل میں
 رہائش اختیار کر لی تھی۔
 اس کے پاس رقم کافی تھی۔ وہ یہاں کافی
 عرصے تک بچوں کی زندگی گزار سکتا تھا۔ اس نے فیصلہ
 بھی نہیں کیا تھا کہ کچھ عرصہ وہی طرح وہ بچوں کی زندگی
 گزارے گا۔!!
 چنانچہ وہ اس کی پوری زندگی کی صرف کھانے
 پینے کے لئے ہوٹل کے مال کا خرچہ کرے گا۔ اس کے بعد
 وہ اپنے گھر سے بھی اپنی حالت گزارے گا۔!!
 لیکن مگر وہ وہی دنوں میں اسے اکٹھٹ سی
 ہونے لگی۔!! اب یہاں تو کوئی مسئلہ نہیں ہو سکتا
 کیونکہ اس نے تو فراموشی کی بازی خاں کر رہا تھا۔
 یہاں تو وہ لوگ تھے اور نہ ہی اب اس کا ساپ زخم
 تھا۔!!
 تو پھر۔؟ خود کو ایک کرے تک محدود کر لینے کا
 کیا تھا۔!! شالی گڑھ ایک خوب صورت جگہ تھی۔
 اس لئے یہاں کوئی بچہ نہ کرے کہ وہ خود ہی دل چاہے
 گناہ تو۔!! اور یہ یہاں اس کوئی دیکھنے بھی نہیں
 پتا تھا۔!!
 چنانچہ وہ نے فیصلہ کیا۔!!

کے لطف اندوز ہو گا۔ وہ شاید ایک ہی گھر سے گھر کرے
 وہاں ہو سکتا تھا۔!!
 اب لکھنے کا فیصلہ کر کے اس نے گھر کی لائی
 آف کی سڑک گھسی بند کر لی۔
 ☆ ☆ ☆
 شالی گڑھ میں زیادہ تر قدم بھر پائی طرز کے
 کمرے ہوتے تھے۔ کسی زمانے میں یہاں مردوں
 کی بڑی شدت تھا کرتی تھی، اس کا علاقہ سے یہاں اکثر
 ان گھروں میں آتے تھے۔ اب وہاں گئے ہوئے تھے۔
 گروہی ان کے ساتھ ایک ایسے ہی گھر میں
 داخل ہوا تھا۔!! یہاں وہ ملازم کاپ آدی پہلے سے
 یہاں کے منتظر تھے۔!!
 "جوداں کو یہ سب دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔
 گروہی فریٹ پہلاں کے درمیان ایک کھانا کھا رہا تھا
 دیکھتا۔!!
 وہ اب یہ غلط بات کہاں سے۔!! اگر یہ
 سب کچھ گروہی کے پاس موجود تھا تو اسے کتنا عرصہ وہ
 ایک تکلیف دہ زندگی گزارنے کی کیا ضرورت تھی۔
 گھر کے اندر داخل ہو کر اس سے باز نہ کیا۔ وہ گروہی
 کے سامنے یہ بات چہ میثاق۔ وہ اس طرح مسکرا رہا تھے کہ
 عدن کے دل میں لہو۔
 پھر وہ۔!!
 "بات یہ ہے کہ جب ہمیں کسی کی توجہ حاصل
 کرنی ہو تو خود کو اچھی دیکھا ہوتی ہے۔ اپنی بات
 سننے کے لئے کوئی شخص کھانا نہیں کھاتا۔ کوئی گھر
 سے لگ کر آ جاتا ہے۔ سب کے اپنے اپنے انداز
 ہوتے ہیں۔!!
 میں نے بھی کسی کی خاطر گھریا رکھا تھا۔ بخیر اور
 حقیقت کو اپنا شعار بنایا تو پھر عرصہ روز کے بعد مجھے وہ
 فوج کی گروہی کے دل میں پڑنے پر آج میں جوتوں سے
 بھی زیادہ بھڑکا اور طاقتور ہوں۔!! اگر میں چاہو
 تو ان کی گروہی پر ہزاروں تو تم جیسے دس افراد بھی میرا کچھ
 لکھا پڑ سکتے، جبکہ میں اب سب کو لم لیٹ کر سکا

ہیں۔!!
 یہ سن کر جوداں کی آنکھوں میں حیرت نمودار
 ہوئی۔ اس نے غور سے پڑھ دیکھا کہ کچھ جوداں
 جوداں کی ملاوٹ کا پتہ چلتا تھا۔ جس کی بات میں تھا
 گروہی نے جیسے اس کے خیالات چمکائے
 ہوں۔!! اس کے چہرے پر جسے کے آثار نمودار
 ہوئے۔!!
 چلم دون میں اس نے دونوں ہاتھوں میں جو
 دہاں کو کھلونے کی طرح اٹھایا۔ پھر سر سے اٹھ کر گئے
 ہوئے پٹھا دھڑکیں ہلا:
 "کپ ہٹا!!" "میں اب یہاں چاہوں میرے کوئی کا
 دیویر پسند ہے۔!! میں اسی پر تم کو دے دوں
 گا۔!!"
 "نہیں نہ۔!!" "آپ۔!! آپ تو واقعی
 مہمان ہو۔!! میں۔!!" "اٹھو۔!! لاٹھیاں سوجا رہ
 کر رہے ہیں۔!! مجھے صاف گروہی گروہی۔!!
 جوداں کھٹکھا کر پہلا۔ گروہی نے فوراً ہی ایک
 چان دہرے کا قہقہہ لکھا اور اسے لڑکے پر دبا کر کھڑا
 کر دیا۔!!
 اس کی آنکھوں میں شگفتگی کی چمک تھی۔
 جوداں نے اس کے سامنے چہ چمکے ہوئے۔
 پھر وہ۔!!
 "واقعی گروہی۔!!" "نہیں کھانا کوئی جلی نہیں
 ہو سکتا۔!! میں کسی نہاں سے اسے کھانے کو لے گیا ہوں
 نہیں سوچا۔!!" "مجھے صاف گروہی۔!!"
 گروہی نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔!!
 ☆ ☆ ☆
 شاہ عبدال اور ایمان خیر سے دن روز ہو گئے
 تھے۔ اس دوران عدن نے جلالت کا منظر دیکھتے
 ہوئے شالی پہنچل میں اسے رجسٹر کر دیا تھا۔!!
 فراموشی وہاں اس کا ایک اپ کیا گیا اور اگلے ہی دن
 حیرت انگیز ہو گیا۔!!
 یہ سن کر عدن جانے کیوں آجیہ کا دل دھک دھک

میں انھیں فوجی کے ساتھ تفصیل تک پہنچا دیا۔

“ہمیں - تم کو کیوں یاد ہے؟“

”سوال مرت کر۔۔!!“ نفلک بابا کا لہو کرحت

”ہاں، میں نے کیا ہے۔“

جے

نہایت پریشان حال تھا۔

100

۱. مقدمه

ہدایت سے آواز ہی مل رہی تھی۔
وہاں تک نہیں تھا۔ ہدایت نہ مل رہی۔

☆ ☆ ☆

شوہر صاحب نے دھڑکی بھائی تھا۔ آج میں
کا پہلا ٹریڈ جو مال کے ہوتے ہوئے ہو چکا تھا۔
اب یہ وہی کو سٹیل ٹریڈ کر رہا تھا۔
وہوں نے بہت افسوس بھرا رخ کر رکھا۔

انہوں نے مل کا آٹا کر دیا تھا۔ ابھی
انہوں نے ٹریڈی وہی وہی کیا تھا کہ انہیں یہی لگا
جیسے انہیں تندرستی ہو رہی ہو۔ انہیں تندرستی
کہہ دے انہیں پر حادی ہوئی ہے۔

بہن رلی چاہ رہا تھا کہ تندرستی جلدی لے لے لے لے
میں تندرستی کر رہی۔ انہوں نے انہیں کے باوجود وہی وہی
انہیں کیل کر کے شہر کا کام ہو رہے تھے۔

"تب۔ میں کیا کروں؟" انہوں نے
خود سے سوال کیا۔

میں اسی وقت عالمی آواز کوئی
"تو کیا کر رہے ہیں شوہر صاحب۔۔۔ اگر آپ
سوچیں۔۔۔ تو پھر پہلے ہی مطالعے میں اس شہر کی
حیثیت سمجھانے کی۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔"

"تمت۔۔۔ اس شہر سے گھرانے کی
تتمت۔۔۔ آپ نے اس کا جادو ختم کر دیا۔"

اسے اٹھانے کا کام سے دوچار کر دیا۔

"ہاں۔۔۔ میں۔۔۔" وہ تندرستی میں جو ہے
ہوئے ہوئے۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

یہ کہہ کر ان کی آنکھیں بند ہوئی جی نہیں لے رہی
ایک طرف اٹک گیا۔ خدا کی آواز نہ تھی۔

"انہیں۔۔۔ وہ ایک سوچ بام سے مل
میں۔"

شوہر صاحب نے اپنا لہجہ بے غور ہو چکے تھے۔
☆ ☆ ☆

وہاں جب ہونا کے ساتھ ہانک سے مل رہی
اسے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہ پریشان ہوئی۔ "ایک سوچ کر اپنی کار کی
طرف ہو گی۔"

اور پھر یہ کہہ کر اس کے منہ سے ایک
طویل سانس نکلی کہ تانہ کا ریش ٹھیک ہوئی تھی۔

"یہ کیا حرکت؟" وہاں سے بولی۔

تانیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ سنا
تھا۔

پھر وہ جلدی سے بولی۔
"خدا کے لئے یہاں سے چلو۔"

"کیوں۔۔۔؟" آخر کیا ہوا۔

"مگر چلو۔ پھر میں بتاؤں گی۔"

"آئی۔ ابھی میں اپنے جیروں میں ہوں گا۔"

وہاں سے بولی۔ "آپ اپنی جلدی نہیں دیکھیں؟"

"جیسا میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
شہر آئیں گے۔ ابھی مگر چلو۔"

وہاں کا منہ نہ گیا۔ انہیں وہ خاموشی سے ہمارے
آگے تھا۔

"تو جلدی مگر کی طرف چلو۔"

"جی بھئی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

وہاں سے۔۔۔

"میں۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

"خدا نے کی۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

"تو جلدی۔۔۔" وہاں سے بولی۔ "میں لوگ ہوں
انہیں کر رہی۔"

جلدی میں کی کار ہو کر پرہیزگار رہی تھی۔ وہاں
خود سے تانہ کھینچ کر رکھ دیا۔

وہی وہی تھی۔ "میں اس کا خاتمہ کروں گا۔ میں اس کا
خاتمہ کروں گا۔"

عاش کے جہان سے گزرنے پر 12 دیکھا رہ گیا۔
 اور اور دیکھتے ہوئے اس نے گردی کی دی
 ہوئی چالی کی ہول میں گھسادی نورانی اندازہ کل کیا
 اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بالکل صحیح جگہ پر آیا
 تھا۔ اور چالی تھینا ہی کر کے تھی۔
 اندر آ کر اس نے کمرے کی کھٹ جلائی اور
 آہستگی سے دروازہ بند کر کے اندر سے کھڑی
 لگا دی۔ !!
 اب اس نے بڑے اطمینان سے کمرے کی کھٹ
 کا کام شروع کر دیا۔ کمرے میں موجود وہ برقی گ
 ہوئی امدادی میں دیکھتے ہوئے ایک کھاس نے کھولا تو اس
 کی آنکھیں حیرت سے پھٹ چکیں۔ !!
 "وہ۔۔۔ کتنی ساری رقم گئی۔ لا آتی رقم مدد
 کے اس کیسے آئی اور چند اوروں تو اس کی گتہ ہوں کو
 اپنے پیروں میں غفلت کرتا رہا۔ !!
 ابھی کئی دوسرے اندھ آئے گا تو ان کیا ہے اس کو اس
 نے ایک سے ساری رقم نکال لی تھی۔ اس بات پر
 اس کا دل خوشی سے جلیں لوگ رہا تھا کہ یہ ساری رقم
 صرف اس کی تھی۔
 اس میں سے گردی یا پھر کسی اور کو روپے بھی نہیں
 دیا تھا بلکہ وہ جلد سے جلد روپے کے پاس جا چکا تھا
 تا کہ اسے ایک تنہا جگہ میں اصرار ہو جانے کی خوش خبری
 مل سکے !!
 چنانچہ وہ روگ سے اصرار آئی۔ !! چکر اس
 کے دل میں چڑھا، اس لئے وہ اور ہر جگہ امداد میں
 دیکھتا آگے بڑھتا تھا۔
 ایک شخص اس کے سامنے ہی کھڑا تھا۔ جو اس جلدی
 سے اس میں بیٹھ گیا۔ اس نے ڈرامہ کرنا شروع کیا تھا۔
 جیسی روگ ہو گئی۔۔۔ جو اس نے اطمینان سے
 بیٹھ سے سر کی پشت نکلی اور آنکھیں بند کر لیں۔
 وہ تصویر میں دیکھ رہا تھا۔ اس کا بیٹا وہ رہا تھا۔
 جس کے بارے میں سوچا بھی نہ گزرتا تھا۔ !!
 اس تصور کے عالم میں وہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر ابھی

خامی شاہنگ گرد چکا تھا۔
 اور پھر در اندر کی آواز نے اسے چرکھوایا۔
 "صاحب جی۔۔۔!! گھر آ گیا ہر
 چائیں!!"
 جو اس چونک کر سیدھا ہو گیا۔ پھر اس نے
 آنکھیں میاڑ میاڑ کر جا رہی طرف دیکھا تھا۔
 "یہ تم مجھے کہاں لے آئے۔؟"
 وہ تکیہ کہہ رہا تھا، یہ تو ایک سٹیشن بگڑتی۔
 جہاں اور فتنوں کے جھڑکھالے سے بے تھے۔
 اور اس کی سکریت نے اسے خطرے کا مظہر بنا
 تھا۔ ضرور کوئی گڑبگڑی، جو اس نے فوراً ہی ٹیکس کا
 دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ لیکن اسی جت سے
 پاؤں تک کالے لہاس میں ملیں ایک شخص نے اس کی
 گتھی پر ہتھول دھدی۔
 اس کا چہرہ بھی ایسے غصہ میں چھا ہوا تھا کہ
 صرف آنکھوں کی جگہ پر سوراخ دکھائی دے رہے تھے۔
 پھر وہ فریاد:
 "میں حراج ہے یا جان بھائی۔؟"
 "جان۔!! جان۔!!" جو اس نے ٹھکرایا
 اس نے جھجکاؤں خستہ سے چمٹے۔
 یہ ناگہانی آفت کہاں سے ڈنڈل چڑھی؟
 کیسے معلوم ہوا کہ وہ بھی خامی رقم لوٹ کر لگاوا ہے؟
 لیکن یہ سب کچھ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ ابھی
 تو جان کے کالے چمے تھے، ذرا سی غفلت اسے موت
 کی نیند سلائی تھی۔
 "کھلو پھر لوٹا جا مال۔!!" پھول کی تانی سر
 میں چپے گی۔
 جو اس نے نورانی سر ہلایا اور نوٹوں کی گتہ میں
 بیڑی اٹھان دھکی سے سادی کی سادی نکال کر اس کے
 سامنے رکھ دی۔
 لہذا اندھے آگے لا کر انھیں ایک کپڑے میں
 باندھا لیا تھا، پھر غصہ پاش نے جو اس کو طلب کیا
 "اب تم پہلے میرے گھر آؤ۔!!"

"ہاں۔۔۔!!"
 "ابھی جی شہزادہ اور نہیں ہے۔۔۔!!"
 "جلدی بخٹی جاؤ گے لیکن اگر تم نے ضرور دیکھا تو
 شہزادے جلدے تک صدمہ پہنچا دینے جاؤ گے۔۔۔ شاہن
 لب ہاگ۔!! اچھا کہوت کوئی چاندوں کا۔!!"
 جو اس نے پکھا کر ہوا کھڑا اور اس کے پاؤں
 کو پاؤں پر نہیں لگ رہے تھے۔۔۔ جلد ہی وہ غریبوں
 سے مل گیا۔
 غصہ پاش نے ایک طویل سانس لی اور غصہ
 اٹھایا۔ "اگر جو اس میں کا چہرہ دیکھ لیتا تو شاید حیرت
 کے اندر ہل گیا ہو جاتا۔!!"
 اور اس نے اسے غصہ کیا:
 "مگر وہی۔۔۔!! اب تم مجھ سے۔"
 "ہاں۔!! اس نے مراد یہ" مجھے شک کرنے پر
 لے لے۔!! گردی کا لہجہ شکست تھا۔
 "جی شک۔!!" کی رائیڈ نے سر کو ٹھکرایا اور اس
 کے لئے بڑے بڑے جیسی کارروا کر کھول دیا۔
 گردی اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پھر وہ آپ ہی
 آپ بول لایا:
 "بھئی جی۔!! یہ رقم میں کسی طور سے بھی
 نکالیں، لیکن جو اس پر اصرار بھی کرتا تھا۔!! مجھے
 آگے اس سے بہت سے کام لینے ہیں۔۔۔ میں نے تو
 اس کے لئے دوطرفہ کا اہلکار لگا دیا تھا۔ سب کوئی اور لوٹ کر
 لے گیا تو میرا کیا قصور۔؟"
 گردی کے چہرے پر ایک عیاں جسم کی مسکراہٹ
 اٹھ کرنے لگی۔!! کسی کانی جو رفاہی ہے آگے
 بڑھتی تھی۔
 * * * * *
 دوسرے دن شاہ صاحب کو بے حد ملال ہوا
 تھا۔ وہ خود سے ہی شرمندہ دکھائی دے رہے
 تھے۔ !!
 صاف عہد ہوا، عہدوں کر کچے نے کر پہلے
 طالبہ کی بھی انکس شکست ہو گئی ہے۔ آتش اس کی کیا

ایک سوال
 اشفاق ہر نئے ہیں، ایک سوال نے مجھے
 بہت پریشان کیا۔
 سوال تھا: "سوسن اور مسلم میں کیا
 فرق ہے؟"
 بہت سے لوگوں سے پوچھا مگر کسی کے
 جواب سے تسلی نہ ہوئی، ایک لڑکا ان سے گزرا
 تھا دیکھا کہ ایک ۱۱ گئے گاٹ رہا ہے نہ بانے
 کیوں دل میں خیال آیا کہ ان سے یہ سوال پوچھ
 لوں۔ لیکن نے اپنی کو مسلم کیا اور ہجرت لے کر
 سوال پوچھ لیا۔ اپنی تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے
 رہے اور پھر جواب دیا:
 "مسلمین وہ ہیں جو اللہ کو ماننے پر
 سوسن وہ ہیں جو اللہ کی مانتا ہے۔"
 (آج کل کے مسلمان)

جہی؟
 جیسا کہوں ہوا۔۔۔ لا کا کہتے ہو صاحب کتب
 لگانے کے باوجود بھی ان کی کچھ میں گس آ رہا تھا کہ ایسا
 کیوں ہوا۔؟
 آفرکار پھر ہر کہ نہیں نے اپنے سب مل جلکا
 طلب کر لیا۔!! ایک بار پھر ملال کرنے کی صحت میں
 ان کے سامنے تھا:
 "جان۔!! رات میں یہ کیا ہوا؟ میں سو
 کھاتا تھا؟"
 "میں نے کر غفلت آپ کا حضور ہو گئی
 تھی۔!!"
 "آفر کیوں۔؟"
 "شاہ اس لئے کہ وہ بھی اس شہان کا دل نہ نہیں

اب ان دونوں کے لئے امید کا یہ دورہ بھی بند ہو گیا تھا۔

اور پھر وہی جینے میں کوئی کوسہ کی مالت میں ہی موت کی آغوش میں چلا گیا۔

وراصل اس سے لے آتا رہتا تھا۔ اس لئے راتیں بھی وہیں موجود تھا، جب کوئی کے جسم سے آغوش سانس کی ہوائی ہوتی تھی۔

مگر میں صوب ماتم بچو گی۔ کوئی کے دور کے بعد تو تمارا زخم زخمہ رو سا ہوت ہی تاراج کے دور سے خود کوئی محفوظ رہا۔

دونوں ہی اپنے انجام سے دو چار ہو گئے۔

کوئی راتیں کا بچپن کا دوست تھا۔

یہ کہ اس کے لئے ناقابل مٹائی تھا۔ اس سے ساری حقیقت کاظم تھا، جو کہ تھا کہ کوئی کے ساتھ کیا مطلب ہوا تھا۔

لیکن اس پر کوئی دل سے نکالنے کا کوئی کام نہ تھا۔

اس لئے وہ خاموش ہی رہتا تھا۔

بہر حال اب اس کی زندگی میں ایک غلام تھا۔

اسٹید وہ کوئی کرگئی تھی۔

اس کا سر چند دست کوئی تھا۔

جیسے شاہ شیکان نے کہا کہ میں اللہ مانتے ہیں

اور اور کوئی حیرت کا نشان ہی کیا۔

☆ ☆ ☆

گروہی کے چہرے پر ہنسنا اور حیرت کے آثار تھے۔ وہ بڑی تپ سے جوہاش کی دکھ بھری کہانی سن رہا تھا۔

اس کے خاموش ہونے پر گروہی ہلا۔

"گوئی بد بخت تھے۔"

"نہیں گروہی۔" جوہاش نے سادگی سے کہا۔

شاہ اس کی شکل ہی نہیں سمجھتا تھا۔

شاہ اس کی شکل ہی نہیں سمجھتا تھا۔

گروہی نے اسے گہرا بھر چلائی سے ہلا۔

بھوہو۔ "اتم اوسوں مت کرو۔" جوہا

آ۔ لا۔

میں نے کہا تھا کہ اگر دوست کی کوئی حرکت ہوئی تو باطل جیت جائے گا۔

"لوہ۔ لیکن اس ہے چارے کوئی کا کیا ہوگا۔"

"خاموشی ہی رہا۔" شاہ صاحب نے بے چین ہو کر وہاں چمچا۔

"اس کی سزا میں ہو جائے گی تو وہ خود ہی لٹیک ہو جائے گا۔"

"کیا مطلب۔"

"ہاں۔ اس نے اپنی ایک خون کیا۔ اور ہمارے تعلقات کام کر کے ایک حرکت کو اس کے شہر سے جدا کر دیا۔"

"لوہ۔" شاہ صاحب کے منہ سے نکلا۔

"کون تھے وہ دونوں۔"

"وہی شخص جس نے خاموشی پر چارہ کا ہار کیا۔ وہ کی بیری گئی۔"

"ایسا۔"

"مٹی ہاں۔ لا اب آپ اس معاملے میں خاموشی اختیار کریں۔"

"لیکن میں فلاں کو کسی سے کوئی کے دست و پا ہونے کا پتہ نہ چکا ہوں۔"

"کیسی انسان کو کوئی دعویٰ نہیں دیتا۔ آپ نے غلام کیا تھا۔" شاہ کی آواز کوئی۔

شاہ صاحب منانے میں آگئے۔ ان سے کوئی صاحب منجھوڑ۔

☆ ☆ ☆

شاہ صاحب نے کوئی کی مٹی کو ہلایا تھا۔

نیکو کی سادگی۔

خلائی کے سلسلے میں ان کی اپنا کسی صفات سے دونوں کے اندازوں پر ہوا۔

شاہ صاحب نے صاف الفاظ کہہ دیا۔

اب ان دونوں کے لئے امید کا یہ دورہ بھی بند ہو گیا تھا۔

اور پھر وہی جینے میں کوئی کوسہ کی مالت میں ہی موت کی آغوش میں چلا گیا۔

وراصل اس سے لے آتا رہتا تھا۔ اس لئے راتیں بھی وہیں موجود تھا، جب کوئی کے جسم سے آغوش سانس کی ہوائی ہوتی تھی۔

مگر میں صوب ماتم بچو گی۔ کوئی کے دور کے بعد تو تمارا زخم زخمہ رو سا ہوت ہی تاراج کے دور سے خود کوئی محفوظ رہا۔

دونوں ہی اپنے انجام سے دو چار ہو گئے۔

کوئی راتیں کا بچپن کا دوست تھا۔

یہ کہ اس کے لئے ناقابل مٹائی تھا۔ اس سے ساری حقیقت کاظم تھا، جو کہ تھا کہ کوئی کے ساتھ کیا مطلب ہوا تھا۔

لیکن اس پر کوئی دل سے نکالنے کا کوئی کام نہ تھا۔

اس لئے وہ خاموش ہی رہتا تھا۔

بہر حال اب اس کی زندگی میں ایک غلام تھا۔

اسٹید وہ کوئی کرگئی تھی۔

اس کا سر چند دست کوئی تھا۔

جیسے شاہ شیکان نے کہا کہ میں اللہ مانتے ہیں

اور اور کوئی حیرت کا نشان ہی کیا۔

☆ ☆ ☆

گروہی کے چہرے پر ہنسنا اور حیرت کے آثار تھے۔ وہ بڑی تپ سے جوہاش کی دکھ بھری کہانی سن رہا تھا۔

اس کے خاموش ہونے پر گروہی ہلا۔

"گوئی بد بخت تھے۔"

"نہیں گروہی۔" جوہاش نے سادگی سے کہا۔

شاہ اس کی شکل ہی نہیں سمجھتا تھا۔

شاہ اس کی شکل ہی نہیں سمجھتا تھا۔

گروہی نے اسے گہرا بھر چلائی سے ہلا۔

بھوہو۔ "اتم اوسوں مت کرو۔" جوہا

"خاموشی۔" کوئی کے ہاتھ سے۔

پڑھا تھا پھر پڑھا۔

"مجھے تم سے ایک معمولی سا کام ہے۔ اس کے عوض میں تمہیں دس لاکھ روپے دے سکے ہوں۔"

"دس لاکھ۔" لا۔ "اور تیرے کے لئے۔"

"ہاں۔" لا۔

"کیا تم مجھے جانتے ہو۔"

"ہاں۔" لا۔

"تم میرے ہی جانتے ہو گے کہ میں ایک سرکاری افسر کا لڑکا تھا۔"

"ہو گے۔" لا۔ "اور صاف پڑھنے سے لگا۔" مجھے تمہارے افسر سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہاں ہی تمہیں وہ تین وقت کی روٹی روز معمولی سی تھوڑی سی ہے۔

"کیوں۔" ٹھیک کہہ دیا۔

"ہاں۔" لا۔

"اور میں تمہیں ایک معمولی سے کام کے دس لاکھ دوں گا۔ لیکن یہ تو دس لاکھ ہے۔"

"یہ کہہ کر بڑھنے اس کے بچھری طرف پاتا ہاتھ لایا۔ غلام کا دل اس کی طرف مائل ہونے لگا تھا۔

اس بڑے میں ضرور کوئی ایسا بات تھی کہ اس کی بات ماننے کے لئے مجھ سے سادہ کیا۔

☆ ☆ ☆

بھوہو۔

"ایسا چلو۔" میں تھوڑی دیر میں ہونے لگا آ جا رہا ہوں۔ لیکن انہوں نے کوئی غلام نہ ہو۔

بھی افسر ہو گئے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" بھوہو۔ "تم حکمت کرو۔ اور جلدی آ جاؤ۔" میں بھوہو کو دیکھ رہا تھا۔

"تیرا بھائی آ جاؤ۔"

بھوہو نے ان بات کی سر ہلا۔

عجیب بو

رضوان نقوم۔ راولپنڈی

جب ہم تینوں چھت پر پہنچے تھے تو وہاں یہ منظر دیکھا
تھا۔۔۔ کہ ایک دیسی ہتلی عورت جو کہ شکل و صورت سے
حمین ذاک نقشہ کی مالک تھی، اس کی آنکھیں مسلسل اس طرح
کھوم رہی تھیں جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔

ایک بوڑھے کی اپنی زندگی میں جتنی آنکھوں کی سوانح افسرت تھی داستانِ حیرت

قانونین گری ایہ کہانی ایک ایسے بوڑھے
میں چمکی ہے جو اپنی عمر کے زمانے میں موجود
ہمارے کے خیر شاہ ہیں اور میں جس سے پہلے گروں
کی لیا ہوتی تھی سفیدی کرنے والے چچے سے وابستہ
تھا۔ چچا نے مجھے یہ کہانی 1980ء میں اس وقت سنائی
تھی جب وہ اتفاق سے میرے گھر میں سفیدی کرتے
آپا تھا۔ جو اصل اس بوڑھے میں چچا نے میری امدادی
نظمیں چورواؤں کہتوں کے بگڑے ہوئے دیکھے تھے تو
اس نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ”ہاؤ کی آپ کا“ گی
کہا تھاں نہ سے عاشق ہے؟“

میں نے جواب کیا تھا۔ کہ میں ”ڈراؤنی
کہا تھاں“ چڑھائی نہیں لکھتی گی ہوں۔ ”اس پر اس
بوڑھے میں نے کہا تھا۔

”میں آپ کو اپنی زندگی میں جتنی اپنی آنکھوں
دیکھی ہوئی افسرت تھی کہانی سنایں گا کہ آپ حیرتوں
دعا میں کے گھڑ آپ وہ کہانی سننے پر سے دلہن کے
لے لکھیں کے کو وہاں سے ضرور پہنچ فرمائیں گے“

میں نے اس سفیدی والے سے کہا تھا کہ ”تم
جی اچھا کے روز میرے گھر آ کر مجھے آپ جتنی
سنائیں اس نے حاتی بھری تھی اور مجھ کو ایک حورارت

کے وقت میرے گھر آپا تھا۔ چچے وغیرہ سے کارا ہوں
کراس نے اپنی کہانی میں بیان کی تھی۔

”میرا نام تیرہ دہائی ہے لیکن یہ بچہ کر چھا پڑ گیا
ہے۔ ہم ہدی ہتھی“ گئی ”سفیدی کرنے والے چچے
سے وابستہ ہیں۔ میرے مرحوم باپ کا نام پیرانی تھا۔ وہ
اپنے زمانے کا بڑا مشہور چٹا ماسٹر، گئی سفیدی کرنے
والا تھا۔ وہ لوگوں کے گروں میں جا کر سفیدی کیا کرتا
تھا۔ جتنی مجلس وقت اس کے بہت سے گاہک اپنے
گروں، کونچوں میں سفیدی چٹا کے ساتھ رنگ وغیرہ
آکھا کر لیا کرتے تھے اس لئے میرے باپ نے ایک
بھورنگ سار جس کا نال کوہی رام تھا کو اپنے ساتھ
رکھا ہوا تھا۔ یہ نو جوان اپنے کام میں جا گیا اور تیرہ کا
کرنے والا مشہور تھا، خاص طور پر اس کی یہ بات جڑی
کابل حریف تھی کہ اس کے چھ کے گاہکوں رنگ میں
مٹائی کے ساتھ ہنگ بہت اچھی تھی یہ مختلف رنگوں کے
تیل سٹل سے اپنے لیے زچ میں پٹیا کرتا تھا کہ وہ کچھ
والے سہا تھا اس کی تعریف ضرور کرتے تھے۔

میرے باپ نے شاہ وہاں ہادی ایک مارکیٹ
میں چھوٹی کی دکان کوئی ہوتی تھی جس کے پورا پر کچھ ہوا
تھا کہ میں کئی کرنے والے رنگ سبز اور لپٹا ہوتی

کرنے والے کی سہولت موجود ہے۔ شاہ شاہ دکان
ابھی چلا کرتی تھی۔ میرے باپ نے مجھے توادری رام
کے ساتھ رنگ و روغن کا کام سکھایا اور اس کی مدد کے لئے
اپنے ساتھ رکھ لیا ہے۔ میری عمر اس وقت 165
سال ہوگی۔ اس زمانے میں سفیدی کرنے والے حدود
کوڑھائی روپہ پندرہ لاکھ کرتے تھے۔

ایک دن ہماری دکان میں ایک لڑکا ہاتھ بڑھا
فحش پرانی سی سائیکل پر آیا اور اس نے لہکے بارے
میں پوچھا۔ میں نے اسے بتایا کہ وہ نماز پڑھنے گئے
ہوئے ہیں، آتے ہی ہوں گے۔ اس نے مجھے کہا
کہ چلو میں تمہاری دیر انتظار کر لیتا ہوں پھر باتوں ہی
باتوں میں اس نے کہا کہ۔۔۔ "بیٹا، میری ماں نے
اپنے گھر میں سفیدی اور گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں کو
چونٹ کر دیا ہے۔ تم دروازوں سے ساتھ چل کر اس کا ہونٹہ کو
چونا اور رنگ پر لکھا خرچہ آئے گا اور کام میں کتنے دن
لگیں گے؟"

ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہی رہا تھا کہ اس
دوران لالہ لڑکا چڑھ کر آگئے تھے۔ اس بوڑھے کو وہ اتفاق
سے جانتے بھی تھے، ایک جلیک کے بعد انہوں نے اس
بوڑھے سے کہا تھا۔

"تمہاری ماں بہت عرصہ بعد اپنے مکان میں
سفیدی اور چونٹ کر وادی ہیں، خبر مت تو ہے؟"

اس پر اس بوڑھے نے بتایا تھا کہ۔۔۔ "بہن
سے ماں کی بڑی بیٹی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ
آدی ہیں گھر کی حالت بہت خراب ہے، اس کے دو
وجہ بہت پیلے اور پیاسے ہیں، وہ درحقیقت سنورنا اور
اپنی پیاس بجھا چاہتے ہیں۔"

اپنے مجھے اپنے ساتھ لیتے ہوئے اس بوڑھے
کو کہا تھا، تم اپنی سائیکل پر گھر پہنچو، ہم پیچھے آتے ہیں۔

ہم جب تانگے پر چڑھ کر اپنی منزل پر پہنچے تو
لہائی میں تین منزلہ گھر ایک حویلی نما مکان ہمارے
سامنے تھا جبکہ اس کے دروازے پر اجڑا ہوا دروازہ
تھک چکا تھا۔

ہم اس گھر کی حدود میں داخل ہوئے تو وہیں عجیب سی
خوست، سیٹین اور پراسراریت کا ماحول پایا۔ لیکن منزل
جہاں سے لڑکائی شروع ہوئی تھی وہ بالکل دیرینہ، آج
بے روزگاری تھی۔ اسے یاد کیا تو ہمارے سامنے غریبی کی
منزل کی جانب جاتی میزبوں کا طویل سلسلہ تھا، ہم اس
پر قدم بہ قدم چڑھتے ہوئے دوسری منزل کے پیلے
گھر کے میں پہنچے تو وہ خالی تھا۔

"لگتا ہے کہ یہاں لوگ نہیں رہتے؟" ابا نے
اس بوڑھے سے خود ہی سوال کیا تھا۔

"ہاں، بس اس گھر کی مکانیت صرف وہ افراد
ماں اور مجھ پر مشتمل ہے۔"

"تو کوئی کاروبار کیوں نہیں دیکھ لیتے؟"

"وہ بی، کئی وجہ اسے گراہی پر چڑھانے کی
کوشش کی لیکن پانچیس کیوں اس مکان میں کوئی کرشمہ
داخل نہیں آئے کو تیار نہیں ہوتی، میرا خیال ہے کہ اس
مکان کی بڑی ہوائیں ملتی ہے۔" اس بوڑھے نے بڑا
چونٹا ہونے والا جواب دیا تھا۔

"نہ بڑی ہو اسے تمہاری کیا مراد ہے؟" لہانے
اس سے حیرانگی سے پوچھا تھا لیکن وہ چپ رہا تھا۔

پھر ایک کردار یا تھا، وہ بھی خالی تھا۔

جب ہم تیسرے پورے گھر کے میں پہنچے تھے تو
وہیں خاصا اندازہ ہوا کہ گھر کے میں کئی چار پانی پر ایک
انہی خاصی عمر کی بڑھاپا بیٹی تھی، ہم نے اسے غور
دیکھا تھا، بیٹیا اس کی عمر اس وقت 90 کے لیے میں
ہوگا۔ عرف جیسے سفید بال اور اس پر جمروں ذرا
چہرے پر چٹکی لگی اعلیٰ روٹی کی مانند تھیں۔

"ماں، یہ سفیدی کرنے والے شریفی ماسٹر
صاحب آگئے ہیں۔" اس بوڑھے نے معمول کے لہجے
میں ہٹ کر چلائے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا سنو، ابا، ذرا باور پتی خانہ سے سوم بی
لے آؤ، وہ لاکھ چلی گئی ہے۔ پھر من سے بات کرتی
ہوں۔" اس بوڑھی عورت نے آہستگی سے کہا تھا۔

(ماں درحقیقت ہندو تھیں میں بھی کونجے ہیں۔)

ابھی وہاں صبح ہوتی لے آیا، اسے چلا آیا تو اس کی
دکان میں وہ بڑھاپا اور بھی چار سو لاکھ لگنے لگی تھی۔ جب میں
نے دیوار پر اس کا سایہ دیکھا تھا تو مجھے بات ہے، مجھے
خوف آئے گا تھا۔ یہ حال تھوڑی دیر بعد علی آگئی
تھی۔ سب کچھ بھول ہو گیا تھا۔

میں اور لالہ سارے گھر کے کام و خراجات اور کام
اہمیت سمجھ کر لایا جاتے تھے۔

"آپ نے گھر کی حالت تو دیکھ لی ہے۔ سچی
گوری ہے، برسوں ہو گئے ہیں۔ اس کی چھت،

دیواروں، کھڑکیوں، دروازوں کو چونا اور رنگ و روغن کو
دیکھتے ہوئے۔"

"ہاں، جیکم صاحب! فکر آ رہا ہے لیکن ابھی میں
نے اس گھر کی حالت سرسری دیکھی ہے۔ یہ بابا میں مجھے
لڑکے سے کچھ طرح کا کام دکھا دیں تو تب ہی ممکن
ہوگا کہ میں کچھ متوں میں آپ کو دکھاسوں۔ کہ اس
کی سفیدی اور چونٹ بیل کتنا عرصہ لگے گا اور سی بات
روزی کی تو وہ آپ جو چاہیں گی، لے لوں گا۔"

"نیکو، بھائی! ہم کسی کا حق نہیں مارتے۔" اس
وجہ سے فوراً سی بات کاٹی گئی۔ "تم اس کی پروا نہ
کرو، ہم جس بیمار یا پورا حق دیکھ گئے۔"

لہانے مجھے کہا تھا۔ "بیٹا، تم جیکم صاحب کے پاس
نہیں، بلکہ وہاں کام لگنا ہوں۔"

ماں نے میں ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا تھا
لیکن کچھ یہ لہا کا حکم تھا، لہذا میں نے اس کی تعمیل کی
تھی، اور حقیقت میرے لہا بہت سخت مزاج تھے، وہ
میں جو چاہتے تھے، اس کی تعمیل جلد سے لے آ لیتا
تھیں۔

میں اس بڑھاپا کے پاس بیٹھا رہا تھا اور میں نے
ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے سے یہ اعتدال لگایا تھا کہ وہ
انہی کی بہت ابھی اور اتنی مرید ہوئے کے باوجود
ان کی قوت گویائی اور ساعت ابھی حالت میں تھی اور
لکھتے دیکھ کر خوف کی حد تک کم ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ابا اس بوڑھے کے ساتھ کام

دیکھ کر کہنے لگے تو انہوں نے اس کی جھٹک کر کہا تھا۔
"جیکم صاحب! گھر کے دروازوں کی حالت بہت
ناگوار ہے، ان کی سفیدی اور چونٹ کے کام میں کم از کم
تین سو روپے لگنے کا لیکن بھر پور ہے کہ آپ پہلے دیواروں
وغیرہ پر جو جگہ جگہ سے پسترا لکھا ہوا ہے، اسے لوگ
کہہ دیتے ہیں، اس سے سفیدی اور چونٹ اچھا ہوگا۔ وہ بچے
آپ کی مرضی، جیسا آپ کہیں گی، وہی ای کر لوں گا
اور بھلا، یہ سنوں بھائی کی؟ کچھ پیٹے ہوئے لڑکی ہیں،
کون پسترو وغیرہ کے لئے سفیدی ضرور لگے گا لیکن ان
سے کام لے گا؟ آپ ایسا کریں، مجھے سفیدی کی
دیواری طبعاً دوسری ہے، میں اپنی عمر میں آپ کا پو
کام کروا دوں گا اگر آپ کو کچھ پتہ چاہتا ہو تو؟۔۔۔ لہانے
انہیں مشورہ دے ہوئے کہا تھا۔

"میرے جیسا سفیدی کی بات نہ کرنا تم میرے بچے
کی طرح ہیں، وہ بچے کی عمر میں ہی اچھا بچہ لیکن ساتھ
نے مجھ سے کوئی بڑی بات نہ کہی ہے، تم ایسا کرو نہیں بلکہ
سے دراز ضرور لگے لئے جتنی پیسہ لینا چاہو، لے لو کہ
میرا کام کروا دو۔ یہ مجھ پر ہی تہہ صحت ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں، جیکم صاحب! آپ بتائی ہیں کہ
جگہ ہیں، میں آپ کا کام کروا دوں گا، وہ پیسے میں نے
پیدا کر لیا ہے کہ پسترو صرف بیچنے والا لکھتا ہوا ہے، ایک
دو دن کا کام ہے۔"

لہانے نے وہ پسترو لگا کام بہت اچھا اور سستا
کر دیا تھا۔ اور پھر جو پیسے اس نے ہمارا اس میں سے
بوڑھے سنوں یا ان کے ذریعہ گھر کی مرمت پسترو وغیرہ کے
واپس لے لئے تھے، اس میں سے آدھے سے ذرا بچا کر
واپس لئے تھے تو اس میں بہت خوش ہوئی تھی۔

لہانے تیسرے دن مجھے اور گوری رام کو بچے
ساتھ کام میں لگا لیا تھا۔ لہجے یہ ہوا کہ کئی منزل سے
سفیدی اور چونٹ کا کام شروع کیا جائے، میں پہلے لیکن
پھر تباہ دیواروں کو صاف کرنا، پھر دیواروں پر سفیدی
کرتے اور سب سے آخر میں توادری رام چھت کرنا

کام چڑی تیزی سے جاری تھا کہ ایک روز اچانک کام کے دوران لبا بیز کی پھسل جانے سے ٹکر گئے تھے۔ ان کی کمر میں کچھ اس جوتے آئی تھی کہ وہ کام کے جامل نہیں رہے تھے اور انہوں نے اپنی جگہ ایک ہندو کام کرنے کے لئے ڈالیا تھا جس کا نام مدھو سنگھ تھا اور پھر وہ ابا کی جگہ دیواروں پر سفیدی، چوڑے کی کوئی کچھ بھرنے لگا تھا۔

ایک روز کام کے دوران مدھو سنگھ نے مجھے کہا تھا۔ "یار" مجھے کچھ ٹھنک آتی کہ اسے بڑے گھر میں صرف مدھو سے رہتے ہیں، یہ گھر بڑا پر اسرار ہے۔ مجھے تو جیسا لگتا ہے جیسے اس مکان کی اوپر والی خالی منزل میں جی کوئی رہتا ہے۔"

"تو یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہا ہے؟" میں نے سوال کیا تھا۔

اس نے جواب دیا تھا کہ "میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ وہ کسی کے چلنے کی آہٹ سنی ہے۔" "نہ وہ، ہاں، حیرانہم ہوگا، اچھا خیر اگر یہی ہے تو بڑے طریقے سے میں یہ وہ منزل چلا سے جانتے گی کوشش کروں گا۔" میں نے گوارہی مام کی بات کے جواب میں کہا تھا۔

"شام ہوئی تھی تو ہم نے دیواروں کا کام ختم کیا تھا اور اچے گھر کے کپڑے پہنے کے علاوہ رنگ اور چوڑے سے بڑے بڑے رنگوں کو جیسے کو صاف کیا تھا۔ اسی دوران میں جب منزل چلا میرے پاس آئے تو میں نے ہاتری ہاتری میں ان سے پوچھا تھا۔

"آپ یہاں رہتے ہو؟ گھر میں وہ بھی انسان رہتے ہیں یا کوئی تیسرا بھی ہے؟"

انہوں نے صیغہ سا غصہ اپنے ماتھے کی لکڑوں میں نمایاں کیا تھا اور مجھے خود سے ڈانٹتے ہوئے بولے تھے۔ "جی، اچے کام سے کام نہ کرو، جیسے پہلی ذاتی زندگی میں دھم دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔" میں اپنا منہ لے کر رہ گیا تھا ہر انہوں نے مجھے ہتھکڑی کی جوتی کے لئے توڑا تھا۔

نہیں جانا اور ہاں، جسب ہکی دو منزلوں کا کام ہو جانے کا تو نہیں کم ملا کم دو دن پہلے مجھے اس کے بارے میں بتا دیا تھا۔

گلی بات ہے، مجھے ان کی یہ منطق بالکل عجیب لگتی تھی۔ اور میں جب کام سے فارس ہو کر گھر گیا تھا تو وہاں میں نے چادر پانی پر لیٹنے، چٹاؤں سے کراچے لبا کو لٹا تھا۔ "مجھے اس گھر میں خوف آتا ہے لہذا میں آئندہ وہ کام کرنے نہیں جاؤں گا۔"

لہانے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا تھا۔ "اگرے کم بخت، میں نے اس مکان کا ٹھیک لیا ہوا ہے، زبان دی ہوئی ہے۔ ارے یہ خوف عقل کے کپے، میں نے یہ کام گوارہی مام سے ٹھیک کر لیا ہے، اگرچہ کہ وہ بیٹھتی پر کام کر رہا ہے لیکن میں اس سے اپنا حساب لگا چکا ہوں تھا۔" میں نے کہا کہ وہاں کوئی اور ہی سایہ ہے یا وہاں کوئی تیسرا بھی ہے، ہم نے تو جیسا دیا ہی مزدوری کرتی ہے، کسی تو اپنی بچکانہ فطرت اور ڈر کو بڑے اصل اور کل سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کام پر جا اور ہاں، یہ بات بھول کر بھی اب آئندہ ان کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ دونوں بدک کر ہمارا گناہیں گے۔

☆ ☆ ☆

دو دن بعد میں نے منزل چلا سے کہا تھا کہ مجھے چند گھنٹے کے لئے بلا آرام چاہئے۔ اس دن اتفاق سے شاہ جیوں پور کے ملازموں میں کسی وجہ سے تمام دکانیں بند تھیں۔

منزل چلا نے کہا تھا۔ "بلا آرام دھم سے پاکیا سوجھو ہے لیکن وہ سب سے اوپر والی پھت کے اسٹور میں ہے اور وہ تھوڑی دور سامان میں پھنسا ہوا ہے کہ اسے نکالنے کے لئے کم از کم چار آدمی درکار ہوں گے کہ ایک پہلے گواہ سے دوسرا سامان نکالنا پڑے گا۔"

"تو پھر کیا پرگرم ہے؟" میں نے اڑتے ہوئے کہا تھا کیونکہ انہوں نے جس خورجیہ کہا تھا کہ وہی منزل میں کسی قیمت پر نہیں نکالے بغیر نہیں جاتا۔ منزل چلا نے ایک لمحے کو کچھ سوچا تھا اور پھر کہہ

دیا کہ وہ باہر آئے ہیں کہ لبا کا کام ہو، پانچ روز سے تو اس نے جیسا نہ دیا، یہاں تک کہ اس کو گھوٹ مام کو دیا تھا۔

تو دوسری جانب منزل چلا کی بڑی بوجھوری سن رہی تھی وہ بیٹھ کر جھٹ سے بیٹھ رہے تھے یہ سن کر انہیں ہمت کی۔ دوسری طرف میرے پاس ان دنوں بدن ہنر پرچہ سے حوصلے کا ہوتے تھے ان کی تریس خلاف قوتیں بڑے سہ (دولہ) ہوتے تھے اور پھر ایک دن ہڈی لیکن انہوں نے مجھے نصیحتی خود پر دوسری منزل پر اپنے پاس پناہ کر لیا تھا۔

"یہاں گھر میں آجے جی کوئی مام نے بتلایا ہے کہ تمہارے پانچ بڑے گھسے کی جہ سے تیرے تھے باب من کی حالت بہت بری ہوئی ہے اس کو بڑے سٹوں چلا نے مجھے اس بارے میں بتا دیا تھا۔

جیسا میں حائف کرنا، بہنو پہلے ہی والی ذمہ داری کے ایک عذاب جیسے احسان میں چکا تھا۔ خدا ہمیں موت بھی آسانی سے ٹھنک دیتا۔"

"جی آپ تو بہت محبت کرنے والی ہر گز خاتون ہیں، ہذا آپ کو ٹول لیا نکال دے۔" "نہو کی کی خوشیوں پہننے کی ضرورت ہمارا ہے جیسا خدا ہمیں ایسی موت ملی نہ کی دے میرا کہا ہے جیسا، میرا سوا سے اس گھر کے اس کو نے میں بڑی بیانی کی صحت اور اپنی موت کی دعا مانگ رہی ہوں۔ خدا میری بیٹی پر رحم فرمائے۔ دعا کرو، اس بے قصور کی سزا کی طرح ختم ہو جائے۔"

انہوں نے جب اپنے حواس سے یہ بھلا دیا کہ تھے کہ خدا میری بے قصور بیٹی کی سزا ختم کر دے۔ تو میرے کان کڑے ہوئے تھے اور پھر میں نے ہمت کر کے پوچھا تھا۔ "یہ آپ کی بے قصور بیٹی کی سزا والی بات سے کیا مراد ہے؟"

میرے سوال پر لیں انہوں نے پہلے تو جب نکالی تھی۔ اور پھر انہوں نے بات اٹاتے ہوئے مجھے کہا تھا۔ "تم اسے ابا کا دعویٰ کی طرح سے سنا دھم سے اچھے ڈاکڑ سے گراؤ، ہذا تم اس کے لئے شہرے کی گزرت

پہنچے ہوئے لے گئے۔" پوچھا کہ نہیں یہی مدد کے لئے لپکاؤ۔" "جیسے آئے اور ہم جیوں دو سے ان سے پیچے بڑھیاں چڑھا رہے تھے۔ جب ہم دوسری منزل کی سڑک کی آخری سڑک پر پہنچے تھے تو انہوں نے ہمیں ایک کھلے سے مدد کے لئے کہا تھا۔ "کو پورہ اور علی لہا لہا۔"

دوسری منزل پر پہنچنے کی بڑی تھی۔ "کو پورہ اور علی لہا لہا۔"

میں نے یہ سول لٹا تھا۔

"تم یہاں مزدوری کرنے گئے، شاید ہمیں کوئی نہ ہو۔"

"معاذی چاہتا ہوں بڑو کہو۔" گوارہی مام نے فوراً ہائی لائی کی۔

جب ہم خیر محبت پر پہنچے تھے تو وہاں یہ منظر دیکھا تھا۔

کہ ایک ایسی بچی گورت جو کہ کل، صورت سے صحت اگ لٹائی، بالک تھی، اس کا ذہن بھی بڑا تھا

قادر و بڑی خاموشی سے لیکن بے چینی کے عالم میں ہمت پر لیٹنے والے اور میں مسلسل یوں پکڑ گئے

باری میں بیٹھ کر کوئی غریبی والی سٹوں کے پاؤں میں لگی ہوئی اور اس کی آنکھیں مسلسل اس طرح کھول رہی تھیں

جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔ ہم نے اس پر ایک پر زنی لگا دی اور میں نے چلا کے ساتھ اسٹور کے اندر

گھس گئے تھے اور وہ وہاں سے پہلے وہ سامان نکالنا شروع کر گیا تھا جس میں دارم چلا ہوا تھا۔

منزل چلا، گوارہی مام اور مدھو سنگھ اسٹور کے اندر تھے جبکہ میں ابھر تھا اور پہانے پہانے سے اس محبت کی جانب دیکھ رہا تھا، وہ بیٹھتی بڑی پر اسرار ہی لگ

تی تھی وہ ایسی کیوں تھی۔ یہ سوال میرے تجسس کا باعث بن رہا تھا لیکن گلی بات ہے کہ میری محبت ٹھنک پڑی تھی کہ میں منزل چلا سے اس پر اسرار فوٹ کے

کرنے کا حکم تھا کہ وہ کسی کو مشہور کرے اور اکثر مغل سے ایسا کا علاج کر دے وہ ہمارے میں بیٹھا ہے وہاں جانے کے لئے سونگاری کا بندہ بہت کم کر دیا گیا ہے۔

اب ہر چیزوں نے منوں بابا کو غم دیا تھا کہ وہ میرے بابا کے اچھے علاج کے لئے غوری اللہ مات کر گیا اور ان کے غم کے مطابق منوں بابا نے اب ان کو خصوصاً طور پر کرائے کی سونگاری میں بدھ پار لے جا کر ڈاکٹر داخل کر دیا تھا جو آخر ہمارے گھر آکر رہا تھا، اس نے مجھے اور منوں بابا کو ایک طرف لے جا کر صاف صاف بتا دیا تھا کہ سونگاری سے کرنے کی وجہ سے اس بابا کی کمر کے دوسرے مغل طور پر فوت چکے ہیں۔ اب ان کا علاج کوئی نہیں، صرف موت کا انتظار ہے۔ بقدر میں صرف اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ ان کے لئے دوا کر دوں۔

ڈاکٹر کی اس بات سے مجھے بڑی وقتی اذیت ہوئی تھی اور پھر اپنے گھر کا کام ختم ہونے، ہمارے مغل ختم ہوجانے کے باوجود ماگن اس نے صرف میرے دل کی تکی کے لئے شہر و شہر اچھے ڈاکٹر بھیجے، میں سے اب کا مہنگا ترین علاج کروا لیا لیکن ڈاکٹر داخل کا کھانچ ثابت ہوا کہ... اب کا علاج صرف موت ہی تھی۔

ابا مر گئے۔۔۔۔۔ ان کے مرتے ہی ایسا لگا جیسے ہماری زندگی کے سلسلہ میں مدد جزو آ گیا ہو، میں اپنے لیکن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، ہماری امداد ہوئی، بھو پر آگئی تھی۔ زندگی میں آگے اندر میری بھرا رہا لیکن خوش قسمتی سے یہ پریشانی و تن کا بہت ہوئی۔ بھائیوں کو اب کی فوجی کے چند روز بعد وہ اہل ماگن صاحب منوں بابا کے گھر سونگاری میں چمک کر ہمارے گھر آئی تھیں اور ہماری بہت سی زیادہ مال و مال کی تھی۔ وہ جانے سے پہلے میری میں سے سالی بکتے ہوئے ہوئی تھی۔

میں تمہارے خاندان کے کامل ہیں۔ لاش و ہم ہر شہر میں کھاتے گھر نے موت کے لئے نہ لیا ہے۔

تمہیں نے اپنا بدلتے ہوئے گھر سے بھی سالی آگئی تھی۔

میں تمہارے نیک باپ کی بلا جیہ موت ہوئی۔

تمہیں اہل اس میں آپ کا کیا دل ہے۔ ان کی موت آئی ہوئی تھی، آگئی اور دیکھئے بھی ان کی صورت حال طانی عہد پر سونگاری سے کھینکے کی وجہ سے ہوئی۔

تمہیں بیٹا، سچ پوچھو تو تمہارے باپ کو ایک بار بدھ گھر نے ہم سے دشمنی میں دھکا دیا ہوگا۔

ماگن نے یہ جواب کافی دنوں سے گھر ہی باتیں کر رہی ہیں، میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہی ہیں، اب آپ کے گھر میں کوئی اور پکی مغل ہے اور آپ سے یہ کیوں کہتی ہیں کہ خدا ہمیں موت دے دے اور میں نے آپ کے گھر کی تیسری منزل پر ایک پریشان حال، یہ لیکن موت نہ دیکھی ہے آخر ہمارا کیا ہے؟

ماگن اہل میرا سوال سن کر ایک غصہ سی سانس لینے کے بعد بولی تھیں۔ "بیٹا تیسرا لہرینہ حاصل ہمارے گھر کی خوشحال کا کامل کوئی ایک نہیں، کی کہ وہ جس لیکن میں نہیں اس گھر کی بربادی کی کہانی اپنی اپنی تھیں سنا سکتی، اس کی بکھڑ جوت ہیں۔"

میں نے پوچھا۔ "لیکن کوئی وجہ بات ہیں؟"

جواب آپ اپنے گھر کی کہانی سنانے سے گریز میں ہیں۔

تمہیں چنانچہ کچھ مردوں اور ناٹوں کا فرق اللہ تقدس والی مجھوری ہے جو میں نہیں تمہارے دل کے اندر اچھے والے سواات کا جو اب نہیں دے سکتی، تم میرا کہہ کر میرے گھر کی کہانی اور اپنے باپ کی موت کا کارن منوں بابا سے سن لیتا۔"

"منوں بابا نے تو مجھے ایک بار یہاں سوال کرنے پر ڈانٹ دیا تھا۔ وہ تو مجھے کچھ نہیں بتا کی گئے۔" میں نے فوراً ہی کہا تھا۔

"بیٹا، میں منوں بابا کو کہوں گی کہ تمہارے قہس کو دور کر دے کیونکہ سب وقت کا خانا کچھ میا ہو گیا ہے کہ تمہیں اس گھر کی حقیقت بتا دی جائے، کیونکہ میرا خیر گھر نہیں کرنا کہ تمہیں اس گھر کی بھانجک کہانی نہ ملنی جائے جہاں تمہارے ابا کی موت ہوئی۔ تم کل صبح آؤ، منوں بابا تمہارے دل میں اچھے والے سواات کا

جواب ایک کہانی کی صورت میں گئے۔"

دوسرے دن صبح کے وقت میں ماگن اہل کے مریض میا تھا، منوں بابا نے مجھے خفا کر منوں بابا کو آواز دیا تھا، وہ آئے تو منوں نے مجھے لکھا تھا۔

"خیر مل رہی، تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ موت نہ دے، میں یہ کہیں صاحب کے ساتھ چائے پانی کروں۔"

چائے پینے کے بعد منوں بابا نے مجھے ادب سے منوں کی جانب آ جانے کا اشارہ کیا تھا، میں جب ان کے ساتھ موت پر پہنچا تھا تو وہاں اس عورت کو ایسی مغل بہت تھیں، دیکھا تھا۔ اس کے چلنے قدموں میں ایک لمبے کے لئے بھی توقف نہ تھا۔ میری ماگن اس عورت کے خفا احوال سراپے کا خوف کر رہی تھیں کہ منوں بابا نے میری توجہ اپنی جانب منہ دل کرتے ہوئے کہا تھا۔

"پہلے تو میں تم سے اپنے اس گزشتہ روز کی سالی انا کہتا تھا، جب میں نے اس کا انتظار کیا کہ... تم میری لائی دیکھی میں دہل نہ دو۔"

میں نے کہا تھا۔ "منوں بابا، آپ میرے لئے پہلی حزم ہیں، اب اس بات پر چیمات نہ ہوں۔"

خفا لہا کچھ دیر کی خاموشی کے بعد مجھے نے "بیٹا، میں لیکن کثرت بر اس گھر کے تاریک کھول سے بدو نہ لانا تا لیکن ماگن کے حکم نے مجھے، الی لیکن کھولنے پر مجھ پر کیا ہے۔ بیٹا، یہ جو سنا ہے گھر میں ہر گھر اور اس مغل کی خاموشی کو کہہ کر ہے، لہذا پہلے یہ باتیں نہ کہیں۔ یہ تو بہت شروع پچھل، اہل لہا پہلے ہی گھر یا خیر لڑکی تھی اور اس گھر میں تو فوجی رہ گئی تھیں اس لڑکی کا نام دانی ہے، یہ کہ کہانیت تو صورت اور دل میں وجود کی مالک تھی، یہ الی لڑکی میں چرچہ کے بعد دوسرے نمبر پر تھی، وہ ان مغل سے پہلے... ان کے باپ سے سنا تھا لیکن کی کل مغل میں ہوا کہ جوانی کی حدود کو چھوٹنے سے پہلے ہی ہر گھر کی تھیں۔ ہر حال میں گھر میں نہیں لیکن بھائی

دہا کرتے تھے، جن میں بھائیوں میں اس کا باپ بیٹو انا لیکن سب سے بڑا تھا، دوسرا بھائی بھائی بھائی سب سے بڑا تھیں، میں نے بھائیوں کی مغل کی مغل سے اپنے مغل سے اپنے مغل کی مغل کی مغل میں کے بچے مغل سے ہوئی تھی، انہوں نے بھائیوں اور بھائیوں میں اتفاق بہت تھا، یہ ہی وجہ تھی کہ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میرے بھائی کی شادی بائیس میں کر لیں گے اور پھر یہی ہی ہوا تھا۔

پروین نے جب اچھا اسے کہا تو اس کی شادی مغل سے ہوئی، بیکر دانی کی شادی اس لئے مغل ہوئی تھی کہ اس کا بھائی مغل، اگلیں میں چڑھ رہا تھا۔ اسی دوران میں مغل پدیہ کے سر کو بے میں اچھا مغل مکان لے گیا تھا، لہذا پروین کو وہاں جا کر اچھا دھروانی بننے میں اپنی تعلیم کو جاری رکھا تھا۔ اس کو تعلیم حاصل کرنے کا جنوں کی حد تک شغف تھا، وہ ہم اسے کرنے کے بعد کسی کارج میں بگڑ رہا تھا، وہ مغل اس سے محبت کرتا تھا، وہ ہمارے غیر (بھائی) سے اس کو نہ صرف محبت دے لکھتا تھا، بلکہ بھیجتا تھا۔ مغل اپنے بھائیوں میں ہر باپ کی جتنی اور گزشتہ گھر۔

اس گھر کے تمام بھائی اچھی مغل اور خوشگوار زندگی گزار رہے تھے۔ ہر حال میں خاندان کی بربادی کا آغاز کچھ اس طرح ہوا تھا۔ کہ ایک دن مغل کی لیکن پروین کا خط بھیجے ہے آگیا کہ وہ شاہ جہاں پہنچا ہوا ہے۔ مغل اس کے اہل اولاد نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے پہلے میں سالیوں میں بہت سے نو گئے ڈاکٹر کی، مغل علاج کے تھے لیکن سب سے لاکھ و ہوا تھا۔ لہذا دوسرے کی کوئی سالی نظر نہیں آ رہی تھی، دوسری جانب اس کی سالی ہر خاندان سے ملنے تھے، اچھے تھے۔ پروین نے خیر طور پر مجھے اس لڑکی میں لکھا تھا کہ "میرا خاندان میری ہے، لہذا اس کے بائیں سالی ہوا تھا ہے مجھے کسی نے مشورہ دیا ہے کہ شاہ جہاں ہر میں ایک کر تھی تو یہ کہنے کرنے دے دے، مغل اس سے ملوں وہ لڑکے مسئلے کے بارے میں بہت مشہور ہے، اس کے علاج سے کوئی نو گھر کو خاندان حاصل ہوا ہے، میں

اس غرض سے مکرر پانچ ہوں۔"

پانچ چپ شادیاں جو اپنے مکرر آتی تھیں
کے مکرر انہوں نے ابتدائی طور پر اس گرجن مال کے
بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں پتہ چلا کہ اس
مال کے مالک کے باعث بہت سے بے لاد و جزدان
کے ہیں بچے پیدا ہوئے ہیں۔

یہ زمین کے مالک نے اپنی بیٹی کو اجازت
دے دی تھی کہ وہ نہ کوہ و کرچوں مال کے پاس چلی
جائے۔ بے یہ ہوا تھا کہ یہ زمین کے ساتھ لیں جائیں
کی لیکن اس روز اتفاق سے انہیں پیادہ ہوئی تھیں وہ اس کی
جگہ پر زمین نے رانی کو کہا تھا کہ تم میرے ساتھ چلو۔

یہ زمین اور رانی جب اس گرجن مال کے پاس
پہنچی تھیں تو وہاں چھل پڑی کہ یہ زمین کی لگا ہوں کے
ساتھ ساتھ صاف کرے بد شکل چمک زدہ کالی سیاہ رنگت
وہاں ہرگز کڑاؤ کی موجود تھا وہ شکل و صورت سے عورت
پرست قسم کا لگ رہا تھا۔ اس نے یہ زمین کو کہا تھا کہ وہ
اسے یہاں سڑنوں کا تانے کا جس کی بدلتا اس کے ہیں
لو لاد نہ ضرور پیدا ہوگی اور وہ بھی جزدان ہیں اس کی
قیمت اسے پیسے میں نہیں تھی اور صورت میں وہی ہوگی۔
یہ زمین نے یہ پٹائی کے عالم میں پوچھا تھا کیا
قیمت؟

اس بد شکل گرجن مال نے رانی کے سر اپنے کا
ہاتھ لیتے ہوئے کہا تھا۔ "اودا ہونے کی صورت میں
اس لڑکی کی شادی مجھ سے کر دی جائے۔"

یہ زمین اس وقت اپنی لاد کی غرض سے اپنی گھر
تھی کہ اس نے مال کی اس بات پر اتنا دھیان نہ دیا تھا
دوسری جانب رانی نے اس بات کو مال کا خالق سمجھتے
ہوئے کہا تھا۔ "ہاں میں تجھ سے شادی کر لوں گی تو
بس میری بہن کی ماں نے کی تھی پوری کر دے۔"

مال نے یہ زمین کو ٹوٹا تانے ہوئے کہا تھا۔
"میری اس شرط کی کسی کو انوں کان خبر نہ ہو وہی مال
خداوند نے چاہا تو تیرا کو کو سے بددھن صورت لائے
یہ زمین نے کہا کہ میں اس سے بددھن کی ہے۔"

اس کی یہ بات سن کر یہ زمین نے اپنے ہر دست
اس زمانے سے لحاظ سے یہ وہ پتہ جب کہ گرجن مال کو
دیتے تو اس نے اسے اپنی گھر پر دینے اور پھر رانی کی طرف
جائے گا اور اس سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم مجھ سے شادی
الے اپنے دوسرے چ کا مروت۔" یہ زمین بددھن کا بھروسہ
بود مال کی جانب سے وہ بددھن کی خوش خبری سن کر پانچ
بہری تھی اس نے مال کے دست سے لگے ہوئے رانی
کے پاس سے الفاظ پڑا اور یہی خبر پڑی۔

اور پھر ٹھیک دس ماہ بعد رانی پانچ کے پاس وہ
خواب و روت چڑھاں بیٹوں نے قسم لیا تھا۔ اور وہ اپنے
سسرال و خاوند اور خاندان میں سرخرو ہو گئی تھی۔ وہ جب
اپنے دونوں فرسودہ و زکوٰۃ کو لے کر شاہ جہاں پور آئی تھی
تو سینہ اسٹیل اور یہ زمین نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس
گرجن مال کو اس وقت کے لحاظ سے جزدان روپے اور
کچھ تھا تک دیں گے۔ اس کام کے لئے انہیں بھی
ساتھ لے گئے تھے۔ ہم جب اس گرجن مال کے کمرے
پہنچے تھے تو وہاں اس نے بڑے دلیرانہ انداز میں کہا تھا۔
"مجھے یہ سب نہیں چاہئے، مجھے تو رانی سے
شادی کرنی ہے۔ وہ مجھ سے بددھن کر کے گئی تھی۔"

یہ زمین صاحب پر دینا اور گھر کے کسی بھی
یہ الفاظ سن کر بددھن نے گھٹا لیا تھا۔

"مہ سنبھال کر بات کر بے غیرت۔" یہ
صاحب نے اسے اسے سننے ہوئے کہا تھا۔

اس نے بڑے آرام سے جواب دیا کہا تھا۔ "آپ
مجھے یہ ملاحظہ کیا، میں نے تو اپنے کام کا معاوضہ لیا
ہے اور وہی بھی تمہاری بیٹی نے مجھ سے یہ دہرا لیا تھا۔
پانچ کو یہ مانتے کھڑی ہے۔"

"کیا کو اس کردہ ہے ہو؟" یہ زمین نے اسے
ٹاؤٹے ہوئے کہا تھا۔ "نیکل انسان، میری بہن کی
ہاں کے بچا کے بیٹے سے بھی ہو گئی ہے۔" اور پھر
یہ زمین نے اپنی بددھن کے دھڑکے سے نکلے ہوئے
اس کے من پر ایک زوردار تھڑسیہ کر دیا تھا۔ اس کے
ساتھ ہی اس نے اور اسٹیل صاحب نے اس کو بہت

اپنی بیٹی
جس میں میری بے غرضی بہت بھی پڑے گی۔
اپنا تمام نوکریں کا کیا حال کرنا ہوں۔" گرجن مال
نے اپنا جھوٹا اور جھوٹا صاف کرتے ہوئے کہا۔ یہ
دھڑکی تھی جس نے اس کی پس میں بددھن کی بھی
پہنچانے والی نے اپنی کسی گرم کر کے اسے ہار
لے لیا۔

مال بہت جلدی انسان تھا۔ اس نے گھر سے کیا
کی ایک بھرے ہاتھ میں رانی کا ہاتھ پکڑ کر لیا تھا۔
جھوٹے ہاتھ کے مطابق شادے کر کے تو میرے
مال کا لگا ہے اور اگر تو نے مجھ سے شادی نہ کی تو وہ
بکریل کے کسی مرد کے قابل نہ سمجھوں گا، وہنا تھا یہ
نوکری۔ "وہاں موجود دکانداروں نے اس کی
پہ چلی کی تھی وہ چلا گیا۔

پھر رانی کی بہت جلدی ہو گئی تھی۔ اس نے
اپنے ہاتھ کو گھٹا لیا تھا۔ "خدا کے لئے سب کچھ
لے لے گا کہ اسے میرے ساتھ بددھن لے گیا ہے۔"
رانی فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آ گیا تھا۔ وہ بڑے
لوہا چمکا کھا شریف انسان تھا۔ اس نے تمام
ہاتھ ہاتھ کے چور و رانی سے شادی کرنے میں
لگ کر بیٹھ کر گئی۔ رانی اور رانی کے گھر والوں
نے یہ بھی لے لیا تھا کہ شادی کے فوراً بعد رانی انگلیز
لگا دے گی، لیکن اسے اس اقدام سے رانی اس شخص
لگا کھا حال سے دور ہو جائے گی۔

رانی کی شادی بڑی جوش و خاشاک سے ہوئی تھی
لیکن جب رات کو رانی کے کمرے میں گیا تھا تو
لیکن کھانے کی اسے ہر محبت دینے کے بجائے
لیکن یہاں یہ لگا لیا تھا۔

رانی نے محبت سے پوچھا تھا۔ "کیا بات ہے؟"
اپنی لگی تھی، کوئی جھگڑا ہوں جو آپ نے اس
لگا لگا کر یہ لگا لگا لیا ہے؟"
بالکل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا لیکن زبان

حسین و جمیل

حضرت جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں۔
میں نے پوری دنیا دیکھی ہے لیکن
مجھے کبھی اسے دیکھ کر نہیں ہوا کہ اس نے
کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین و
جمیل نہیں دیکھا۔

(اکثر مبدلستار - سرحد پکھول)

دولت

۱۔ دولت عزت تو دے سکتی ہے مگر جی خوش نہیں۔
۲۔ دولت شہرت تو دے سکتی ہے مگر سکون نہیں۔
۳۔ دولت مہر تو دے سکتی ہے مگر ایمان نہیں۔
۴۔ دولت خیم ہست تو دے سکتی ہے مگر نیند نہیں۔
۵۔ دولت عین تو دے سکتی ہے مگر بیانی نہیں۔
۶۔ دولت خوشامدی تو دے سکتی ہے مگر بپا
دوست نہیں۔

(عبدالرحیم زحویلا، محمد زحویلا - سرحد پکھول)

سے بگڑتا ہوا۔

رانی نے لگا کر اسے مجھوڑے ہوئے لگا چھا
تھا۔ "کیا بات ہے تم یکدم تنگ سے میرے وجود سے
ٹپک رہی ہو گئے؟"
اب رانی نے آجوتا ہاتھ کوٹھنے ہوئے کہا
تھا۔ "مجھے تمہارے وجود سے کبھی لگا ہوا ہی ہے۔"
"یہ تم کہا کہ اس کر دے ہوا؟" رانی نے روتے
ہوئے سوال کیا تھا۔
"میں کچھ کہہ رہا ہوں رانی۔ تمہارے ہاتھ

رانی تو جیسے جنوں شیر آگئی تھی اس نے رؤف کو
 جھجھکے اور چلاتے ہوئے کہا تھا۔ "دیکھو میں گلاب اور
 اشن جیسی خوشبوؤں سے نہائی ہوں، تم کیسی باگھوں جیسی
 بات کر رہے ہو؟" وہ بری طرح چٹختے چلانے لگی تھی۔
 رانی کیونکہ اسی گھر میں پیدا کر اہی گھر کے
 دوسرے پرورش میں آگئی تھی اس لئے اس کی پیچ پکار نے
 رانی اور رؤف دونوں کے گھر والوں کو بلا کر رکھ دیا تھا۔

سب لوگ چلا کر رؤف کے دروازے پر بہت
 پریشان کن انداز میں پہنچے تھے جہاں بڑا ادب بڑا وقار تھا۔
 بڑی بیگم اور سہنا سہیل نے گھبرا کر رؤف سے پوچھا تھا
 کیا آج تو تمہاری خوشیوں رانی سہاگ رات ہے پھر یہ
 کیا اندھ ہے؟

اس پر رؤف نے بہت باہمی کن انداز میں کہا
 تھا۔ "رانی کے جسم سے بہت بری بد بوی آ رہی ہے۔"
 "بیٹا! تم یہ کتنی بیوقوفی اور عجیب بات کہہ رہے
 ہو؟ دروازے ہو گئے ہو کیا؟" رؤف کی ماں نے اسے
 غصے کے عالم میں ڈانٹا تھا۔

"میں کئی دیر نہ نہیں ہیں، میں یہ بات بڑے
 لڑقے سے کہہ رہی ہوں کہ جس سے بد بوی آ رہی ہے۔"
 رؤف کی یہ بات سن کر بڑی ماں نے جنونی حالت
 میں سب کو دھکا دیا تھا کہ بڑے بڑے کراہیوں کی طرح رانی
 کے چہرہ پر ہانک مار کر دیکھتے ہوئے پہلی تھیں۔

"اے بیوقوف... اس کے جسم سے تو دنا،
 انجن، گلاب اور دیگر چیزوں کی خوشبو آ رہی ہے۔
 رؤف! تم نے کیوں اپنی سہاگ رات کو نکاش دیا کر
 دیکھ رہے؟"

"ابھی نہیں نہیں میں جی کہہ رہی ہوں۔" رؤف سب
 بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

"اچھا ابھی تم میرا کر دیکھو میرے کمرے میں گل
 کو سوا کر اور رؤف مجھے میرا لگتا ہے کہ تم یہ دیکھ رہی
 آج رات طلحہ ہو جاؤ۔" سچ کچھ فیصلہ کر رہی تھی۔

سسرال اور نیکی والے لڑکی کی تصویر سچ ہوئے تھے۔
 اس رات رؤف کو بڑوں کوں نے سمجھا بھی کر رانی
 کے کمرے میں بیجا۔ رانی کے جسم پر کئی جتنی خوشبوؤں
 عطریات کی بو تھیں اسی جتنی تھیں۔ پورا کمرہ خوش
 خوشبوؤں سے مہک گیا تھا، سب کو امید تھی کہ سب کو
 بات میں جانے کی لیکن اس بار بھی رؤف کو رانی پر اسے
 بھرا کٹرگی تھی۔ اس نے بہت عجیب و غریب دلی کیفیت میں رانی
 سے راز سوا کر رکھا تھا۔

"میں تمہیں دل سے اپنی بڑی باتا ہوں۔ یہ جو
 کچھ بھی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود مجھے
 تم سے محبت ہے لیکن میں تمہیں زور و جبر کا حق نہیں
 دے سکتا اور نہ تمہارے ماتھے پر طلاق کا لکھ لکھا
 گا۔" یہ کہہ کر رؤف کمرے سے باہر نکلا تھا جیسے رانی
 کے دل سے نکلا ہو۔

☆.....☆.....☆

رانی تو بیاہی، لیکن بیانی ہی ہو گئی تھی۔ لہذا کوئی
 عورتیں اور بچے بنانے والے اسے آدمی نہیں کاٹنے
 دیا کرتے تھے۔ ان حالات کے باعث سہنا سہیل اور
 عہد انجمن کی لڑائی ہو گئی۔ رؤف وہیں اٹھ کھڑے چلا گیا۔
 خوشیوں گھر سے گھر میں ہوا کی ہے اور سب ڈال گئے۔
 بدین اور اس کے شوہر نے رانی کو جگہ جگہ
 ڈاکٹر، ڈسپنسری، سولہویں، قصبہ گڈے والوں کو
 دکھایا۔ سب نے مشترکہ طور پر یہی جواب دیا تھا کہ
 رؤف کے دماغ پر شاید کسی نے کوئی جادو کر دیا ہے، ورنہ
 تو رانی بھلا ہر میڈیکل جگہ پر غریب ہے جہاں ایک کالاطم
 کرنے والے نے یہ بتایا تھا کہ... رانی پر اس کرچکا
 حال نے کچھ میرا عمل کر دیا ہے جو بھی مرد اس کے
 قریب جانے گا وہ اس کے جسم سے نکلے رانی پر سے
 غرت کرے گا اور یہ بد بوی صرف اس کے قریب جانے
 والے مرد کو ہی محسوس ہوگی۔

رانی اب سارا وقت اس دن کو کوئی اور پروین
 سے لڑتی رہتی کہ... "کاش" میں تمہارے ساتھ اس
 حرام زمرے، محبت پرست عالم کے پاس نہ جاتی اور

اس سے مذاق میں یہ نہ کہتی کہ میں تمہارے شادی کروں
 گی کاش، میں اس کے ساتھ چلائی تھی تو سیدہ کر دیتی۔"
 رانی کے حالات دن بدن بدتر ہونے لگے
 تھے رؤف اپنی تعلیم وغیرہ مکمل کر کے مکمل طور پر اٹھ کھڑے
 میں جہاں ہو گیا تھا لیکن اس نے رانی کو نہ طلاق دی تھی
 وہ اپنے پاس رکھا۔ سب رانی پر زیادہ رونا سے غلا
 گئی تھی۔ رؤف مجھے تم سے شدید محبت ہے۔
 یہ کہیں میرے وجود سے اب بد بوی نکلتی آئی۔ خدا کے لئے
 لوٹ آؤ، لیکن اسے وہاں سے کوئی جواب نہ آتا تھا،
 پھر خود تک ہمارے گرجہ کی تھی۔

پھر پھر ایک روز رانی نے شدید بیماری اور
 پچھلے کے عالم میں یہ شرمناک حرکت کی تھی کہ۔ اس
 نے محلے کے ایک بچے کو بلا کر اپنا جسم چمک کرنے کی
 خاطر اسے اپنا دھند دکھایا اور کھینچا تھا۔ لیکن اس بچے
 نے بھی شدید بکھراہٹ کے عالم میں بھی کیا تھا۔

"بائی! مجھے تمہارے بدن سے مرے
 ہوئے چھوٹے بچے کی بو آ رہی ہے۔"

پھر ایک دن یہ ہوا کہ رانی گھر سے غائب
 ہو گئی اسے بہت تلاش کیا اور پوچیس میں رپورٹ دینا
 کہ رانی تو بچا کر وہاں کرچکا حال کے گھر چلی گئی تھی
 اور اس کو گل کرنے کے لئے تیرے چھری سے اس پر ہوا کے
 تھے رانی کو پچیس نے حال پر حملہ کرنے کے جرم میں
 گرفتار کر لیا۔ شاید یہ بھی حال نے جو تھے روز یہ کہہ کر
 چلا دیا تھا کہ "رانی! تو نے مجھ سے شادی نہیں
 کی تو وعدہ خلاف ہے، دیکھ تو اب میری زندگی کسی مرد
 کی قربت کتنے سے کی، جو بھی مرد تیرے قریب آئے گا وہ
 تجھے دھکے گا اور تیرے گھر والے میری زندگی
 حساب لاکھڑا ہیں گے تم موت مانگو گی تو وہ بھی تمہارا
 فتنہ لا کر بلی جائے گی اور میں مرنے کے بعد بھی
 تمہارے گھر کے دروازوں میں میں مرنے کے بعد بھی
 ٹھکانا نہیں ہے سکون کرنا ہوں گا۔"

"نہیں بیٹا! یہ سب کہہ کر وہ بیانی عالم کر گیا
 اس کے ساتھ ہی اسٹائل بھی اپنی کے صدمے میں

مر گئے تھے۔ رانی کو عدالت نے حال کے چل چلا
 میں شہادت سے مختلف ہونے کے بعد اس کے قتل کے جرم
 میں سزائے موت کے جائے دیکھنے کی سزا سنائی تھی۔
 وہ جیل کی مراحمی ہی پاگل ہو گئی تھی۔ کچا عظیم درجن کا
 کنبہ اس ٹھوکی مکان سے چلے گئے تھے۔

اب اس گھر میں نہ بڑی ماں تھی اور رانی لی
 جب اور باپ چلا ہو گئے تو ایسا سفاک کردیا، ہم
 اگرچہ تمہارے ابا کی بے وقت موت کے ذمہ دار تو
 نہیں تھیں لیکن بد قسمتی سے یہ گھر اس کا باعث بنا۔ وہ
 خبیثت خالی تو کر گیا لیکن اس کی بدولت اب بھی اس گھر
 کے دروازوں میں دھند اور خوشیوں کو بار بار کرنے
 کے لئے بیٹھ جاتا رہتا ہے جس کی بدولت رات بھر
 کبھی بھی دیکھتی ہے کہ اس گھر کو کیا جارہا ہے اس کی
 خوشیوں کا کوئی سامان اور با۔ بے تو وہ کسی ٹیلے پر جانے
 سے اسے پاہل کر دیتی ہے۔ اس روز جب تمہارے لہا
 ہم اور گواہی رام چھوٹے اور چھوٹے کام کر رہے تھے تو
 میں بڑے مالک کے کمرے میں میں موجود ہوں کی
 معمول کی دوائی بنا رہا تھا تو اچانک میرے ہاتھ سے
 دوائی کی شیشی بے اختیار گر کر ٹوٹ گئی تھی اور اس کے
 ساتھ ہی مجھے دو دو گولہ میں ایک پر اسرار سا دھواں
 محسوس ہوا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میں محسوس کرتا ہوں
 اور مجھ جانتا ہوں کہ... اس خبیثت خالی دوا کی کئی
 شیطانی حرکت کرنا چاہ رہی ہے، لیکن اسی لئے مجھے
 تمہارے ابا کی سیر کی کرنے کی آواز آئی تھی کہ عالم
 کرچکا حال کی دوا چاہتا کام کر چکی تھی۔"

منوں! پانے یہ کہاں کھلی کرنے کے بعد مجھ
 سے کہا تھا۔ "بیٹا! میری تم سے انتہا غائب کر تم
 مجھ کو اب کبھی نہ کھانا نہیں ہے مجھے کچھ گھر جاؤ۔
 اور اسی اس طرف لوٹ کر نہ آؤ۔" میں نے اس گھر سے
 نکلے ہوئے جب آخری بار یہ کھانا چلے رانی کو دیکھا
 تھا تو وہ اپنے بازوؤں کو مسلسل دھکے مارتی تھی۔



جلا پیر

بنت حوالہ - ملکان

میرا رخ قسور سمنان کی طرف تھا خود دھول لائنگ کے غاصلے پر وہ
گیسا تھا۔ میں پوری توجہ راستہ پر دیے چلتی جا رہی تھی
سلسل تھوکتے ہوئے ہونٹ و ملیفہ ہلکے رہے تھے۔ اب اللہ! یہ
کیا۔؟

رہاں کو بلان دیا کرتی ہوں خوف و وحشت طاری کرتی ہوں ایک بہترین بہانی

پہنچتا ہوں تو جیسے کہنے لگے آئے تھے۔ میں
نے وہ رات کمرے میں بیٹھے ہوئے گزری۔ یہ بیکلی
نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔
"بازی کے ساتھ کیا ہوا؟" گاہا کیا وہ زندہ
ہو گیا؟" یہ سوال دماغ پر گڑے برساتے رہے اور مجھے
ایک پل کے لیے بھی سکون نہ دیا۔ میرے تمام گناہ
گودھے گھوڑے کی طرح کھڑے رہے۔ ہرگز میرے خیالوں
کے گھوڑے خدا تعالیٰ کے گمراہ گھوڑے نہ تھے۔

میں اپنے مرحوم دادا غلام محمد کے رشتے
داروں کے ہیں گاؤں میں ایک شادی کی تقریب میں
مگی تھی جہاں میری ملاقات شادی سے ہوئی۔ وہ کھلی
انہیں اور بھی ہوئی لڑکی جس کی شخصیت نے مجھے بہ
حد متاثر کیا تھا۔ اس سے مل کر جہاں میں خوش تھی وہیں
مجھے راج بھی ہوا۔ خوشی اس کے ساتھ حراج اور خوش
اخلاق کو کہہ کر ہوئی۔ ہم دو گھنٹے بات کر رہا کہ وہ گھر
چھوڑ کر سال کی عمر میں چھوڑ گیا۔ جوان بن گیا تھا۔
وہ بات کے انہی دنوں وہ راج سے مجھے خوش
کے لیے وہ غمراہ گھوڑے تھے۔

جب وہ غمراہ گھوڑے تھے تو انہی دنوں میں وہ راج سے
چھوڑ گیا تھا۔ وہ غمراہ گھوڑے تھے۔

یہ ایک بہترین وادہ۔ ملاقات وہی تھی۔ ملاقات
ہوئے کے بعد جب میرا تعلق ان کے گھر واپس آئی تو
سوئے سے مل سکتے تھے شادی پر وہ اس سے
واپس کا تھوڑا سا بیٹہ رہا۔ خوف کے باعث کڑی
ہوئی۔ جب میں حراج دلائی تو گھر کی ہانسی وہی تھی۔

ایک دن ملاقات کے ساتھ میں نہیں جھگڑنے کے
موجود تھی۔ ان لوگوں نے میری بڑی آواز بھرت کی اور
نہیں دیکھی تھی۔ میری شادی گھر کی کم ہوئی۔ وہ نہایت
خوش اور خوش تھا۔ وہ ان کے گھر کے لوگ
بڑے بہتر اور بہتر تھے۔ یہ۔ میرا دل ان
سب کا گودہ رہا تھا۔

میرا دل کوئی شادی کا کام یاد کیا تو وہ گھر چلی
گئی۔ جاتے ہوئے اس نے کہا کہ جب واپس آنا ہو
میں اشفاق سے کہہ دوں وہ چلا جائے گا۔

شادی کے بعد سے کہہ کر اس نے لائی تو اسے دیکھ کر
میرے چہرے پر یہی رنگ آج اس سے پہلی بار سے
پراپتا تھا۔ میں سمجھتی تھی کہ اس کی بیٹی کو کسی بھی
ان کی بیٹی کو کہہ دوں یہ یاد رہتی تھی۔ اشفاق بھی اس سے
کوئی نہ تھا۔

خیر ان سب باتوں کو شکل نظر انداز کیے میں
 شادی سے غائب ہوئی تھی۔ رات کو سائے نے جو کہانی
 بتائی اسے سن کر میں من ہو گئی تھی اور کئی عرصے تک بچل
 نہیں پائی تھی۔ ان باتوں میں کتنی چٹائی تھی؟ یہ جاننے کا
 تجسس قلمبہ منظر میں پل رہا تھا۔ اب میں وہ سب
 شادی کے دن سے سنا چاہتی تھی اور اس کے لیے مجھے
 زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی کیونکہ سیکے کا پچھتہ ہی اس
 نے خواہ سب کچھ بتا دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

خدا بخش نور علی کی وفات کے بعد شادی یا کبھی
 ہو گئی تھی۔ ہمارے یہ حال تھا کہ وہ سب کے خون کی
 چٹائی ہو گئی تھی۔ اگرچہ ہمارے پاس کے ساتھ نہ بوجہ
 تو بہت دن بعد اس کی کفن نماز ہوئی تھی۔ ہمارے
 ہاؤس کے ہم درگم پر چھوڑنا سرور عاقبت تھی۔ سگی سے
 گھری ہوئی ہوئے کا اثر تھا یا میرا بچا جو دل طبیعت کا کہ
 فطرتی عینک سے رہا نہیں گیا اور وہ نو سالہ شادی کو اپنے
 ساتھ لے آئیں۔ رات کو شادی کے بعد ان کا انکلا میں
 شادی نے سن کر اور کہا تھا۔ وہ بھی اپنا سدا بہت تھی گھری
 شادی کا بل پر ہلانے میں گزرتی تھیں۔ آہستہ آہستہ تھلی
 کارنگ بننے لگا اور وہ دونوں گل مل گئیں۔ کچھ عرصے بعد
 انہوں نے چھ گاؤں والی کی سوچا کہ میں شادی کا نکاح
 لے لے کر لے چکے تھے لگاتار سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے کر
 میں کافی بڑا تھا مگر حق اور حقائق کے مطابق انہیں بھی
 قبلہ صاحب کا تھا اگرچہ انہیں کچھ ہو چکا تو پھر کتنی کتنی کا
 فیصلہ خود کرنے میں انھیں ہر حال سے گزرنا پڑا۔

☆.....☆.....☆

میں ششدر تھی کہ اب تک ہمارے کے لیے کوئی
 کچھ نہیں کر پایا تھا، لیکن کیوں؟
 اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرفِ مخلوقات دیا ہے
 اور اسی بنا پر اسے بہت شہر ملا۔ انہوں سے بھی لوگ اسے جو
 اسے سب سے جدا کرتی ہیں۔ اسی نسبت سے انسانوں
 کو باقی تمام مخلوقات پر فوقیت حاصل ہے۔ اللہ نے
 جنت کو ان کے لیے جو نعمتیں دی ہیں وہ کیا ہیں۔

لیے جب آدم کو دیکھا تو انہیں جو آدم سے بنا تھا کچھ دیا
 کہ وہ انہیں جبر کرے۔ یہ اللہ کی طرف سے انسان کے
 بلند مرتبہ ہونے کا اعلان تھا۔ جب خدا کی کا دیکھنا اور خدا
 آگاہی سے اور کئی بات انہیں کو پسند نہیں آئی۔ اس نے
 بہت دھرمی کا مظاہرہ کرتے اور کبھی رونا پر قدم ڈالنے
 ہوئے انسان کو اشرف المخلوقات ماننے سے انکار کر دیا۔
 آدم کو یہ دیکھ کر کہنے سے انکار کر دیا۔

اس نے حکم عدولی کی تو اللہ نے اسے شیطان
 بنا دیا۔ شیطان سے آدم اور شیطان کی دشمنی کا آغاز ہوا تھا۔
 شیطان کے عینک سے آج بھی علماء آدم کو بچا رکھنے کی
 کوشش میں ہیں۔ اسی لیے انہیں جنت و دوزخ سے بچاتے ہیں۔
 ان کے کہنے سے ہم دوزخ سے بچتے ہیں۔ ان سے بدعت
 نہیں لیتی آدم کا ہر ہونہ اس لیے تو مرنے قرآن میں
 بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔
 دشمن اگر میدان جنگ میں آئے تو اس سے
 لڑنا چاہیے۔ اپنے ہتھیاروں کو آزمانا چاہیے۔ سب
 چھوڑ چھوڑ کر بیٹھ جانا کہاں کی فطرت ہے؟ ہم انسان
 اگر کل ذی روح سے زیادہ کر ہیں تو پھر ہم ان سے
 ڈرتے کیوں ہیں؟ خاک ہمارے آگ سے تو پھر لاوار
 آدم انہیں کے چیلن سے کیسے ہار گئی ہے؟
 یہ سب لوگ کیوں ہار گئے تھے؟ انہیں ہار کرنا
 چاہیے تھا۔ ہمارے اس سمیت سے نجات دلانی چاہیے
 تھی۔ نبائے اس نے کئی تکلیف برداشت کی ہوگی؟
 ”کیا وہ زندہ ہے؟“ میں نے شادی سے
 پوچھا۔

”معلوم نہیں، اس طرف کوئی نہیں جاتا۔“ اس
 بات نے مجھے حیرت سے بتا دیا کہ اس طرف کوئی
 ہمارا کبھی نہیں تھا۔ وہ زندہ تھی یا نہیں کسی نے یہ جاننا
 ضروری نہیں سمجھا تھا۔
 ”مجھے وہاں لے چلو، میں ہمارے سے ملنا چاہتی
 ہوں۔“ میں نے ہانک کر حکم دیا اور کہا۔
 ”نہیں، خیر و بد اس گھر میں کوئی نہیں جائے
 گا۔“ یہ کتنی دھمکانی آواز نہیں بھونکی تھی۔

”انہوں نے سب کو ہار کھائے گی۔“ ان کے
 لیے میں خوف بھرا رہا تھا۔
 ”انہوں نے تو وہ ہے جو اس کے جسم پر بعض ہونے
 ہے آئی۔“ مجھے ان کا ہنسی کو نہیں کہنا ناگوار گزرا تو
 میں نے ہلکا آواز پر کہا کہ ”ہاں۔“

”جو میں ہو لیکن کوئی وہاں نہیں جائے گا۔ بہت
 دور چلی ہے، میرے ذلیل میں نہیں اب گھر جانا
 چاہیے۔“ جتنی فیصلہ نہایت ہوئے ان کا اعلان میرے ذلیل
 دل پر چل رہا تھا۔ ”میں نہیں کوئی نہیں۔“ شادی
 دوسرا کئی بات ہے کمرے تھے۔ کئی کے پاس کہنے
 کے لیے کچھ نہیں تھا۔ لیکن میں بہت دھمکنا چاہتی تھی مگر
 سب نے قانون میں روٹی خوش ملی۔ وہ مجھے سننے کے
 لیے چہنچہ تھے کچھ بھی کہیں کہہ رہا تھا۔
 سب کو اپنی جان پائی تھی، شادی کی جان اب
 فطرت ہی تھی کئی کئی اس نے اب تک بہت سی باتوں کو
 گل لیا تھا۔

”میں چلی ہوں۔“ میں آگے بڑھی اپنے وجود
 کو بچنے کے چل دی۔
 ”اللہ تعالیٰ سے چھوڑ آ۔“ قلمبہ سے فطرتی حکم
 لے لیا اور ابھری تھی۔

☆.....☆.....☆

میرے دل میں کچھ چل رہا ہے تھے لیکن انہوں پر
 دیکھا گیا کہ کیا تھا۔ میرے دل میں انہیں میں حاضر
 نہ کر کے ہاں رہا تھا۔ میرے پیچھے کوئی چل رہا تھا۔
 یہ وہی شخص تھا۔ میں اس سب سے بڑھ کر ہو گئی تھی۔
 آواز دھمکنا کوئی قلمبہ سے دور کچھ تھے؟
 ”انہوں نے نہیں تھی۔ شادی کا دشمنی خیالات کے
 عینک سے بہت دور ہے ذہن پر ابھرتا اور خدا جبار تھا۔
 کچھ بھی اس میں نہیں تھا تو میں اچانک مڑی۔ اشتقاق
 لکھ لکھ گیا۔ میں سے بہت دور میرے کچھ بھی تھی۔
 وہ ابھی تھا جس نے آخری بار شادی کو ہار جانے کی
 لڑائی لڑ کر ہار کھائی تو کیا یہ میری بدکردار تھی؟
 ”کیا اتنے؟“ مجھے یہ کہیں تک خود کو گھورتا ہوا کر

وہ بڑا ہوا۔
 ”شادی کا گھر کہاں ہے؟“ میرے سوال پر اس
 نے ہلکا کھنکا۔
 ”مجھے وہاں جانا ہے۔“ میں نے اسے حرج
 شاکہ دیا۔

”اس گھر میں جو جاتا ہے وہ ابھی نہیں آتا۔“
 وہ مجھے دھمکنا کر دیکھا اور دیکھا، مجھے کئی طرف نہ چلا۔
 ”پھر آپ کیسے وہاں آئے تھے؟“ میں نے
 اسے مزاحیہ کرنا چاہا۔
 ”پہلے کی بات اور تھی اب تو کئی سال گزر گئے
 ہیں۔“ چھینا وہ سر جھکی ہوئی۔ ”وہ ہر حال میں مجھے ہالہ
 چاہتا تھا۔ لیکن میرا دل اس کے دل و دماغ سے واقف
 ہو چکا تھا۔ اس کے ماتھے پر کئی کچھوں کا ہلکا کبر تھا
 کہ وہ بہت دل رہا تھا۔

”آپ ابھی طرح جانتے ہیں کہ وہ زندہ
 ہے؟“ میرا حیرت سے پوچھا تھا۔ وہ اچھا سا ہنک گیا۔
 ”لیکن آج آپ اکیسے اس طرف نہیں جاتے
 کے۔ میں بھی آپ کے ساتھ نہیں گئی۔“ میرے اس
 قدر یقین پر وہ ششدر ہو گیا تھا۔

”تم کون ہو؟“ اس سوال پر میں مسکرائی۔
 ”شادی کے اندر ہے ولا، جن کو نہیں ہو۔“
 وہ ہلکا کھنکا دیکھے گیا۔

”مجھے بھوت ہونے سے کوئی کال کا بچنے
 والی مشین کہتے ہیں آپ۔“ بے چینی کے گروپ میں
 ہنسنا مجھے وہ گھرنے لگا تھا۔
 ”اب نہیں شادی کے گھر۔“ میں نے اس کے
 رنگ بدلتے چہرے پر نظر کرنا چاہی۔ میری ضد پر اس
 کی فطرتی قہقہہ۔
 ”لیکن، میں جیسے وہاں نہیں لے جا سکتی۔“
 اس نے قدم سے کھڑے ہوئے مجھے ہنک گیا۔
 ”لیکن اشتقاق بھائی! میں اندر نہیں جاؤں گی
 صرف باہر سے دیکھ کر آ جاؤں گی۔“ لیکن اس نے میری
 ایک نہ سنی بلکہ میرے پاس سے گزرتے ہوئے آگے

پر طبعی طور پر ہی نہ خراج نہ تھی۔ میں نے مارا۔
اس کے پیچھے چلتے۔

اس کے قدموں پر رونا۔ میری ہونٹیں جھٹی۔ وہ چلتے
ہوئے بار بار۔ مگر کچھ نہ سمجھتے۔ میرا کچھ مہیا کوئی آواز نہ
ہو پاؤں اسے۔ مجھ سے لے کر کوئی دیکھ لیتا تو میرا ہنسنا
پر شک ہو جاتا۔ میں نے کہا کہ ہمارے ہاں ایسی قادیانہ کوئی
چور ہلکا ہمارے درخت سے چار ہمارے درخت سے ہمارے
کا شہر خوف لائق ہو۔ مگر جب کوئی آئی نہیں رہتی تو
اسے دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ جن درختوں پر چڑھتا تھا وہاں
کی ٹہنی تو جتنی کہ سواوں سے اتنی درختوں پر اس شخص کے
ملا وہ کسی کے قدموں کے نشان نہیں چھپے تھے۔ کوئی اس
رو بہ مسافر بن گیا تھا۔

میرا اس کی منزل آگئی تھی۔ انھوں نے سامنے
ہی دو دو سیڑھیاں لگا کر تھیں جس کا دروازہ تھیں۔ سے چلے
تھا۔ انتہائی کمال شدت سے چلا کہ وہ دھبہ دھبہ
دروازہ کھٹکے اور وہ میٹھ کے لیے امداد چلا جائے۔ یہ ہم
اس نے خود کو گھروں پر لایا۔ میرا کرنے کی سکت وہ کو چلا
تھا۔ کم از کم اس جتنی حد ہمارا تھا چاہتا تھا کہ گرازی
اسے بارہوی کر دے۔ ایک نہ کرے۔ ہاں گروہ اس جتن
نے انھوں میں سے ایک چاہتا تھا۔ کاش کوئی رستہ ہوتا اس
معرستہ کوئی کوئی ملامت دانی لائے کہ تو وہ سوچے
کچھ پیچھے رہی جان پر کھیل جاتا ایک لے کی بھی تاخیر نہ
کرے۔ مگر راستہ ہی تو نہیں تھا۔ منزل نہ ملنے کا کام اسے
آتا بھی نہیں تھا۔ وہ بھی طرست جاتا تھا کہ اس کا ہمسفر
نہیں ہو کر رہا ہوا گیا تھا۔ وہ تو بس راستے کا جھوٹا تھا
جس سے وہ پہلے ہی ہی جان ہی پائی۔ اس کی سب
سے رکی ہوئی زندگی وہیں ہو چکی۔ قیامت کی بھی اس
نے بہت سے عالم، عال کمال کو کوں کو لایا تھا گرازی کو
اس مصیبت سے بچانے کے لیے کر کوئی بھی اسے اس
گھر سے باہر نہیں لایا تھا۔ البتہ وہ سب اپنی ہی جان
مکھو بیٹھے تھے۔

وہاں سے چلا گیا۔ وہاں سے چلا گیا۔ وہاں سے چلا گیا۔

میرا تھوڑا سا دل تھا۔ صحت سے لے کر اپنی آواز نہ
کروا۔ وہاں میں کوئی تھی۔ مگر کوئی ہونٹ نہیں
تھی۔ میری ہونٹ تو آکھیں اسے یہ جگہ ہی جگہ نہ
میرا اندازہ تو کیا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ پیچھے اپنی میں وہاں سے چلے
آئی اور کچھ راستے میں ہی میں نے چلے کر لایا تھا کہ گرازی
کو چاہتا تھا اس گاؤں سے نکلتی۔ مگر جابہیز
اپنی جان ہی نکالتا تھا۔ اس نے کہا۔ اس کا گھر کھنکھ
ہوتا تھا۔ اس گاؤں وہاں سے ہمارا کھانا کھانے لپے
اثر انھوں کو کھاتے۔ نے چار چار ہوا تھا۔

میں نے ایک اور دن کے لیے خانہ کے گھر چلا
ہوا۔ میں نے مانیہ (مناہنگ) کو ملا کر لیا۔
"اس نے خود سے کہا آئے کے لیے" وہ
جہاں ہو گیا کہ تین دنوں میں اس کی کیا گوری ہوئی
ہو گئی تھی خانہ سے جو میں نے پہلے کر لیا تھا وہ
میرے حراج سے بھی خوب ولف تھیں کہ میں کی
انہی کے گھر جا کر ہمارے لیے کھانا کو لایا تھا اس
لپے ملنے کو گھروں سے مجھے کھانے تھیں۔
"میں نے کہا کہ اس نے کہا۔ میں نے کہا کہ اس نے
"نیک ہے بلی جات" میرے خوشگوار ہوا کہ
دیکھتے تھیں چار چار چار چار تہا۔ بنا چکی۔
دلچیز پار کرتے تھے کہ میں کسی قید سے آزاد
ہوئی تھی۔ بلی پار اپنی کمالی کرنے کا سوچا تھا۔ یہ
میری زندگی میں پہلا بہت بڑا امر تھا جسے سر کرنے کی
میں تھا۔ بلی تھی۔ میرا یہ کیا بہت کام ہوئے وہاں تھا۔

میں انہی راستوں پر گزرتی تھی جن کی کئی پر
صرف اشفاق کے قدم چڑے تھے۔ لیکن اب میرے
قدموں کے نشان بھی اس کے سینے پر سج رہے تھے۔
جوں ازاں کہ میرا بہت دور کے کی کوشش میں تھی۔ ہوا اس
کی سرسراہٹ مجھے وہاں جانے سے باز رکھتا چاہتی تھی
مگر اب میں نے گاؤں میں رہتی تھیں تو تھی۔
میں نے آواز کے گھر کے بھٹی والے گھر میں

وہاں ہمارا تھوڑا سا دل تھا۔ صحت سے لے کر اپنی آواز نہ
کروا۔ وہاں میں کوئی تھی۔ مگر کوئی ہونٹ نہیں
تھی۔ میری ہونٹ تو آکھیں اسے یہ جگہ ہی جگہ نہ
میرا اندازہ تو کیا تھا۔

میرے پاس صرف دو دن تھے۔ مجھے ہن
وہاں میں گھٹوں میں جیسے کیسے لپے تھیں میں کا سب
چھان۔ میرا ہن سے پہلے اس ہاں لپے کھیل کی آخری
ہل چلی تھی۔ ہر حال میں میں کو چھان تھا۔
گھر کی منتہی کرتے کے بعد میں نے ایک
کرے کر بنے کے قابل پایا۔ کھانے پینے کا ضروری
ہی میرے پاس موجود تھا۔ مجھے کل رات تک یہ کام
کرے ہوں گے۔ اب میں جاتا تھا۔ لپے اس نے بہت
تھام لیے میرے اپنی ایک پر کل کی شروع کیا۔
میں نے کہا کہ گرازی تھا۔ میں نے ابھی اپنا
آواز نہ لایا تھا کہ وہ دروازے پر زور زور سے
دکھنے لگے۔ اس میں ہر دو دن سے نے کھانا
بنا ہوا تھا۔ گریب کی آواز نکالی۔

چا کر دیکھا تو پھر اشفاق کھڑا تھا۔ میں ڈر گئی۔
میں گرازی کو لپے تھیں تھا کہ یہ سب کے سامنے میرا
آواز نکالی کہ گرازی میرا ہمسفر اور دروازہ چلا۔
"آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔" میرا ہوجا کھانہ کیا۔
"کھاؤ؟" میں نے کہا کہ میرا قریبی میرا چچا
گرازی اس نے مجھ پر جتنی ہوئی کھڑا تھی۔
"کیا کرنے آئے ہیں؟" یہ شخص بقیہ میرا

وقت نہ باور نہ آیا تھا۔
"میں کی آڑی سے لیے کر رہے ہوں۔" اس
نے اچانک ہی کہا۔

"چوتھیں باقی دن کوئی بھی بات نہ تھی۔"
"میں نے چوتھیں دن کی گھر میں تھیں۔ اس
کو تھوڑے کھانے کے لیے" اس نے بھیجی سے لپے۔
اچھا تو یہ سب سے بڑی کرنے آیا تھا۔
"کچھ سلامت ہو۔" میری بات وہاں کی
آنکھیں کھیں۔

"میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے بیٹھ ہوں۔"
ایک لمحہ تھا اسے لپٹ کر نہ تھا۔
"ہی؟" میرے ہاتھ خوشی سے پہلے تو اس
نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔
"امداد آگئی۔" میرے کہنے پر وہ اندر آ کر
خاکت گھروں سے دو اداس کو کھلے لے لے۔
"اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا میں یہاں وہ مکان
ہوں؟"

"میں نے کھانا کھانے میں اس کی ضرورت نہیں۔"
"سو باگ ہے آپ کے پاس؟"
"ہی ہے۔"
"یہ میرا گھر ہے۔ میں گھر چلا گیا۔ وہ اس نا کو
بہت ضرورت ہم دونوں ایک دوسرے کو کال کر گھر۔
اس نے اپنا نمبر بکراتے ہوئے کہا۔ میں نے نمبر لپے
سو باگ میں سے کہ اس میں کام بھی تھا۔
"میری ضرورت نہ ہے تو باگ بھگ بلا لیا۔"
جانتے ہرے وہاں کی کال ہوئے تھے۔

"کی ضرورت؟" میں نے اس سے کھانے کھانے آئی۔
میں نے اپنے مٹری ایک سے کالے رنگ کی
ڈوبی نکالی۔ اس کی کھانے میں دیکھی وہاں میرا
کھانے کوئی نہیں تھا۔ میرا کھانے کوئی نہیں تھا۔
میرا حال میں سے اس ڈوبی کو اپنے پاس رکھا
اور میرا دیکھنے کی حالت شروع کر دی۔ ایک مرتبہ نہ

کے بعد میں۔ میں ڈوبی پر گر کر دی اور اسی طرح
اٹک لیس مرتبہ۔ لیکن پھر میں اٹک لڑی ڈوبی پر
و گئے۔ وہاں سے اٹک لیس گر کر اٹک لیس۔ اٹک لیس
ڈوبی میں نے تیار کیں اور اٹک اپنے بیگ میں رکھ
لیا۔ پھر میں دیکھ کر کے لیے سوئی۔

میں صبر کی تھوڑی سی کڑواہٹ کر رہا ہوں تو صبح میں
وہی ٹوٹی ہوئی چار پائی کو دوبارہ سے لگا کر کھڑا کر دیا اور
خود اس پر چڑھ کر تازہ کے گھر جھانکے گی۔ دو بار چھوٹی
تھی اس لیے مجھے اس طرف دیکھنے میں کوئی وقت نہیں
ہوئی۔ تاہم اس بار خالی غریب پر اس قدر سنا آگئی میرا منہ
چڑھ رہا تھا۔ پھر میں گھر میں گھر اس وقت چلا جاوے
تھی تو میں سے موت گھر سے لڑ رہا تھا۔ ایسا تھا جیسے
بہرہوں سے یہاں کوئی انسان نہ تھا۔ بہر حال میں
بچے پر آئی اور اب مجھے صرف دلت ہونے کا انتظار تھا۔

☆ ☆ ☆
و شاد کے بعد سناے گھر سے کھٹ پتہ سنائی
دی تو میں چونک گئی۔ ایک بار پھر وہ مجھ سے لگ کر دیکھا
تو میں میں ایک چار پائی دیکھی جو ٹوٹ پھوٹ کر اپنے
بوز سے ہوجانے کا اعلان کر رہی تھی۔ پتہ نہیں۔ چار پائی
اجانک کیسے آگئی تھی؟ کچھ گھن کے گھر میں رکھے
گھر سے کے پاس کوئی کڑا تھا۔ شاید وہ اذیہ گھر میں
چھوٹا ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

وہ پائی بی رہی تھی۔ گلاس کو گھر سے پروردگار کے
کر وہ گھن میں چاہل قدمی کرنے لگی۔ میں نے اس کا
اجرا اور وہ سب دیکھا تو بہت افسوس ہوا۔ بلاشبہ میرا اسے
کبھی بار دیکھ رہی تھی مگر جیسے شاید یہ اس کا طبع تھا
اس کے مطابق وہ اب وہیں بند رہی تھی۔ گھر سے سارا
کاس پر کوئی بے تحاشہ اثر ہوا تھا۔ اس کا رنگ کسی قدر
سب سے ہو کر تھوڑا سا ہلکا ہوا تھا۔ اسے لے کر کوڑا صاحب
کچھ تھے مگر میں نے ہونے کی صورت میں کچھ ہو کر اس
کے کندھوں سے چپک گئے تھے اور اس میں کا پاؤں
اٹک رہا تھا۔ فرخ جی! انہی دنوں میں (گھر وہاں سے
ہل رہی تھی جیسے کچھ عادی نہ ہو۔ وہ اس وقت کھی

بیمار ایک عفریت سے کہ نہیں لگ رہی تھی۔ اس کی تھکن
تھکاؤ ڈال کر میں گھر سے نہیں آئی۔ اگر میں اس طرح طرزی
رہتی تو ممکن تھا وہ مجھے دیکھ لیتی اور میں ابھی اس کی فکر
میں نہیں آتا چاہتی تھی۔

میں نے اور کوٹ نہیں کر اس کی ایک جیب
میں پاکٹ سائز قرآن مجید اور ڈوبی میں جبکہ دوسری
جیب میں پائی کی چھوٹی سی بونٹ اور تھوڑا سا کپڑے کے ٹکڑے
جو اس کی جیب سے نکلے ہوئے تھے۔

☆ ☆ ☆
دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا تو اعلان
کے میں مطابق نازی بگڑاؤ نے درخت کے نیچے چھٹی کی
سے تاحی کر رہی تھی حالانکہ وہاں اس کے علاوہ کوئی نہ
تھا۔ وہ خود سے تاحی کر رہی تھی یا پھر کوئی وہاں موجود تھا
جسے میری آنکھیں دیکھنے سے قاصر تھیں، میں جان نہیں
پاتی۔

کچھ دیر بعد وہاں ہوا کا عالم تھا جیسی کہ وہ قبرستان
جانتی تھی۔
میں ایک لمبی تاخیر کے بغیر باہر آئی اور پتہ
کے گھر کھسکی۔ گھر کے تمام کونوں میں پائی چھڑکا اور
بھرتی سے باہر آئی۔ یہ سب کرنے میں مجھے صرف تھیں
سنت تھے تھے۔ اب میں باہر کھڑی تھی وہی دروازے کو
گھر رہی تھی جو کڑی کا بنا تھا۔ اس کے دونوں پلوں کو
ایم جڑے ہوئے بند کر کے میں نے کڑی لگانے کی
جگہ اسے ڈوبی سے باغیچہ والی دروازہ کھلی۔

میرا بدن ہولے ہولے لڑ رہا تھا۔ کیا ہونے
وہاں یہ میں خود بھی نہیں جانتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ
کہ اگر چھوٹی سی بھی نعلی ہوئی تو مجھے جان سے جانے
میں دیر نہیں لگے گی۔

اب مجھے آگے کی ترکیب سوجھی تھی۔ میں اند
تھالی سے دو تاج کر رہی تھی باہر دروازہ کھٹکتا تھا
لگے حوض لپٹا پانے کا۔ آواز کافی بے تک تھی۔
"اٹک لیس! اٹک لیس! لیکن اس وقت؟ شاید انہیں
میری گھر ہو رہی ہوگی۔" یہ سوچ کر میں ابھی اٹھنے ہی لگی

فریاد سنائی گئی۔
"اٹک لیس! اٹک لیس! لیکن اس وقت؟ شاید انہیں
میری گھر ہو رہی ہوگی۔" یہ سوچ کر میں ابھی اٹھنے ہی لگی
فریاد سنائی گئی۔
"اٹک لیس! اٹک لیس! لیکن اس وقت؟ شاید انہیں
میری گھر ہو رہی ہوگی۔" یہ سوچ کر میں ابھی اٹھنے ہی لگی

☆ ☆ ☆
میں وہاں آئی تو کمرے میں عجیب سی بدبو نے
میرا استقبال کیا۔ جاوے اور دھاتی تختوں پر وہاں
ایک شخص سے گرا کر سر پھاڑ رہی تھی۔ گھر
نے ہاں کوڑا پنے میں چھپا کر اسے اس سزا کو سنبھالنے
دیا۔

اب میں بیگ کو ٹھونسنے لگی اور مہم حق
ہونے لگی۔ ضروری سامان میں انہیں بھی رکھ لیا تھا
مجھے یہ معلوم تھا کہ ضرورت پڑے گی۔ بیگ کے اندر
لٹا ہوا ایک کتاب ہے گرا ہوا ہے میں نے اٹھا کر پتے
سے نکالا۔ یہ قرآن مجید تھا۔ میرے پاس وہ مصحف
غائب نہ جو کثرت کی جیب میں تھا اور دوسرا یہ۔ چھو
بک بار پھر بیگ کے اندر کھس کر چھٹی چلائی کرنے
کے لیے عیسیٰ ہوا کہ کوئی اور ہاتھ بھی رہتے ہوئے
تھے۔ میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ میں نے ہود کو روکھا تو
یہاں جیب سے سوا کچھ پایا۔ تاہم دھوئی کی ماحول
مٹی سالوں کی آواز مجھے قریب سے آ رہی تھی۔ اور
پیر۔ خدا۔ کھیں یہ نازی تو نہیں تھی۔ ہاں یقیناً
جنگ کی میری غریبوں سے اوٹ چل کر یہاں کی طرح رہی
تھا آگئی۔ میں اپنی اصل شکل ہوئی وہ کونوں کو ہتھکڑی
ہا کر نے بیگ کی طرف متوجہ ہوئی لیکن کافی دیر بعد نے
ہاں کے طور پر بیان نہیں۔

آہستہ آہستہ جڑے جڑے جاری تھی اور میرا دماغ
کافی بہت حواس کو کھٹکتا تھا۔ ہوا میں کچھ لڑائی ہوئی
انہوں نے کچھ نہیں جس میں کرتی جاری تھیں۔ گھر
کھٹکتا لڑا کر گھر ہوا تھا۔ میرا دل خوف و ہراس سے
لکھن کا دیواری تیز کر باہر نکلنے کو ہے تاب

تھا۔ ہوا سے ایک نازے کھڑی ہوا پائی کھڑی میں
تھیم ہو چکی تھی۔ وہ دروازہ دروازے سے لپٹے گا۔ کبھی
محبت سے کھٹی کوئی بھارتی نے میرے سر پر آموی اور
شہ آکھوں کو بند ہونے سے روک نہ گی۔

☆ ☆ ☆
ایک لمبی کے لیے مجھے دکھ میں اس دنیا میں
نہیں ہوا۔ میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر
بکوں کی ہمارا لہانے کی حرکت میں نہ تھی۔

پھر میں کئی سال پہلے ہونے کے کمرے میں چلی
گئی۔ دوا کی بیڈ سے ایک باگ لے بیٹھے تھے اور میں انہیں
باجھ کر کھی پر کھڑی نکالنے کے پاس براہ راست تھی۔ وہ
دیکھ کر سے تھے اور میرے کان پر سن کر کھٹے تھے۔
"کوئی کام مشکل نہیں ہوگا، ہم خود اسے مشکل بنا
دیتے ہیں۔" انہوں نے بیڈ کی بلندی سے کہا تھا۔

"وہ کیسے؟" میری شکل میں کھٹتا یا۔
"ہم پہلے ہی اس بات کا یقین کر لیتے ہیں کہ ہم
یہ نہیں کر سکتے اور پھر ہم وہی کر رہی ہیں۔" وہ مجھے
بجھائے گئے۔

"تو کام صرف سوچ تک محدود نہیں رکھے
جاتے۔ انہیں انجام دینے کے لیے بہت چاہیے ہوتی
ہے جو آخر لوگ یہ کہہ کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکا
اور پھر یہ ایسا کہن لوگ کہتے ہیں۔"

"کون؟"
"گھر کوڑا ہونے ہیں۔"

"گھر کوڑا ہوتے ہیں۔ جو خوفزدہ ہوتے ہیں اور جو
خوفزدہ ہو جائیں وہ پھر جاتے ہیں۔ اور جو پھر جائیں وہ
ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ وہ وہی ہیں کہ خدا میں چالی
ہے۔" ان کی یہ صحبت میرے کان سے چپک لگی۔
"بڑے ایک محنت بہت مضبوط ہوتی ہے۔
دوسرے کہہ کرنے کی محنت نہیں ہے۔ حالات کا
مقابلہ ڈٹ کر کر لیا ہے۔ کبھی کبھی نہیں۔ اسی لیے بیمار
ہوتی ہے۔ میں یہ کچھ کہہ کر دیکھ رہی ہوں تو وہ کہتے ہیں ہاں

مگر وہ صورت کی طرح مضبوط بھی نہیں ہوتے۔" اچھے
پلے دو ساتھی لیے گئے۔ پھر۔۔۔
"تجربہ کیا ہوا رہا ہے میری بیٹی، بہت مضبوط
ہوتا ہے جسمیں۔" وہ اپنی بڑی عمری بھرتی پر جاتے
ہوئے نکلے۔

"میں مضبوط نہیں بن سکتی دادا جی۔" میں باپوس
تھی کہ مشکل کام مگر میری عادت ہی کیا ہے۔
"کیوں؟ عورت تو مضبوط ہوتی ہے؟" انہیں
حیرت ہوئی۔

"تجربہ ہی تو صورت نہیں ہوتا۔" یہ بات
مجھے سب کو بتانی کیوں پڑتی ہے لوگوں کو خود مجھے کیوں
نہیں آتی۔

"ہاں ہاں اسی، ماما جان تم ٹوکی ہو۔" وہ
منگلی گئے تھے۔ میرا کچھ نہیں ہو سکا تھا۔

"میں زندگی سے کبھی شکست مت کھانا۔ ہر
جگہ یقین کے ساتھ لڑتا رہا۔ کھانا کہ جیتیں انسان کی
آدمی متولی ہوتا ہے۔ مگر یقین رکھو کہ خود کو کامیابی کی
بلندی پر پاؤ گی۔" انہوں نے میرے سر پر ہسودے کر
مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

"آؤ۔۔۔"

میرے سر سے سودا کی شیشیا اٹھ رہی تھی۔ خون
اہل اہل کر کپڑوں کو مگھور چھا۔ میں نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھولیں۔

اندھیرا بنوڑ چھا ہوا تھا۔ ہر طرف گہری
خاموشی کا راجہ تھا۔ آنکھیں پتھر کر میں نے ابھی کچھ
دیر پہلے کیا ہوا تھا سوچا۔ پھر یاد آئے کہ پہلے کھڑکی
ہوئی۔ صوف میرے سینے سے لگا تھا۔ میں نے
ٹوکر کڑے ہوئے جگ سے ڈانٹا اور سو مٹی نکالی۔
کمرے میں سہارا لگتی میر (جو شاید کبھی وہاں تھا) پر
سیم جی رکھ کر جلائی۔ مجھے ہی روشنی ہوئی، سامنے وہ
کڑی ٹھنڈی۔ اس کا چہرہ کالا پاتا تھا۔ شہری نہیں
تھی، مگر میں اس کے دل میں۔ وہ کبھی ہر دم جی

سے قریب کیے جی ہوئی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے میں
نومانی جلائے سے لپکتی تھی۔ اسے اسے قریب سے
دیکھ کر میرا دل اچھل کر مٹ گیا۔ وہ انکا اور سے لگ
شکاف چھ مچا ہوا ہوئی۔ مصطفیٰ ہاتھ سے چھوئے
چھوئے چلا۔

ایک دم لاش آئی تو کمرہ روشنی میں جا گیا۔
میں سو مٹی بھا کر چار پائی پر لپٹ گئی اور جی آؤ مٹی
زبانی تلاوت کرنے لگی۔

"اے محبوب! ہے شک، ہم نے جہیں سہ ٹھہر
خوابیں عطا فرمائیں، تو تم اپنے رب کی عطا ہر دم
قربانی کر۔ یہ شک جو تمہارا دشمن ہے وہی خبر سے
مردم ہے۔"

پتھر کھول بعد نیند کی ادوی مجھ پر مہیا ہو گئی اور
پانی کی رات میں سکون سے سوئی رہی۔ مگر کسی نے مجھے
شک نہیں کیا۔

آپ بھی حیران ہوں گے کہ ازی نے میرے
اتنے قریب آ کر بھی مجھے چھوڑ دیا، کیسے؟ میں آپ کی
آنکھوں دور کیے دیتی ہوں۔ واسطی میرے گے سروپوں
پاروں اور بالوں میں تو یہ بات کے نقش تھے جس کی بنا
پر وہ مجھے چھو نہیں سکتی تھی۔

☆.....☆.....☆

انکا دل میرے لیے امتحان بن کر اڑا تھا۔ مجھے
ہر حال میں اپنا مقصد پورا کرنا تھا یا تو باز رہ کر بھانا تھا مگر
خود مر جانا تھا۔ میری توجہ پہلے کام پر زیادہ تھی۔ یہ سب
چیز تو آسان نہیں تھا اور میں تھا اس فعل کے لیے نا کافی
تھی۔ آج مجھے اشتقاقی کی سخت ضرورت تھی اس لیے میں
نے اس سے روک کر پھاڑا مگر کمرہ رو کی کے باعث ادھی
ننگ نہ کر سکا اور ہاتھ۔ میرے کپڑے ٹخن سے رنگ
چکے تھے اس پست نے میرا دل مارا کدیا تھا۔

میں اس طرح سے بے اشتقاق میرے پاس تھا۔
میری حالت دیکھ کر وہ روک لگا گیا۔ اس نے جلدی سے
ڈاکٹر کو بلا کر میری عمر ہم جی کروائی اور اسے منہ بند
دیکھ کر تھکن کر کے چلا گیا۔

میرے تھکنے کے وہ انہی مجھے یہاں سے ہے
پانے کے لیے مٹا لے گا تھا۔ میں نے صاف اور
پانے کے پتوں میں تار پانے۔ یہاں خدا ہدایتی لڑکی
میرے پتوں میں۔ جسے معلوم نہیں کہ یہ ہدی تھی
میں نے اسے اگلی صبح تک وہاں سے لے کر کاسہ میں ہی
رہا تھا۔

"آج رات سے لے کر مجھے آپ کی مدد اور کمرہ
پار کرنا چاہیے تو فیک جوت نہ دلاؤ وہاں طرف
پار کرنا چاہیے۔ مگر بہت ہی کی طرف اچھال کر
نے میرے کہتے میں سے بدلے کی کے ساتھ سے
بھاڑا ڈالا۔"

میں نے اسے اس بات کو جاننا تھا۔ "میری
بیٹی میں صاف دانتوں میں تھکتی۔
پھر میں اس کا نام بھانے کی۔ رات کو
میرا آئے گا تو اسے کھا کرنا ہوگا۔ اس نے وہی
تہہ کی بات کی اور پھر جیوت سے اس نے میرا جسم
لے لیا ہائی ہو گیا۔ میں نے ہر کوئی مت پانت
رہا تھا اور وہی تھا تو میرا ہے۔"

اس کے چاہنے کی تیز۔ میرا دل ہوتے ہو۔
ڈاکٹر نے لپٹ لیا اور وہی۔ میں نے نہ نہ نہ
انکا دل دیکھ لیا ہوتا ہے۔

میں نے اپنی گہری کچھ بھانے تھی۔ ماما کی پر
پانے کی تھکتی۔ نہ تھکتی نہ تھکتی۔ میری
نہ تھکتی نہ تھکتی۔ میرا دل ہوتے ہو۔
لے لیا اور وہی۔ میں نے ہر کوئی مت پانت
رہا تھا اور وہی تھا تو میرا ہے۔"

میں نے اپنے بچے کی منگو بہ جلد تک پہنچا تھا
میں نے اپنے بچے کے ہر اشتقاق سے اسے آواز دہائی
میں نے اپنے بچے کو ہر اشتقاق سے اسے آواز دہائی
میں نے اپنے بچے کو ہر اشتقاق سے اسے آواز دہائی

مجھے کھانے کے لیے۔ اس نے وہی کھانے پاتھا۔
میں نے اسے کھانے کے لیے۔ اس نے وہی کھانے پاتھا۔
میں نے اسے کھانے کے لیے۔ اس نے وہی کھانے پاتھا۔
میں نے اسے کھانے کے لیے۔ اس نے وہی کھانے پاتھا۔

"کیا وہ جاتی نہیں آئے؟" میرے دل
میں بھلے لپٹے تھے۔ مجھے۔ لپٹے ہی جوتو نا ہو کر وہی
سماں کے کرشمہ سے باز لپٹ آئی۔ سامنے کھڑی
تھکتی اور رخت دور دور سے بھانے۔ اس کی ٹانگیں ہر
دور رکھ کر رہی تھکتی۔ وہ رخت کالی رخت ہاک
تھکتی کی تھکتی۔

"کیا وہ ڈاکٹر سے لپٹ کر اس میں تو نہیں
آئی؟" یہ سوچتے ہوئے مجھے بھی ہانک لپٹ آئی کیونکہ
وہ جاتی ایسا لگتا ہوا تھا۔ میں نے وہی کھانے کے لیے
تھی کہ کھانے کی تیز تھی سے کوئی اس رخت کے پیچھے
مت لگا اور لیکن ڈاکٹر کے سر کے سامنے لپٹے ہوئے میں پر
چھو گیا۔

وہ ڈاکٹر بھی میرا اپنے گھر کے بندو باند سے لگتا۔
رہی تھی۔

مجھے خوشی ہوئی۔ یہ تیر تو باقی نکالنے پر لگا تھا۔
وہ اس ڈاکٹر کی جہ سے اندر نہیں جا سکتی تھی۔

کچھ دیر اس ڈاکٹر کو کھانے سے بعد وہ چلنے
لگی۔ ہاں لگا جیسے باول کر کے گئے ہیں۔ اسکی
ہیانتہ لپٹ میں نے اپنی ڈاکٹر تھی کہ اس کے بند
رخت ہاک تھکتی میرے کان پھاڑے۔ اسے اسے
تھے۔ میں نے قانون میں وہیں ٹوٹیں ہیں۔ اس نے
اپنا کب جہت نہ کر دیا اور گواہی کیے تھے دیکھنے
کی۔ یہ وہی ڈاکٹر کو کھانے کوئی حیدر نہ ہے جس
آنکھیں اور ٹوٹیں ہر گز میرے کمرے میں آئے وہ
مجھے نمودار تھی۔ یہ وہی ڈاکٹر کیے ہاتھ تھکتا جوت
نے دیکھا۔ رخت دور کا تب رات۔

میں نے یہاں وہی تھکتی اور رخت سے اچھوٹے
میں نے یہاں وہی تھکتی اور رخت سے اچھوٹے
میں نے یہاں وہی تھکتی اور رخت سے اچھوٹے
میں نے یہاں وہی تھکتی اور رخت سے اچھوٹے

وہاں سے چلے آئے۔

”کیا بلا اپنے وطن کیلئے ہے وہاں؟“

☆ ☆ ☆
مہاراجہ جی صاحب سے ملنے کی خبر پر
شاہنشاہ نے کراچی میں ہوا۔ جتنے بیٹے اور گھر کے

ہاں! یہ ہے اور مجھے کام کیے وہی تمام حقوق میں بھر

ہیں۔ ان کا صلہ ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نمبریں لکھیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

پھر سب جوا کے ساتھ ہوا ہو گیا۔ درخت بالکل صحیح سلامت اپنی شاخیں لہرا رہے تھے۔ قبریں بھی پرانی حالت میں وہیں آج بھی تھیں۔ مجھے پانی کی شدید پیاس لگی تھی۔ کھسوٹ کر کاٹا ہوا چکا تھا مگر میرے پاس ایک اگلی جتنی بوتل میں ٹھوسا سا پانی رو گیا تھا۔ آدھا میں یہاں آنے سے پہلے اشفاق کو چلا آئی تھی اور پانی آدھا ساتھ تھا جو مجھے اس قبر کے لیے استعمال کرنا تھا۔ اس لیے میں نے خود کو اسے پینے سے باز رکھا۔

میری خراب ہوتی حالت سے فائدہ اٹھاتے وہ ایک بار پھر ہوا کے مجھ کے کی مانند میرے سامنے تھا اور میرے ساتھ میرا وہی جسم تھا جس میں قبرستان میں بھونچا ہوا تھا۔ زمین پوری شہوت سے لہڑکھنے لگا تھا۔ ہمارے جسم کی آتش فشانی مثل اپنا آپ دہرا سکتا تھا۔ لیکن تھا کہ زمین کا اگلے کی بجائے قبروں سے مروے اگل دیں۔ میرا وجود زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ موت میرے سر پر منزلہ رہی تھی۔ وہ کسی طرح سے مجھے لپکا کر دغا چاہتا تھا لیکن میں استہارے والی نہیں تھی۔ وہ آگ کا ہمسرہ میرے سامنے کھڑا اپنے قہقہے مارنے کا لہجہ کر رہا تھا مگر فیصلہ ابھی وقت کے ہاتھ میں تھا۔ قہقہے کون تھا؟ یہ ہے وہ اگلی والی تھا۔

میں آنکھیں بند کیے محال سے بے نیاز ہو گئی۔

"جب آسمان چھت چڑے اور ہمارے کھڑکی اور سمندر بھا دیے جائیں اور جب قبریں کھڑکی جائیں۔ ہر جان چھننے کے لیے جس نے آگے بڑھا وہ جو پیچھے۔ اسے آدھی آگے کھینچنے کے لیے اور پیچھے کر دیا جائے گا۔"

ہوا کی کپ کے شور میں اس کی دلی پہچان دینے میں تھیں۔

"جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تم کو مایوس ہوا فرمایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔ کیلی نہیں بلکہ تم غصہ ہوئے کو بھلا تے ہو اور بے شک تم پر کچھ تمہارا نہیں ہیں، مگر دیکھنے والے۔ کہ جانتے ہیں کہ تم کچھ کر رہے۔ بے شک نیکو کار ضرور جہنم میں ہیں اور وہ بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔ انصاف کے دن اس میں جائیں گے اور اس سے کبھی چھپ نہ سکیں گے۔" آخر کار وہ شیطان فرما جی اپنی تمام طاقتیں آزمانے کے بعد بار کڑا کر گیا اور زمین پر اس دور کر رہ گئے ہوئے اسی قبر میں چلا گیا۔ میں نے جیسے ہی دم کیا ہوا پانی اس قبر پر چھڑکا تو اس میں آگ کے شعلے لہڑکنے لگے۔ اس کے جل کر مارا کہ ہونے تک مجھے اپنے لہڑکیوں کو روکنا نہیں تھا، اس لیے درد جلدی کر گیا۔ آگ غصہ کی ہوئی تو قبر کا نام دشنام منٹ چکا تھا۔ میرا سر بھاڑی ہونے لگا اور میں اس درخت سے لٹک رہا تھا۔

"کیا تم لٹک رہے ہو؟" میرے چہرے پر درد اور غمروں سے مجھے دیکھنے لگی۔ آخر کار وہ دونوں جہنمی کسی گھر سے ہوش آ گیا تھا۔

"تم کون ہو؟"

"سندس صاحبہ کی کزن۔" اس کی جبرانی ہانپ کر میں نے اسے بتایا۔

"کون صاحبہ؟" وہ اٹھ بیٹھی۔ وہ غازیہ بیگم کی بیٹی صاحبہ کو نہیں جانتی تھی۔

"آؤ۔" پھر کہا ہے ہوئے اپنا پاؤں دیکھنے لگی۔ وہ بری طرح جھانپا تھا۔

"تمہارا پاؤں کیسے چمکا؟" میں نے انہماں بنے اس سے پوچھا۔

"وہ۔۔۔ کل رات میں رگوں کی مہندی سے وہاں آ رہی تھی تو رات میں ایک قبر میں چڑھ گئی۔"

وہی صبر و تاب ایک سے ڈر گیا۔

"مزدہ سانی" مگر کہے گئے اور وہ کھدائی تھی۔

"ہاں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

بلا بھلی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔" وہ۔۔۔ "ا۔۔۔" وہ درد سے

الحسن اقبال زاد احمد - کراچی

خوف کے سلسلے میں غوطہ زن باکھل فراموش ہو کر ناقابل یقین خوشیاں سمجھ کر ہنسنے لگتا ہے۔

چھ روزہ بعد وہ زور کے بادشاہ بنی واپس کے
 پاس اس جنگ میں غار کھیلنے کی اجازت کے حصول کے
 لئے جا پہنچا بنی واپس نے غار کی اجازت دے دے
 صاف انداز کر دیا جس کی وجہ سے کئی دنوں کی
 بادشاہ اور مائیل کے عہد خام کام کے سر میں سخت
 لڑائی ہوئی۔

”کھینچ دو۔“..... مثی والوں نے کہا اور تھوڑی دیر
 بعد وہ دو ہلوں پر آئے۔ ان میں سے ایک دروازہ کھلتا
 تھا جو وہاں ڈلو سپاہی تھا اور پوری طرح مسلح۔ ۱۱
 کہتا تھا: دوسرا آتی ہو جیڑہ تم تھا اور غیر مسلح وہ سپاہی
 فیسر تھا۔

”تو جوں کپتان نیب سے زمین پر گئے تھے
 کہ جیتے کیا اور ہلا۔“ میرا نام جانوں ہے۔ میں زوہبا کا
 بیٹا ہوں۔ میرا جانا اٹھتا ہے میرے آپ کی سب سے



اسے اپنی جگہ یاد رکھو۔

ہیڈن خاموشی سے یہ سارا سمجھ کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا جوڑے آگے کا رنگ ایک لخت نور کا تھا۔ تاہم اس کا بہت سا غم تھا۔ ہیڈن نے دیکھا کہ اس کے اظہار سے پہلے تو اس کے جسم سے حرارت کے آثار عموماً ہوتے پھر آہستہ آہستہ اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ اس کی گردن اور پیشانی کی کمر کیسے تھکن کر رہی تھی۔ پھر سر اٹھ گیا۔ ذرا دیر بعد یہ اشارات ہو چکے۔

[illegible]

دس دن تک وہ چٹل میں رہے۔

میرے رہے لیکن انہیں غلام نہ ملا۔ ایک روز وہ ایک
بیماری کے ماسک میں لپیٹا لے چلے گئے تھے۔
ہیٹن نے کچھ چکا تھا کہ وہ قیدی ہے اور غلام اس کا
مغیرانہ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ موقع ملے ہی غلام
دوبائے۔ اس وقت ہیٹن اور غلام اس مہم کو
چھوڑ کر گئے تھے۔ ان کی انیس طرح ایک مہم
ہے جو گھٹا چل رہی تھی۔ جنگ کے بہتر علاج ایک دوا
نہ مل رہی تھی۔ اس جنگ کا کیا نام ہے؟
ہیٹن نے دریافت کیا۔

”تبرہ دل کا جنگل“ ناموں نے بے خیال
 سے جواب دیا۔ ”او اسی وقت دنیا کے ہاوس میں
 راج رہا تھا کہ جس کا گھر وہاں سے کوئی ایک کھٹے کی
 مانت پر تھا۔“
 ”تبرہ دل کا جنگل“ وہ کسی طرح؟“ پھینکا
 نے تعجب سے پوچھا۔
 اس نے کہاں روکنے پر ترقی میں اور وہ تمام

خوفناک جنگ ہوئی۔ اگر جنگ سے خوف زدہ ہو کر
 ہمیں مسیحین ہانا ہے اس پر اٹھنا ہے مگر تم زندگی میں
 اس سے تکیہ نہ کیجئے۔

نہا اسی نے آج اہل کفر اپنے ظلم سے مجھے
 بتاؤ کہ مجھے کوئی شاعر کا کیا ٹھکانا
 ہوا ہے نہ کوئی جواب نہ دے دو وہ بے بیچارہ۔

کہنے لگے ایک تو لگا لگا ہوا ہے۔

”خدیوہ قادیان کے اسی ایک سو بیس خانہ داروں نے
اس وقت تو میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے۔“
بیٹوں نے کہا۔
”کوئی بات نہیں۔“ گاجہ نے بھرپور
کوتاہلی سے کہا۔

مگر کابھہ خفا اپنی نگہ سے ابھی اور اس سے
جلے جلے ہوئے نہ کہو کچھ ملکا اس نے اس کے سر سے ہاتھ

ایک ایک کات لے کر اس سے کئی جگہ کاٹ کر اسے اس کے
اچھے شہر کا گھر میں لے کر رہا کے لیے تم بھی اپنے
دوس کی ایک لے کات کر چکے۔

تاہم اسے تو رکھنا ہے کہ تم کی عقل کی رہا ہے۔

ہر گز کے رہا ہو کر ہی تم۔ اس نے اپنے قہر میں
چھوڑ کر ہی وہیں رہیں اور اس میں چھوڑ
ہیں۔ مجازاً جنگوں میں اس کا گھر کے
بے کو لیت میں لے لیا۔ ہر اس کے بے گھر
ہوں کے ہاں کی قہر ہی آگ میں چھوڑ دیں جو
اگر کات چکے ہیں۔ اب وہ زور زور سے مائیں لے کر
اس اپنے پیچروں میں کچھ رہی تھی۔ چھوڑ کر

یہاں سے اتر کر آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور شخص بھی آئے۔ اس کا سرور پر کی جانب اٹھا ہوا تھا۔
 اس نے دیکھا اس کے بچے کا رنگ نیلے ہو چکا
 خود آئینے میں اس طرح ادب کی
 جیسے غم سے تھی۔ تھوڑی دیر خاشا طاری
 ہو رہی تھی۔

ہیڈن نے ایک درخت کے دے کر بندھائی تھی
 وہاں بہن کی طرف تڑپ کر رہا تھا۔ بہن۔ اپنی جگہ سے
 جھپٹ کر دوڑ کر کوئی چلاؤں گا۔ میری بات سنو اور
 بکلی کی کوشش کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں قیدی
 ہیں۔ اب میں آؤں چاہتا ہوں اور آزادی کا یہ
 بہترین وقت ہے۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دو تو کوئی ایک
 گھنٹہ بعد زولو لینڈ کی سرحد صوبہ کرچاؤں کا پورہ اگر تم
 میری رول میں جا کر ہوئے تو یہ نہ ہوگا کہ میرے پاس
 بندوں ہے۔

بہن۔۔۔ میں نے یہ سب کچھ انعام میں اس کی
 طرف تھوڑی دیر تک رہا ہوں۔

"میں قید میں رہا ہوں۔ تم جانتے ہو
 کہ بادشاہ نے مجھے قید کی گہرائی کا حکم دیا تھا۔ پھر
 میں جسے جانے کی کوشش کرتا تھا وہاں سے لے کر
 "تم اس بادشاہ کا حکم سن رہے ہو جو تمہاری
 سبقت پر قید جانے کی گہرائی ہے۔" قید خانہ سے اتر
 کر چلا گیا۔ میرے ساتھ ہمارے چلے۔

"میں نے سب سے خاندان کو بادشاہ کے حکم کو
 یہ سمجھ کر کہیں جیسے جاسکا ہوں مفید کام۔"

تو پھر میرا ساتھ نہ ہو۔ مجھے جانے دو۔
 ہیڈن نے کہا۔

"میں نہیں ہو سکتا۔ تم میرے پیسے میں کوئی مار
 کر رہو۔ میرے سونے کے ساتھ میری امانت ہے۔" فرما کر
 چلا گیا۔

بہن نے سنا اور اسے جان کر کھڑا ہو گیا۔
 "میں تمہاری بہن کی اور فرسٹ کلاس کی رول
 دیتا ہوں۔ ہیڈن نے بندوں سے اس کے کول کا نشانہ
 لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے نہیں ہلک کر کے ہونے دو کہ
 اور اسے سب سے اچھا جاننے کی حفاظت کے لئے ایسا
 کہہ رہا ہوں۔"

"میں نے تمہاری رول چاہی تھی کہ تم میری درخت
 کی ایک سولی شائع ہو۔ یہ ایک چھوٹا سا لکڑی کی طرح
 ہے۔" وہ نے کہا۔

"میں نے تمہاری رول چاہی تھی کہ تم میری درخت
 کی ایک سولی شائع ہو۔ یہ ایک چھوٹا سا لکڑی کی طرح
 ہے۔" وہ نے کہا۔

ہیڈن نے منہ پر پڑا ہوا تھا اور چیتا اس کے پیچھے ہر
 تھا۔ چیتے کا ایک بچہ ہیڈن کی رول میں اس کے پیچھے
 میں اتر گیا۔ چیتے نے منہ کھول کر ہیڈن کے سر کے کچھ
 میں لیتے چاہتا تھا۔ چیتے کی پیچھے پر زور سے اڑا رہا تھا۔ چیتے
 نے ہیڈن کو چھوڑ دیا اور تاجوں پر لپکا۔ اسے اڑا رہا تھا
 نے مارا تھا۔ اس کا تیز دو تھمسنے کے جسم میں ٹوٹ کر
 تھا۔ اب اس کے ہاتھ میں اس شخص سے درخت کی سولی
 اور خشک شاخ آگئی تھی۔ چیتا اس کی طرف متوجہ نہیں
 نے اس کے منہ پر زور مارا اور اس کی سست کی رول سے
 ایک طرف ہو گیا۔ چیتا بچے بہت کڑی طرح سے اڑ رہا تھا
 بہن بہت کڑی طرح سے اڑ رہا تھا۔ وہ ہر جگہ میں چیتے کے
 منہ اور سر پر زور کر رہا تھا۔ ہیڈن نے ایسا ہی طرح کر کے
 بہن کی مدد کرنے کے قابل نہ تھا۔ آخر بہن نے
 چیتے کی کھوپڑی پر زور کر لیا۔

ہیڈن نے اس کا شکر ادا کیا تو بہن نے
 اسے کہا کہ شکر یہ ہمارے بادشاہ کا ادا کر۔ جس نے مجھے
 تمہاری حفاظت کے لئے ساتھ بھیجا ہے۔ بہن ہاتھ کر
 ہی رہا تھا کہ ہیڈن پر خوش غامدی ہوئی۔

"جب ہیڈن کو ہوش آیا تو اس نے ایک غوفی
 آواز میں کہا۔ "میں قید میں تھا۔ میں نے کس آواز
 کوئی بات نہیں سنی۔" ہیڈن نے کہا کہ بہن کی آواز
 سنائی دے رہی ہے۔ غور سے سن لیا آیا ہے۔ رول جلد ہی ٹھیک
 ہو جائیں گے۔

"بہن" ہیڈن نے دیکھ کر کہیں کہا۔ بہن نے اتر
 تم مفید لاکھ کی بات میں لیتے ہو کیا صبح تھا؟ اس نے
 نہیں سنی تھی۔ اپنے ساتھ ہمارے ملنے کے لئے کہا تھا۔ اس
 کی بھی جان ہی جاتی تھی۔ بہن ہادی بھی۔ اب بھی وقت
 صبح آگیا ہے۔ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس وقت صبح اگر ہم
 نے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم ایک دوسرے کو ساری عمر نہ
 پا سکتے تھے۔

"میرا احسان نہ کرنا۔" بہن نے جواب
 دیا۔ "میں تمہاری رول میں جا کر اس شخص نے سنا پائی ہے
 میں جانتی ہوں بادشاہ کا ہر وقت ہر حکم میرے لئے

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے منہ پر پڑا ہوا تھا اور چیتا اس کے پیچھے ہر
 تھا۔ چیتے کا ایک بچہ ہیڈن کی رول میں اس کے پیچھے
 میں اتر گیا۔ چیتے نے منہ کھول کر ہیڈن کے سر کے کچھ
 میں لیتے چاہتا تھا۔ چیتے کی پیچھے پر زور سے اڑا رہا تھا۔ چیتے
 نے ہیڈن کو چھوڑ دیا اور تاجوں پر لپکا۔ اسے اڑا رہا تھا
 نے مارا تھا۔ اس کا تیز دو تھمسنے کے جسم میں ٹوٹ کر
 تھا۔ اب اس کے ہاتھ میں اس شخص سے درخت کی سولی
 اور خشک شاخ آگئی تھی۔ چیتا اس کی طرف متوجہ نہیں
 نے اس کے منہ پر زور مارا اور اس کی سست کی رول سے
 ایک طرف ہو گیا۔ چیتا بچے بہت کڑی طرح سے اڑ رہا تھا
 بہن بہت کڑی طرح سے اڑ رہا تھا۔ وہ ہر جگہ میں چیتے کے
 منہ اور سر پر زور کر رہا تھا۔ ہیڈن نے ایسا ہی طرح کر کے
 بہن کی مدد کرنے کے قابل نہ تھا۔ آخر بہن نے
 چیتے کی کھوپڑی پر زور کر لیا۔

ہیڈن نے اس کا شکر ادا کیا تو بہن نے
 اسے کہا کہ شکر یہ ہمارے بادشاہ کا ادا کر۔ جس نے مجھے
 تمہاری حفاظت کے لئے ساتھ بھیجا ہے۔ بہن ہاتھ کر
 ہی رہا تھا کہ ہیڈن پر خوش غامدی ہوئی۔

"جب ہیڈن کو ہوش آیا تو اس نے ایک غوفی
 آواز میں کہا۔ "میں قید میں تھا۔ میں نے کس آواز
 کوئی بات نہیں سنی۔" ہیڈن نے کہا کہ بہن کی آواز
 سنائی دے رہی ہے۔ غور سے سن لیا آیا ہے۔ رول جلد ہی ٹھیک
 ہو جائیں گے۔

"بہن" ہیڈن نے دیکھ کر کہیں کہا۔ بہن نے اتر
 تم مفید لاکھ کی بات میں لیتے ہو کیا صبح تھا؟ اس نے
 نہیں سنی تھی۔ اپنے ساتھ ہمارے ملنے کے لئے کہا تھا۔ اس
 کی بھی جان ہی جاتی تھی۔ بہن ہادی بھی۔ اب بھی وقت
 صبح آگیا ہے۔ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس وقت صبح اگر ہم
 نے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم ایک دوسرے کو ساری عمر نہ
 پا سکتے تھے۔

"میرا احسان نہ کرنا۔" بہن نے جواب
 دیا۔ "میں تمہاری رول میں جا کر اس شخص نے سنا پائی ہے
 میں جانتی ہوں بادشاہ کا ہر وقت ہر حکم میرے لئے

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔

ہیڈن نے اس کے اچھے سلوک کا شکر یہ ادا
 نہ ہوئے کہ تم خوش قسمت ہو کہ میرے بادشاہ کی
 رول میں رہا ہے۔ آج میرے کاش ایسا بھی نہ ہو
 سکتا کہ تم مجھے کھائے جا رہا ہے۔



”بیگنا“ کا تعلق سے اخیر کسی وقت کے کہا ہے۔
 اور اگر انداز میں چلی ہو تو یہ کہہ سکتا ہے کہ کلاسی
 کے لئے ”سوئے“ ہے کہ ”سوئے“ ہیں۔ اس نے

کہا: ”اب ہا ہوں تم آگے چلو۔“ ”اپنے چپ چپ سے کھانے کے لیے۔“

ہیڈن نے اپنا کوہیاہ کی سڑک پہنچنے کے لئے
گھڑا کا اور تر کر زمین پر کھڑا ہو گیا پھر اس نے
غلاموں کا آؤرس والا ہور گھڑا ایک کارہا کا نشانہ
پہنچا۔ اپنا کئی ٹکر جو ایک دم بددوق پر پڑی تو وہ
تختہ ہوا کہ جہاں تھا۔ جس رک گیا۔ پھر ایک ٹکڑی
گھڑا پر چڑھ کر : تختہ آتا تھا اور اسے شور مچاتا

ہے تھے۔ دینی ادارے تھے۔ اور بے تحہہ فوجوں کے انکار



تورانی ہستیاں

نورینہ امیرہ - محکمہ

ان کی یہ بات گرتے ہی ہر طرف دھند اور روشنی مچھنے لگی اور میں بس ہی دھند میں لپٹا ہوا پتا نہیں کب تک چلتا رہا پتا نہیں چلا آ نکھ کھلی تو اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور سارا جسم پھینٹے میں شراہور ہو رہا تھا۔

اچھی کہانیاں کے حاشیہ کار مجاہد کے لئے ڈھنسا رہے تھے۔ جھوٹے والی... کہانی

کھانڈی اور قرآن مجید کو پڑھنے کے بعد کچھ دلوں کو سکون
 محسوس ہوا مگر فریادوں نے اپنے اپنے بیڑے کی سلاخی کے لیے
 دعا کی اور قرآن شریف کو احرام سے لپیٹ کر دکھایا
 اور بیٹے کے نزدیک اپنے تئیں گمراہی کا موسم تھا
 کوئی گرم بستر دل میں پڑھنا نہیں سہا تھا لیکن اس
 دیکھ کر وہ اور بے چین ہوا کسی اور پر آمادہ نہیں آ رہا تھا
 اچانک وہ اندھوئی بے چارے کی وجہ سے اٹھ بیٹھیں اور
 بی بی فاطمہ کو جس کی سس کا وہ سانس نہ کر رہے تھے کہ دنیا
 کی دعا نہیں کرتے تھیں ان کی آنکھیں سے بے انتہاء
 نرسو جاری تھے اور دل بیٹے کی زندگی کا کھٹکا اٹھا کر لے کر
 کوس کے چر کی طرح لڑ رہا تھا اس عالم میں وہ سب
 رہتے تھے ان کی آنکھوں کی دھانچے اس عالم میں کسی اور
 تک سوتی رہیں تھیں کہ اچانک ان کو کسی نے اٹھایا اور
 چڑھ کر نیند سے جاگ اٹھے۔ یہ فاطمہ کا چارہ گروہ
 بستر پر بٹھا ہوا تھا اور اس نے من کو دکھایا تھا کہ وہ اس
 لگ رہی تھی اور اس کو پانی کی طرح سے فاطمہ کی والدہ اس
 منظر کو خوب سمجھ کر تھیں تھیں تھیں کہ کہیں نہ پانچ دن
 سے بے ہوش بیٹے نے انھیں تنگ کر رکھے ہوں گے۔
 بستر پر اٹھ کر بیٹا ہوا تھا خیر جو تھیں وہ سب ہوئے
 انہوں نے بک سماسے پانی نکال کر پیے گاؤ۔ پانی

وہ دے اپنے طور پر اپنے اکلوتے بیٹے کا بہت علاج کرکھا شہر سے بھی دوا لیں گے کہ استعمال کروائیں لیکن کوئی افتادہ ہوا دکھائی نہیں دیا ایک شام کو کل نواز کی طبیعت صبح سے بہت خراب تھی کھروار کے باعث طبیعت کھروار سے خراب تھی جسکی دوا دلا دین گئے پاس ہی جنکی تحیں من کی سب سے بڑی بہن کی عمر اس وقت چھ سال اور سب سے چھوٹی تیسرے نمبر والی بہن کی عمر اس سال تھی وہ سب اپنے پیارے بھائی کی حالت دیکھ کر گریزدار پریشانی محسوس کرکے اچھا بھلا صحت مند بھائی کو کہہ کر کاشانہ پر پہنچا دیا۔

ان کی دھواں کی اپنے گھر کے چاروں طرف
 ہوئے دیکر گراں گھول سے آنسو بہا رہی تھی جب رات
 گری ہوئے تھی تو اس وقت بہنوں کی ایک ٹیم گر کے آ
 گئے تھیں ان کی طرف سے آجیب کو نیند کی خبر ان آنکھوں
 سے سمیٹ لیا تھا جبکہ دیکھاری ماں سے نیند سکون اور
 بچن سب لادھو چکے تھے کل نو ہزار پر نیم سب عورتی طاوری
 تھی ہر طرف سے ڈاکٹر اور نرسیوں سے جواب مل چکا تھا
 تھا کہ کنہ نہ تھی نہیں ہوا تھا اور سانسوں کی ڈوری بڑی
 دیر لڑ رہی تھی دیکھاری ماں کا جب دل
 بہت زیادہ تھی تھیں جو تو وہ قرآن شریف پڑھنے لگیں

یہ گزشتہ بندوں پر ایمان اور بھی پختہ ہو گیا یہ دھندلے
انہی پر کھیل مصلحت کی زبانی ہی سنا چاہتی تھیں تاکہ
شکل قائم رہے۔

میرے شوہر کا نام بھی تو فرقا دے دیتے ہوں۔
 کہ انکو سوتے بیٹے تھے ہوا میں کی تیں نہیں بھی تھیں۔
 ان کے والد باک فوج میں تھے۔
 جنگ کے دوران میں بھی تھے۔

ابھی یہ تھا الگ تہذیبوں کا آخری سہارا تھا
کی تخیل، جس میں ان سے بڑی قومیں تھے مگر ان کو کچھ بھی
سے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور بچپن سے ہی
مہارت فرما رہے تھے اور ان کے علاوہ وہیں چھوٹا عربی
سے عبادت گزار اور اہل بیت علیہم السلام اور خدا کے
مگر گزیرہ بدھوں کا احترام کرتے تھے لیکن ایک دن ایک
یہاں واقعہ پیش آیا جس سے ان کا ان نورانی ہستیوں
تین طرز پر پتہ ہو گیا۔

ہماری کہ جب ان کی عمر محض آٹھ سال تھی ان کو
 مدد جان لیا انکار نے آگیا اس وقت ان کی والدہ
 نے ان کا بہت علاج کرایا جب کہ ان کو دیکھ کر
 اور دیکھ کر اسے لیکن کوئی افادہ نہیں ہوا اس وقت
 یہ ایک فیسٹ دھرم اسے عام نہیں تھے لیکن جن کی

الہی کا دن ایک مردِ موسیٰ کی ہادش کے
دوران میں اہلِ برہمن صلب کے ساتھ ان کی ذاتی کار
میں خود کی قصبہ میں داخل ایک نوجوان صلب کے شہر کی
مچانک سے جانے والی وقت کے طے میں چاروں کی
ہادی میں ہر صلب ہر صرب فرم فرامی ان میں ہر
کسی کے کھد میں شریک ہوتی ہیں موسیٰ ہر ماسی
وحدان ہادش کے کی حد سے امانت میں ہر
کھادی چار ہادش کے اہلِ برہمن میں ہر
موسیٰ کھت کھتیں تھے جس میں کھت کھت ہر ہر
بھی نظر آتے تھے اس مردِ موسیٰ میں ایسے طریقی اور
الہی کا دن موسیٰ کی ہادش میں خود ہر انسان کو
موسیٰ کے ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ان میں کھت کھت میں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
اہلِ برہمن ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
افغانی کرے

ہم دونوں کا مختلف منصوبات پر بات چیت کرتے ہوئے بات کا رخ اچھلے پیچھے اسلام اور مختلف روایتی عقیدوں کی طرف مڑ گیا تو انہوں نے مجھے ایک واقعہ بتایا جو میں نے اس مرحلہ شریعت کے حلقہ سے اس واقعہ سے محفلِ توحید میں سنا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے

پینے کے بعد انہوں نے کھانے کو کھانا تو حیرت زدہ وہاں
نے رات کے کھانے سے بچی ہوئی اور چورہولی آلو کے
سایں کے ساتھ بچے کو اپنے ہاتھ سے کھائی جاتی تو وہ
ان کے ہاتھ سے ٹکڑے کھا کھا کھانے کا اور ایک روٹی
کھائی مگر کوئی آنکھوں پر پھین نہیں آ رہا تھا کہ کسی
بوسے سے اس پر ہاتھ پڑے تو اس طرح سے کھا کھا چھوڑا
جیسا جواب ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ تیار ہو ہی نہیں
تھا لیکن کچھ بچے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کھا کھانے
کے بعد وہ ایمان سے ہونے کے لئے کہتے تھے اور
جی کی والدہ حیران اور خوشی کی کیفیت میں تھیں وہ جانتی
تھیں کہ اس کی وقت کی تہذیب کی سب سے بڑی باتوں کی
آواز بلند ہوئی تو وہ ان کو خوش کرنے چلی گئی اور خدا
کے حضور پہنچ کر دعا کی۔

مگر بھی بچہ کافی دن چڑھتا تھا سو یا رہا تھا
مگر کو جب ماں نے بچوں کو اپنا تک بھائی کی محبت
پائی کے اس سے ملنا شروع کر دیا تو بھائی سے بھولی نہ
تھیں اور بھائی کے آس پاس میں خوش فخری
سانے کو روڑ پر لے دیکھتے ہی دیکھتے محل والے باری
واری بچے کی محبت پائی کے لئے سہارا دے دیتے آئے
تھے تیار اور کھڑے پھر آہستہ آہستہ محبت پائی کی
جانب گھومنا شروع کیا۔

لیکن ماں کی والدہ اس کا تک ہونے والے
مکڑے بہت حیران تھیں کہ جس بچے کی محبت اس
قدر خواہش ہو کر اکل اور عظیم ہو گئی اس کی زندگی سے
ایسا ہو جائے وہ اپنا تک ہی ایک دم سے محبت
پا کر رہا ہے۔

مگر جب وہ محبت پا کر ہونے کے چھ سات
روز بعد پھر ایک بیٹا پیدا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ اپنے
سایہ میں لگے ہوئے تھے جیسے جب کھانا کھا کر اس
نے اپنا تک اس سے سول کیا کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے کہ جسے اس نے حق زندگی عطا فرمائی، میں اللہ تعالیٰ
کا شکر ادا کروں گا تا کہ جسے میں ایسے ہی اپنا تک تو
محبت لے کر رہا ہوں گا۔

حیران ہو کر کہا۔

اس کی جیسا رات میری بہت زیادہ طبیعت
خواب تھی اس رات میں بہت دیر تک جاگتا رہا پھر سے
جسم میں پھیلنے پر بہت درد ہوتا رہا پھر آہستہ آہستہ میری
ظفر ختم ہونے لگی اور جسم جیسے ٹھنڈا تھا کہ ہاتھوں کے ساتھ
ہی اڑنے لگا ہے ہر طرف لگتا تھا جیسے دھندلی دھند ہے
میں اس وقت میری آنکھیں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھیں
لی بی سائے آنکھیں اور جیسے ہاتھ کے اندر سے
دھیرا دھیرا رگ جانے کا کہا ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی
تھی ان دونوں کے چہروں پر بہت زیادہ روشنی تھی کہ میں
ان کی طرف دیکھ کر ہی ہنس پڑتا تھا۔

مگر وہ لی کہنے لگیں کہ اس بچے کی دیکھائی میں
نے دور دورہ کو اللہ تعالیٰ کو اور مجھے تمہارا واسطہ دیا ہے اس
لئے اس کو نیکیا سے دیکھنا بھی بجا رہا ہے ورنہ اس نے
ابھی آگے بہت زیادہ سہا سفر طے کرنا تھا، جا بچے اب تم
بھی بھلا میں جھلا نہیں ہو گئے۔

ان کی یہ بات کرتے ہی ہر طرف دھند اور
روشنی پڑنے لگی اور میں اس ہی دھند میں لپٹا ہوا تھا
کب تک چلتا رہا پھر اس چلا آگے کھل کر اپنے بہتر لپٹا
ہوا تھا اور مارا دھم پیسے میں شریا اور ہوا تھا اس وقت
مجھے شدید ہلک رہی تھی اس لئے میں نے آپ کو
دیکھا تھا اس معصوم بچے نے تفصیل سے جواب دیا جیکہ
والدہ حیران ہو گئیں۔

اگلے دن محلے کے مولوی صاحب بچے کی
فہریت دریافت کرنے چلے آئے اور بچے کو درجہ محبت
دیکھ کر بہت خوش ہوئے والدہ نے ان کو اس رات کا
واضعہ کہنا یا مولوی صاحب بھی یہ بات سن کر حیرت زدہ
رہ گئے پھر ان کی والدہ کو سہارا دے دے گئے کہ بچے کو کوئی
زندگی عطا فرمائی رب العالی نے لیکن مولانا صاحب
میں بالکل ہی اس کے ساتھ ساتھ ہی تھیں ہوئی تھی اور
سوئے جا گئی کیفیت میں تھی لیکن مجھے تو اس وقت گرا
ہوا پھر بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

بات یہ ہے کہ بچہ اپنے معصوم ہے اور مہربان

ہے پاک ہے اس لئے اس کو وہ نورانی ہتھیں نکلا
تھیں اس بچے پر دیکھنا خدا کا خاص کرم ہو گا مولوی
صاحب نے شفقت سے کہا۔

مگر ان کا کہنا سچ ہی ثابت ہوا اس بچے جس کا
ہم مل کر ان کا اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ایک ایک
میں اعلیٰ ہند سے پے فائز ہوئے شاہی بھی ایک اعلیٰ تعلیم
افتخاروں سے ہوئی زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی
لیکن ان کا دل اپنے علاقے شاہی میں تعلیم کی کمی
دیکھ کر بہت حیران ہوا تھا اس شخص کے لئے انہوں نے
اپنے گھر کے ایک حصے کو کھوس کر دے دیا تھا ایک
رائے میں اسکول کی ابتدا کی جس کی تعلیم کم تھی
لیکن تعلیم بہت اعلیٰ تھا راج اور پھولی کے اوقات
میں جب یہ بچے صاف ستھرے بہترین بچہ دارم میں
اسکول آتے تو بہت اچھا محسوس ہوتا کیونکہ اس وقت
سرکاری اسکولوں کے بچوں کی ظاہری حالت اتنی خاص
نہیں ہوتی تھی ایک دن دو اپنی گاڑی سے نر کر اپنے
اسکول میں داخل ہوئے تھے اسکول میں ہی تھوڑے
لمحہ میں میں ان کی رہائش گاہ بھی تھی جس میں دو اپنی
گاڑی اور دو بچوں کے ساتھ رہتے تھے جس وقت وہ
گاڑی سے نر کر داخل ہونے لگے اسی وقت ہمیں
کی گھنٹی بج گئی اور بچہ دارم میں ایسے صاف ستھرے
بچے ایک قطار کی صورت میں کھڑے ہوئے تھے چورہولی
کی خواہ صاحب ان بچوں کو رات سے بچے کی خاطر
دور سے سے باہر سے کھڑے ہو گئے تھے اپنا تک ان
کی نظر ایک بڑی محبت پر پڑی تھی وہ بچہ دارم کے
ساتھ کھڑی ہو کر بچوں کو بڑی دیکھی سے دیکھ رہی تھی
اس محبت کا مزید کچھ فریب و ریشاں کا سا لگتا تھا یہ
محبت شاہی میں کے عرس کے دن تھے اور مولوی کی یہ
گزارہ کی طرف چلی تھی ان عرس کے دنوں میں
آخری روز یک اور دو روز کے گاؤں سے لوگ عرس
کے لیے شریک ہونے آ جاتے تھے وہ بڑی محبت بھی
فرمائی میں سے تھی۔

کیا یہاں کی بیباں کیوں کھڑے ہیں انہیں

نے خوب سے بڑی محبت سے اتنی ابر سے میں
کھڑے ہونے کی وجہ سے تھی۔

مگر ان کے بچے کی کسی کھسورہ و بچوں وہاں
کے بچے اتنے سکول میں چڑھتے ہیں جیکہ ہم فرجی کے
بچے اس وقت پر تھک رہے ہیں۔

اس کی محبت نے مناصب سے نکالا۔
لیکن میں کی کسی بڑی محبت میں انہوں نے
اسکول کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔
اس سے تمام فرجیوں کے لئے یہ بھی زیادہ ہے
یہ کہ وہ محبت وہاں سے چلی گئی تھی کوسٹ کا
ایک نامہ لکھا گیا تھا کہ اس نے اس وقت کوسٹ فرجی
کودہ کی کہ یہ اسکول بچے کے زیر انتظام آ جائے اس
سے یہ ہوا کہ فرجی بچہ دارم وہاں کو وقت میں ہی
ان کی یہ خوش کامیابی ہو گئی لیکن میں اس کے لئے
بہت ہی فریادیں بھی دہلی میں لکھ کر دے کی کل شرو
تھی یہ ہی تھی کہ اسکول کی محبت کے لئے وہ فرجی
سے خوش قسم کر رہی تھیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں
کے ساتھ ان کو ہمیشہ خوش سخت ہوا چاہو ہو گئی
وہاں فرجی نے شریا ہو گئی۔

لیکن ان کا جواب ہم بچوں کے بھری
شریہ تھیں ہو گیا۔

آج چھوٹی گئی تو ان صاحب ہم میں سے بڑے
نہیں ہیں ان کے ہاتھ بڑے بڑے بچے تعلیم
حاصل کرنے کے ہو اپنے لگے کی محبت میں
معرول ہیں اگر اس صاحب نورانی ہتھوں کی وہ حاصل
نہ ہوئی تو یہ سب کیا ہوا چھوٹی صاحب نے اپنی طبیعت
فرجی کی اور اپنے خالص حق سے جانے حیرت کی
بات یہ ہے کہ اس ہاتھ کے بعد ان کی زندگی میں بھی
ممولی سا بھاری تھی صاحب تعالیٰ ان کو جہاں وہاں
میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی فکر و محنت کے
دلوں میں ایک بار بار سے آئیں۔



وہاں سے دیکھو۔۔۔!! اس نے اپنی سنی
میں بیٹھ کر اپنی اپنی دوسری باتوں کی
تصویر کھینچ لی۔ جو کہ ہونے کے بعد
دیکھا۔ اور اپنے ہنر کو دکھانے میں
اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے
لئے اس نے اپنے ہنر کو دکھانے کے
لئے اس نے اپنے ہنر کو دکھانے کے

Bar Blood 1

April 2023

Dar Digest **151**

ہاتھ لے کر بیٹھے تھے میرا کہنے وہ ٹھہر گیا تھا۔
 بیٹھے تھے۔۔۔ "میں کوئی کریم جڑوں ہو گئے
 تھیں۔۔۔" "کیا تم نے؟" "ایسا ہی ہے۔"
 "بیٹا۔۔۔" "کیا تم نے؟" "کیا تم نے؟"
 "جیسے کہ میں نے نہیں کیا۔" "میرے پاس ہے۔"
 "ہاں۔۔۔" "مجھے بھی لگا کر کوئی ڈھانچہ کھڑا
 ہے۔" "جس نے کپڑے پہن رکھے۔"
 "جہاں۔۔۔" "میرا ڈھانچہ حرکت کر رہا ہے۔" "بیٹا
 کی بات پر سب نے قہقہے لگائے اور اندر آ گئے۔ اسے یہ
 سب سن کر خوش ہوا۔ سب اپنے کمروں کی
 طرف چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

وہ دن جس میں ان کی بات ہوئی تھی۔ جب سے وہ
 اس گھر میں آئی تھی۔ وہ جس کی طرح کام کرنے لگا
 جت لگی تھی۔ مگر کوئی بھی اس سے خوش نہ ہوا تھا۔ وہاں
 ایک مہلا تھی۔ ساہوکار اور سادہ سی تھی۔ زیادہ پرانی
 ڈھلوانی (درجہ) تھی۔ وہاں میں کھسکی تھی۔ اس نے آج
 کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ وہ لوگ باہر کھانے چلے گئے
 تھے۔ وہاں پر بھی کھسکی تھی۔ اس نے کھانا شروع کر دیا۔
 وہ بھی وہی کی ساہوکار تھی۔ اس کا مزہ نہ تھا۔ وہاں سے
 سے داخل ہو گیا۔ وہاں پر بھی کھسکی تھی۔ اس نے بیٹھا
 کھانا کھا۔ اس کی کراڑگی تھی۔ وہاں سے اسے سب
 کھا چکے تھے۔ کوئی چیز چھانی تھی۔ وہاں پر دیر لگی
 اس نے غصے سے بول دی۔

"سنو! تم اس طرح نہ چھو نہیں سکتی
 ہو۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"

"کب بھر نہیں آئے ہو؟" "اس نے
 دوتے دوتے گئی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"

"تمہاری مدد کرنے۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 انہوں نے کہا۔ اس کا مزہ نہ تھا۔ وہاں سے اس نے
 کھانا کھا۔ اس کی کراڑگی تھی۔ وہاں سے اس نے
 کھانا کھا۔ اس کی کراڑگی تھی۔ وہاں سے اس نے

"میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 چہرے پر آنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ وہاں تک پہنچا تھا
 لگا ہوا تھا۔

"لگ کر کیسے۔"
 "سارے فروع میں دیا جہاں کی ہے شہر نہیں
 ہیں۔۔۔" "اس سے نکال کر کھا۔ کھا۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 سے نہیں تو ہو کر سے مر جاؤ گی۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کے انکار میں کچھ بھی نہیں کھا۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 اسے مار دیکھا۔ وہ سوچا تھا۔ کچھ بھی نہ کر
 دھیرے سے بولی۔

"مگر یہ تو لاک ہے۔" "اس نے مزہ
 کو پریشانی سے بتایا۔

"ہاں تو لاک کھانا بھی جاسکتا ہے۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 نے کد سے چمکائے۔

"پر کیسے؟" "اس نے پتھری سے اشارہ کیا۔
 "تم میں ایک بچہ اٹھا کر اٹھنا سنا ہے۔ اس کے
 لاک میں کھانا۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 اسے بتایا۔ اس نے مزہ کی بات پر ہلکے بھی ٹل نہیں
 کیا۔ وہاں تک کھڑکی میں کھانا ہوا۔ اس نے کھڑکی کی طرف
 دیکھا۔ وہاں ایک کالی سی لٹی کھڑکی تھی۔ اس نے غصہ
 غصوں سے کھسکی تھی۔ اس نے مدد کے لیے ہڑو کو
 دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

"میں تمہاری کنگی مدد نہیں کر سکتا
 ہوں۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 خورندہ ہو۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 ہوگا۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 چند لمحوں کی کھسکی تھی۔ اس نے شہر کی آواز نکالی۔ لی گویا
 ہوا کی سب سے دیر لگی تھی۔ اس کا مزہ نہ تھا۔ وہاں سے اس نے
 داتے پلا گیا۔ کھڑکی سے سر دھکا کھڑکا۔ اندر آیا۔ وہاں
 کے رنگ اپنے میں سرایت کر گیا۔ اس نے اپنے وہ
 رنگ کی ڈال دی۔ وہاں سے آواز دہری تھی۔ اس کی
 بھی لگ کر رہی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

کے اوجھڑے تھے۔ وہاں سے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"مجھے سوچا تھا ہے۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 ہے۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 ہیں۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"آپ آکر مجھے حیرت نہیں لگی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 چلے گی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 فوج میں رہے گی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"

کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"تم۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 وہ پہلے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"ہاں۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 ہوں۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

ہوں۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"ہاں۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"تم۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"اس کی کوئی بہانہ نہیں رہتی ہے۔"

اس نے بے پناہ سے بتایا۔
 "مات کے اس چہرہ پر سخت صحت کو کیا ہے
 چہرہ۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"اب سنو۔۔۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔" "میرا وہی کر رہی تھی۔"
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔
 کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔ اس نے کھسکی تھی۔

"میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔"

”اے۔۔۔! مگر کتنے چاہیے! ایسے ہی مہم
پاس بہت سارے بچے ہیں“ وہیں نے عرض کیا۔

۱۱۔ تو میرا جانشین کی۔۔۔۔۔ ۱۲۔

میں بھیک رہی تھی۔۔۔ اکیلی بہن سب کو روتی ہوئی

...☆ 11

Dar Digest **162** April 2023

☆ ☆ ☆

سکھیا گھن کے تیار رہے میراں مظلماں آپ

Dar Digest **163** April 2023

ماموں نے جلدی سے دروازے کو کھولا
اندروں سے لاک تھا۔ دونوں میاں، بیوی نے ایک دوسرے
دیکھا۔ ان کے چہرے خوف سے مگر گئے تھے۔

"ماموں آپ کھڑکی دیکھیں۔" وہ
ہے۔۔۔!! کھڑکی کھلی ہو۔۔۔!! "نارو نے پوچھا
حاضر دماغی دکھائی، یہ جیساں کا کر رہا تھا۔ ماموں
سے کمرے کی کھڑکیوں کی طرف بڑھے۔ ایک
ایک کر کے کھڑکیاں دیکھنے لگے۔ تینوں کھڑکیاں
پٹ بند تھیں۔ اب وہ دوسری کھڑکی کی طرف
بڑھے۔ دو پٹ بند تھے۔ تیسرے پر اس نے با
ڈالا۔ وہ بھی بند تھا۔

"ماموں جان!! آپ کھڑکی کا شیشہ تو
دیں۔۔۔!!" نارو نے ایک دم سے کہا۔ ماموں
سردی کے باوجود چہرے پر آیا پسینہ صاف گہلا ہوا
کی طرف بھاگ گئے۔

"ممانی جان، آپ جلدی سے دروازے کے
کی کھڑکیاں دیکھیں۔۔۔!! میں لیٹا کی طرف بڑ
ہوں۔۔۔!!" نارو کی بات سن کر ممانی بالکل کی طرف
ننگے چر فرش پر دوڑی اور دروازے کے کمرے کے
کو دھکیلتے لگی۔ خوش قسمتی سے دروازہ اندر سے بند
تھا۔ ممانی اندر گئی۔ اس نے بیڑ کے جن پر بس گئے
مخالف سمت میں گھمائے اور کمرے کے کھڑکیوں کو
لگیں۔ اب دروازہ کو بڑا کر اٹھا رہی تھی۔

"دریہا جیٹا۔۔۔!! اٹھ جاؤ۔۔۔!!"
چلو۔۔۔!! یہاں گیس بھر گئی ہے۔۔۔!! "ممانی پان
کے لہجے میں خوف کی آمیزش شامل تھی۔ دریہا بچے
مگھوڑے گدھے بچ کر آرام سے سوئی ہوئی تھی۔ ایک
دم سے ہڑبوا کر اٹھ بیٹھی۔ وہاں کو ناگھی سے دیکھنے
لگی۔ فوراً ممانی نے اسے سینے سے لگا لیا۔ اب وہ
اٹھا کر باہر لا رہی تھی۔ وہ بے وقت اٹھائے جانے
ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔

(جلد بنا)

دروازے پر ضرر نہیں اور! تمہارے شروع کر دیے۔
"یا اللہ خیر۔۔۔!!" کہیں یہ لڑکی پاگل ہو گئی تو
نہیں ہو گئی ہے۔۔۔!! "ماموں پٹنگ میں بالکل سیدھے
پہن گئے۔

"ہاں کچھ تو ہوا ہے۔۔۔!!" کمرے میں بالکل
بھی روشنی نہ کریں۔۔۔!! گیس کی بوتل کمرے میں بھر گئی
ہے۔۔۔!! مجھے تو محسوس ہو رہی ہے۔۔۔!! "یا اللہ خیر نہیں
باہر آگ نا لگ گئی ہو۔۔۔!!" ممانی نے جلدی سے تیز
لہجے میں چیخ کر کہا۔ عادل ماموں کے حواس ایک دم سے
کھام کرنے لگ گئے۔ وہ اٹھ گئے۔ اس نے بیڑ کے دونوں
جن تھما کر گیس روک دی۔ اب وہ دونوں تیزی سے باہر
دروازے کی طرف گئے۔ ابھی بھی باہر دروازے پر نارو
لاٹس مار رہی تھی۔ اچانک دروازہ کھلا اور نارو نے جیسے ہی
ان کو دیکھا۔ وہ ماموں سے لپٹ گئی۔ وہ روئے جا رہی تھی۔
"ماموں، ممانی جان!! شکر ہے۔۔۔!! آپ
دونوں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔۔۔!! مگر میں کوئی گیس
آیا تھا۔۔۔!! میری چیخیں سن کر وہ بھاگ گیا۔۔۔!! میں
بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔!!" نارو جیسے ہی ماموں
سے جدا ہوئی، اس نے بھیکے لہجے میں کہا۔ ممانی نے
جلدی سے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر کیا اور کمرے کی
کھڑکیاں کھول دیں۔

"ماموں جان!! ممانی کیا کر رہی ہیں؟" نارو
نے بھولپن سے پوچھا۔
"کمرے میں گیس بھر گئی ہے۔۔۔!!" ممانی
نے ناچاہتے ہوئے بھی وضاحت دی۔ اچانک وہ ٹھنک
کر رک گئی۔ سب کچھ جیسے ہی منظر میں چلا گیا۔ وہ ایک
دم چینی۔

"عادل۔۔۔!! ہمیں بچوں کی خیریت معلوم
کرنی چاہیے۔۔۔!! ان کے کمروں میں بھی بیڑ رات
مکے آن ہوتا ہے۔۔۔!!" ممانی کے کہتے ہی ماموں
نے ایک دم دوڑ لگا دی۔ وہ دونوں بدحواسی کے عالم
میں بچوں کے کمروں کی طرف بھاگ گئے۔ نارو بھی
ان کے پیچھے لگی۔



اندیکھی

شما کلمہ راشد - لاہور

جب بابا کی طرف دیکھا ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مجھے لگا ابھی وہ مجھے یہاں سے چلے جانے کو کہیں گے مگر پھر انہوں نے کہا چاہتے کیا ہو تم بابا میں اس حویلی کا راز جاننا چاہتا ہوں گائوں میں بھی لوگ چاہتے تھے آپ سے بات کرنا مگر.....

ڈر..... دہشت اور خوف سے بھر پور دل و دماغ پر سحر طاری کرتی ہوئی کہانی

میری عمر ستر سال تھی تین بیٹے اور ایک بیٹی سے رب نے نوازا تھا۔ میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ نیچے والی منزل میں رہتا تھا، دونوں چھوٹے بیٹے اوپر والی منزلوں میں رہتے تھے اب بھی سب میرے ارد گرد موجود تھے بیٹی تو نہ آ سکی مگر نو آ گیا تھا خیریت معلوم کرنے اپنے بچوں سے زیادہ ان کی اولاد کو میری زیادہ فکر رہتی تھی۔

باہو ابھی بھی بہت تیز بارش ہو رہی تھی۔ صبح سے رات ہو گئی مگر بارش رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی سردیوں میں جب ایسی بارش ہو تو ماحول بہت ہی ٹھک اور ٹھن سی سکتی ہے بندہ اپنے ہی گھر میں قید ہو کے رہ جاتا ہے میری کل سے طبیعت خراب تھی مسئلہ تو اتنا یاد نہیں تھا مگر اس عمر میں طبیعت خراب ہو تو سب بچے

اب بھی کوئی کدھر سے دیوار کا تھوڑا کوئی باغیچہ
 دیکھا ہے میں ایسا کدھر کی کسی کو نصیب ہوا ہے۔ خبر
 دینے کو مجھے سب بچوں سے کہتے تھے۔ مگر جو میرا انوس تھا
 اسے دیکھ کر میں جیسے میں اپنی جوانی کی تصویر دیکھ رہا
 ہوں مگر ایک فرق تھا زیادہ کسی کی ایسا سکون تھا ہمارے
 وقت میں ہمیں نہ کتاب بھی اس کے یہاں آنے سے
 پہلے اس کی ہاں کاٹوں آقا کا مکر وہ اس کے پاس آ رہا
 ہے ہوائی ڈراما کچھ ایسا کہ گلاب گلاب وہاں فرما رہا تھا
 میرے کدھر سے بار بار تھا۔

دیکھ کر وہ چنانچہ گنگ گیا کر اپنی ہاں کو کچھیں آدمی
 آدمی ساتوں کو باہر دیتا ہے جی کی مگر کتنا میرے دور
 پہلے تھے اور تو خود بچا بچا کرتا ہے۔ ۱۹۸۱ بی آپ کے
 زمانے میں شاید میں چوڑی ہو جاتی تھیں۔ ہمارے ایسے
 نصیب کہلاتے۔

ابھی تو یہ بت رہا تھا کہ لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 نہیں ڈانڈی تھی تو ایسے ہی دوستوں کے ساتھ وقت
 گزار لیتا تھا مگر اپنی ہر بات کو ہی میں رات نہ یاد دہر
 باہر نہ چھوڑتا تھا۔ خود نہ لگا کا مغرب کے بعد چھت پر نہ
 جاتا تھا۔ آپ ہی بتائیے کہ میں کوئی لڑکی ہوں جو مجھ پر
 اتنی دیکھتی رہا۔

نہیں جی انکی بات نہیں ہے دیکھو ساتوں کو باہر
 رہتا تھا کہ بہت بڑی بات ہے یا مجھے لڑکوں کی نشانیاں
 نہیں تھیں۔ اور میرا تو کوئی کدھر نہیں ہے آپ پاس
 نہیں آؤں گی بھی نہیں ہے اور تو میرا سا بچہ بچہ کرک
 کرنگ جاتا ہے ہمارے کدھر کدھر دوسری مخلوق بھی تو رہتی
 ہے جسے وہاں لے آتے ہیں جیسے رہتی ہے۔

انہی الی تو ایسے ہی وہ کہتے تھے جیسے میں بچہ
 کہتے ہیں ہمارے بچے تھے تو انہی بچوں کی بات
 کیا آپ بھی کہتے تھے میں ہمارے دوسری مخلوق ہیں
 "ہمارے کدھر کدھر رہتی ہے ہوتی ہے جیسا کہ میں نے کچھ
 خیال آئے ہیں۔"

تو کیا آپ نے کسی سے دوسری مخلوق میں
 دیکھی ہے کبھی تو آپ نے ۱۹۸۱ میں لکھا تھا کہ آدھو ہر

کر لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 میرے ساتھ ہر سب سب ہر گھسنے لگے ہمارے کدھر
 ہڈی ہڈی کدھر سب لہو کدھر سے میرے کدھر کدھر
 تھے اس سے بھی سوچتے تھے اس بات میں اس کا کدھر
 یہ ہیں خوں کی بات ہے سب میں اپنے اپنے کدھر
 ساتھ کچھوں میں جاتا کرتا تھا۔ گاؤں میں ایک بہت
 بڑی حویلی تھی۔ سرخ رنگ کی دیوار والی ہوئی وہ کدھر
 میں بڑی شادی ہو کر رہا۔ وقت میں کدھر کدھر تھی۔
 اس کے آگے ہی کدھر اس وقت وہیں سے کدھر کدھر تھی
 زمینوں پر جاتا حویلی کے ساتھ بھی کھیت تھے جب بھی
 وہ ہوجاتی تو اپنا کیتے راستے سے جانے کے بجائے
 کھیتوں کے راستے سے چلے جاتا کیونکہ اس حویلی کے
 پار سے میں شہر تھا یہاں دوسروں کی ہاں ایک بڑی
 کی ابھی ایک لڑکے کی ہاں میں لڑکیوں کا کدھر کدھر
 دھڑکی دھڑکی کدھر کدھر چکے تھیں۔ انکڑا مات کو کوئی اس
 کچے راستے پر جاتا تو دیر اسے لگ کر میں اس کا مات
 روک لیتی تھی۔ لڑکیوں کو بھی جتنے لڑکیوں کو روک
 دیتے اس کے پیچھے لگتا جاتی وہ جب تک نہ بچھا
 چھوڑتی۔ جب تک وہ لڑکا اسے نہ چھوڑتا کہ اس کا ہاتھ
 وہ تو راقب ہو جاتی۔ اس دن میں میں اس کی دیکھتی
 شہر سے رہا تھا آتے ہوئے کدھر رات ہوتی کچھوں
 کے راستے سے آتے کے بجائے میں کچے راستے سے
 ہی گھر کی طرف جانے لگا میں سائیکل پر تھا جیسے ہی گھر
 اس کدھر سے آگے سے گزرا ایک لڑکی چہرہ لگی
 دیکھتی تھی میں سائیکل کو دھیر روک کر اس پاس لگی۔
 اس پاس اندھیر اور نہ تو اور اس وقت یہ لڑکی۔

کیا بات ہے کدھر دوسری ہمارے کدھر کی بات تھی۔
 نے سر ہٹا کر مجھے دیکھا وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی
 کی عمر اس انکس ہوتی تھی دیکھتے ہی دیکھتے ہی اسے
 ہوا میں۔ میری مدد اس پر جواب نہ آؤ تو میں نے
 کوئی تو میرا بھی مر جاتا تھا۔

کون مر گیا میں کی بات تھی۔ میری ہاں کی آواز
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

کدھر لڑکی کا ہوا تھا۔ اسی لڑکی کا ہوا دیکھتے ہی
 اپنے پیچھے سے آئی جب میں نے چپ کر دیا تو ایک

جب نور بانو کو پتہ چلا کہ اس کے عبدالباری سے ملنا ہو
 سلوک کیا جا رہا ہے اس نے وہ رو کر باہر نکلا اور
 کر دیں، کبھی ماں کے قدموں میں گر کر تو بھی کرتا
 آگے التجا کرتی مگر جب پتہ چلا کہ عبدالباری زندہ نہیں
 رہا تو اس نے بھی اپنی جان دے دی۔ بس یہی خبر پہنچ
 آہستہ چند سالوں میں ہی کچھ مر گئے کچھ زہر کا
 حوٹلی چھوڑ گئے، چوہدری بھی چند سال زندہ رہے
 بعد کسی خطرناک بیماری کا شکار ہو کر مر گیا اور یہ حوٹلی
 آہستہ آہستہ مٹنے لگی۔

میں بت بنا ساری کہانی سن رہا تھا اٹک سوال
 بار بار دماغ میں آ رہا تھا مغرب ہونے والی تھی بابا
 جگہ سے کھڑے ہو گئے بابا جی ایک اور سوال میں آپ
 سے کرنا چاہتا ہوں آپ ان لوگوں کے بارے میں انکا
 کیسے جانتے ہیں مگر انہوں نے میری کسی بات کا جواب
 نہیں دیا اور چپ چاپ اس تجویز سے نکل کر اس
 حوٹلی کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیے میں دیر
 جھونپڑی کے دروازے پر ہی کھڑا نہیں جا سکا کچھ ہاتھ
 انہوں نے حوٹلی کے اندر قدم رکھنے سے پہلے مجھے
 پلٹ کر دیکھا اور آہستہ آہستہ ایک خوبصورت نوجوان
 کے روپ میں آ گئے اور پھر اچانک غائب ہو گئے۔
 میری حیرت کی انتہا نہ رہی اتنے سالوں سے ہم جنہیں
 بزرگ یا کوئی درویش سمجھ رہے تھے یہ تو وہی لڑکا تھا جسے
 کل رات ہی میں نے نور بانو کے ساتھ دیکھا تھا۔ لیکن
 پھر اس دن کے بدلتے گاؤں میں وہ بزرگ دکھائی
 دیئے اور نہ ہی وہ رو میں شاید کہ وہ اپنا راز بتا چکے تھے
 پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ تھی وہ کہانی بچوں جو آپ
 جی تھی اس لئے بڑے کسی بات سے روکیں تو کہا مان
 لینا چاہئے۔ پر مانتا جی یہ تو پرانے وقت کی بات ہے
 آج کل کے دور میں بھی کیا ایسا ہو سکتا ہے کوئی بھی
 خوفناک بات بتا دیں دادا جی حیرت نہیں سوچ رہے
 سب ایک ساتھ تہہ بنگا کر بیٹھے تھے۔



لئے تبھی کو وہاں روکنا پڑا۔ عبدالباری نے جب
 معذرت کے ساتھ کچھ دیر کے لئے نیچے آنے کا کہا جب
 وہ دونوں نیچے اتر رہی تھیں۔ عبدالباری کی نظر نور بانو پر
 پڑی نور بانو نے بھی عبدالباری کو دیکھا کچھ دیر کے لئے
 دونوں کی نظر ایک دوسرے سے ملی اور پھر نور بانو نے اپنا
 چہرہ چادر میں چھپا لیا لیکن جب تک عبدالباری تبھی کو
 دوبارہ چلنے کے لائق بنا رہا تھا نور بانو بار بار اسے دیکھ
 رہی تھی نور بانو مگر حسین تھی تو عبدالباری بھی خوب رو
 نوجوان تھا اور پھر میں پہلے وہ دونوں ایک دوسرے کو
 دیکھنے لگے پھر باتیں ہونے لگی اور پھر چوہدری چھپے
 ملاقاتیں اس بات کا پتہ صرف نور بانو کی چھوٹی بہن کو تھی
 تھا یہ ملاقاتیں پڑھتے پڑھتے دونوں ایک دوسرے کے
 لئے یوں ایک بن گئے انہیں نہ کوئی ذات یاد رہی نہ ایک
 دوسرے کی حیثیت کا فرق اور نہ ہی چوہدری جیسے ظالم
 انسان کا ڈر وہ دونوں اپنے ہی عشق میں مست تھے۔

انہیں خبر ہی نہ ہوئی چوہدری کو اس بات کی بھنگ
 پڑ چکی ہے چوہدری نے یہ سوال پہلے ہی اپنی بیٹی سے کیا
 کہ اس کا کئی غمورے کے لڑکے سے کیا واسطہ ہے،
 چوہدری چاہتا تھا اگر بات ہوئی تو یہیں ختم مگر نور بانو
 عشق کی اس منزل پر تھی جسے جھوٹ بھی کہنا گوارہ نہ ہوا
 وہ عبدالباری سے محبت نہیں کرتی اور پھر جو ہوا اس کا علم
 کسی کو نہ تھا آدمی رات کو چوہدری کے بندے
 عبدالباری کو گھسیٹتے ہوئے چوہدری کو پاس لے آئے۔
 چوہدری نے خون خوار آنکھوں سے عبدالباری کو یہ
 گاؤں ہمیشہ کے لئے چھوڑ جانے کو کہا مگر اس نے نور
 بانو کے بغیر یہاں سے جانے سے انکار کر دیا اس کے
 انکار کی دیر تھی چوہدری کے بندے اس پر ٹوٹ پڑے،
 لیکن وہ اکیلا ہی چوہدری کے دس بندوں پر بھاری پڑ رہا
 تھا پھر چوہدری کے ہی اشارے پر اس کے پالتو کتے بھی
 آ گئے جنہوں نے رسول سے باندھ کر عبدالباری کو اس
 حوٹلی کی چھت پر لے گئے اور چوہدری کے حکم پر اسے
 وہیں سے نیچے گرا دیا گیا عبدالباری کے تڑپتے وجود کے
 گلے میں ری ڈال کر اس لال مندر کے ساتھ لٹکا دیا گیا



روح کا چین

خلیل جبار

وہ سب اس کے پیچھے چہت سے نیچے آنے لگے۔ تھمینہ سیڑھیاں اترتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ آخر وہ تابوت اور لاش کہاں گئے۔ یہ اس کے لیے ایک طرح سے معہ بن گئے تھے۔ اس نے خود اپنی آنکھوں سے تابوت اور لاش کو دیکھا تھا، پھر وہ کیسے غائب ہو گئے۔

کہنے مشق..... اور ہر دل عزیز رائٹر کے زور و قلم سے قلمی ہوئی۔ شاہکار..... کہانی

تھمینہ ابھی ناشتے کے برتن دھو کر فارغ
لہو کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی۔ اس گھر میں
بغیر اسے چند دن ہی ہوئے تھے۔ صفائی اور گھر
لگا کو بیٹے سے رکھنے کی وجہ سے تھمینہ کو آرام
نہ مل سکا تھا۔ وہ ابھی اس کی آنکھ لگ گئی۔
اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی
کہ کیا وجہ ہے۔ اس کی آنکھ لگ گئی ہے۔ چہت پر کوئی بھاری
چیز مگر نے کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور چہت

بچے ناشتہ کر کے اسکول چلے گئے تھے۔ اس کا
نورانی کو بڑھانے اسکول ملا گیا تھا۔

پڑی۔ اس ایک طاقت رکھتا تھا۔ طاقت دیکھ کر اسے
 بڑی حیرت ہوئی کہ اس طاقت کو کون دہاں یہاں رکھ گیا
 ہو۔ وہ آواز کسی کی۔ تین آہستہ آہستہ قدم پر چلتی
 جاتے کے پاس تھی۔ اس نے جیسے ہی طاقت کا لمس
 لیا اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ طاقت میں کسی
 مہمان کی کوئی تھی۔ وہ کچھ دیکھ کر جگہ سے نہ ہٹا۔
 مردانگی کی ہوئی تھی۔ میرا مہمان ہو رہا تھا، کسی تیز
 دھڑلے سے اس کا کھانا کھا گیا تھا۔ لاش کا پورا جسم
 خون میں نہا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سرمے کے
 ہار چھڑکی ایک غامض ہنس نکلتی۔
 تیز خوف، زندہ ہو کر چہرے سے نیچے بھاگتی ہو
 کر کے گدھا دھڑک کر کے بند پر لپٹ گئی۔ اس نے خود
 کو پھینک کر اس سے چاروں طرف لپٹ لیا۔ اس طرح وہ خود
 کو گھیر کر رہ گئی۔ اس کا جسم گھٹن سے چوڑا ہو رہا تھا۔
 اس لیے کچھ دیر گزرنے پر تیار تھی۔
 حضور ایک سرگرمی اسکول میں استاد کے
 فرائض انجام دے رہا تھا۔ وہ غور محض یاد کے دیکھا
 اسکول میں چڑھا تھا۔ وہاں سے وہ اس کا لڑا ستر
 لڑا وہ جس میں ہوتا تھا۔ کرائے کے لیے خالی مکان بڑی
 مشکل سے ملا تھا۔ مالک مکان نے بڑی سختی سے
 سب مکان کے کرائے بہت بڑھا دیے تھے۔ ایسے
 مکان کرائے پر لینے کی حضور کی تنہائی نہیں تھی۔
 سوجھ بوجھ اس کی تنہائی کے مطابق تھا، اور اس کے
 گھر کے قریب ہی اسکول کی تھا۔ اس نے اپنے بچوں
 اور بھائی مسعود کو قریب کے اسکول میں ہی داخلہ کر دیا
 تھا۔ وہ اپنی پر جاتے ہوئے بچوں کو ان کے اسکول
 چھڑا دیا تھا۔ حضور اسکول سے پہنچی ہوئے پر بچوں کو
 ساتھ لے کر گھر پہنچا۔ اندازے پر دیکھ دینے پر تین
 نے غامضی سے دھارہ دکھلا دی۔ وہ گھبراہٹ ہوئی
 تھی اس سے پتہ چلا کہ حضور کی جہاں ہو گیا۔
 "کیا بات ہے تمہارا گھر کی ہوئی کیوں ہوا؟"
 "..... طاقت....."

"وہاں طاقت ہے۔"
 "طاقت ہے، کیسا طاقت؟"
 "طاقت میں ایک طاقت کی لاش ہے۔ تیرے
 نے بتایا۔"
 "ناش۔۔۔ حضور دیکھ لیا۔"
 "ہاں طاقت میں لاش ہے۔"
 "لیکن طاقت اور لاش طاقت پر آئے کیسے وہ
 حضور نے پوچھا۔
 "میری خود کچھ میں نہیں آ رہا ہے۔ تیرے
 نے کہا۔
 حضور تیزی سے چہرے پر گیا۔ چہرے پر
 طاقت اور لاش کا دور دورہ دیکھ کر ہلکا سا ہلکا۔ وہ جھول
 سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تینہ لہو بچے بھی اس کے
 پیچھے چہرے پر آ گئے۔
 "ہاں تو وہ طاقت ہے اور نہ ہی لاش ہے۔"
 حضور نے کہا۔
 "میں نے خود اپنی آنکھوں سے طاقت دیکھا
 تھا۔" تینہ نے کہا۔
 "پھر کہاں ہے؟" حضور نے پوچھا۔
 تینہ نے چہرے کی چہرے کی چہرے پر اور پھر گئی تھی
 ہوا تک کہ دیکھا۔
 طاقت اور لاش کس دیکھائی نہیں دے۔
 "تم نے خواہ مخواہ ہمیں پریشان کر دیا ہے۔"
 "میں نے خود۔۔۔"
 "سوچے میں کوئی خواب دیکھا ہوگا۔" حضور
 نے جملہ مکمل کیا۔
 "نہیں۔۔۔ میں نے حقیقت میں
 دیکھا تھا۔"
 "پھر کہاں ہے؟"
 "میری کچھ خبر میں نہیں آ رہا ہے۔ یہ سب
 کیا ہے۔"
 "تم جب سے اس گھر میں آئی ہو مسلسل کام
 کر رہی ہو تو کھانا، ذرا پینے کا پانی، اور پانی بند ہے۔"

تھکات کو دور کر دو، پھر تمہیں ایسے خواب نظر آئے ہوں گے
 جسے۔۔۔ حضور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اسی طاقت دور
 کی ہو گئی ہے۔" مسعود نے کہا
 "دوسرے بھوک تو مجھے بھی زوروں کی لگ رہی
 ہے۔" حضور نے کہا۔
 "کھانا تیار کیا ہے؟ آؤ میں کھانا دیتی ہوں۔"
 تینہ نے کہا۔
 "دوسرے اس کے پیچھے چہرے سے چپے آئے
 گئے۔ تینہ بڑھیاں اترتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ آخر
 وہ طاقت اور لاش کہاں گئے۔ یہ اس کے لیے ایک طرح
 سے سوال بن گئے تھے۔ اس نے خود اپنی آنکھوں سے
 چہرے اور لاش کو دیکھا تھا، مگر وہ کیسے قایم ہو گئے۔
 بچوں اور حضور کے ساتھ اس نے بھی کھانا
 کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ان کو قیلولہ کرنے کی
 بات تھی، اس لیے وہ سب بند پر لپٹ گئے۔
 دوسرے دن تینہ دوپہر کا کھانا تیار کر رہی تھی
 کھانا ہاتھ ہوئے اس کا کان دوپہر کی کے وقت کی
 طرف چلا گیا۔ کسی طرح طاقت میں لاش دیکھائی نہیں
 اور پھر قایم ہو گئی۔ ختم حیران تھی۔ محلے میں گمانے
 طاقت کے بارے میں نہیں بتایا۔ اگر حقیقت میں
 طاقت میں لاش ہوتی تو پھر ضرور چہرے سے کسی کے
 لے جانے پر ضرور کھینچتی۔ کوئی نہ کوئی طاقت کو ضرور
 دیکھتا۔ لاش طاقت کی آنکھوں سے چپ نہیں سکتا
 تھا۔ جب وہ اندازہ کھائے کو ابھی۔ اندازہ مالک تھا
 اس کا مطلب ہے۔ وہ دوسرے سے کوئی بھی طاقت کو
 لے کر نہیں گیا۔ اور وہ دوا دوا دکھاتا ہوتا۔ وہ انکی سوچوں
 میں کی کہ اسے محسوس ہوا کوئی بڑھیاں اترتے ہوئے
 چپے آ رہا ہے۔ وہ چوکی چہرے پر کوئی نہیں ہے۔ پھر کوئی
 کیسے بڑھیاں پر سے اتر رہا ہے۔ چہرے سے نیچے دانی
 طرف ایک خاتون تھی۔ جب خاتون کے چہرے پر نظر
 پڑا تو اس کا چہرہ خوف کے مارے قی ہو گیا، اور اس کا
 لپٹ گئی۔ تینہ کو بڑھیاں دیکھ کر خاتون مسکرائی۔ وہ
 لپٹت ہاتھوں میں گئی کر رہی تھی۔

تینہ کے کونڈے وہ ہونے کی جہر چکی ہوئی
 خاتون تھی، جس کی ہاتھ اس نے کل چھوئے تھے۔ چوکی
 تھی۔ جب وہ چوکی سے پھر آج زندہ کیسے ہوئی۔
 کھانا یہ اس کی مشکل تھی۔ "اس نے سہا۔۔۔
 سوچتے پر اس کا خوف ہو کر ہلکا ہونے سے اس سے
 بات کرنے کا سہا۔
 "تم کون ہو؟ اس نے اس کی طرف دیکھی
 ہے۔ اس کا تم سے کیا تعلق ہے؟" اس نے پوچھا۔
 خاتون نے اس کے ہاتھ کو اپنی جانب لیں اور پھر
 ہاتھ سے اسے دیکھتے ہوئی تھی۔ اسے کھانا دیکھ کر
 اس کے پاس گئے۔ اس کے قریب آئے یہ مکان ایسے
 قایم ہوئے۔ جیسے وہی تھی ہی تھی۔ اس کے قایم
 ہونے پر تینہ کو خوف محسوس ہوا، وہ ہاتھ پر کر کے
 بھی بھاگ گئی۔ وہ تو کوئی بڑھیاں نہ تھی، پھر بھی
 کہ وہ دوسرے پر دیکھ ہوئی۔ وہ ہلکا کر رہا ہے پر
 آئی اور دوسرا کھول دینے حضور بچوں کے ساتھ کھانا
 تھا۔ وہ تینہ پر دیکھ کر کھانا۔
 "کیا اسے کھانا دے رہے ہو؟ یہاں نہیں کھیں نہ
 رہی ہیں۔"
 "وہ سوئی میں چوکی پر۔ بات ظہر کو بتائے۔
 بتائے، یہاں اس کا خاتون نہ ملے۔" اس کی خاتون
 تھا۔ تاکہ حضور کو اندازہ ہو کہ اس کی خبر سچ ہے۔ جس
 قسم کے واقعات اس کے ساتھ ہوئے۔ وہ جب تینہ
 نے یہ سوچ کر نہ لپٹنے کا فیصلہ کر لیا کہ جب اس طرح
 کے واقعات اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو حضور
 کے ساتھ گئی آئے ہیں۔ یہی ہی کو میری بات پر مشین
 آئے گا۔
 "پھر کھانا، شہر کا ہر شہر چھو گیا۔"
 "ظاہر ہے شہر کا ہر شہر ہی ہوتا ہے۔ یہی
 تھا۔ یہ چہرے کی رنگت اور ان کی آواز کی آواز کی
 ہے۔ ہاتھ لپٹ کر اس نے پوچھا۔
 "مجھے کچھ نہیں ہوتا، میں خود سے کھانا
 کھاتی ہوں۔" یہ سنے ہوئے اس نے ہاتھ پھیرا۔

Dar Digest 174

APR 11 2023

5 April 2023

Das Digest 17

الہامی کے ساتھ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر سر جھکے ہوئے بل پڑا۔ میں اپنے خیالات میں اس حد تک گرفتار تھا کہ سامنے آنے والے اس سنہ سیدھے شخص کو نہیں دیکھ سکا جو ایک چھوٹے سے کچے کی رسی پکڑے ہاتھ صحت سے آ رہا تھا۔ جب وہ قریباً نہیں قدم کے قافلے پر پہنچ گیا تب میری نظر اس پر پڑی اسے دیکھتے ہی میرے ذہن میں غریبی طرز پر یہ خیال آیا کہ اس شخص سے کچھ پیسے مانگتے ہاتھیں۔ میں نے پہلی زندگی میں بھی کسی کا سے پیسے نہیں مانگے تھے۔ یہ سوچ کر میرا حلق خشک ہو گیا کہ میں کس طرح بات شروع کروں گا۔ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو شاید آپ کی بھی یہی حالت ہوتی۔

میں اس کے سامنے قہقہہ کرکھ گیا وہ بھی کھڑا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ ایک پتہ اور دن دسپہاں شخص تھا۔ اس کی مونچھیں غور کی جانب لگی ہوئی تھیں اور آنکھوں پر بھی ہر کے فریم کا چشمہ تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسرت ہوئی کہ آج پیدا ہو گئے تھے۔ میں نے اپنی آواز میں ہر گھن بڑی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ایک سالہ لڑکے سے ایسا احوال دے سکتے ہیں؟"

میری آواز سن کر وہ ایک لمحہ نہیں سا ہو گیا۔ میں نے سوچا شاید بات ٹھیک سے اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ جڑا میں وضاحت کرنے کے ارادہ سے ایک قدم آگے بڑھا وہ فوراً قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے سے بے کھال کڑے ہو گئے شاید اپنے ہاتھ کو خاک دیکھ کر وہ بھی گھبرا گیا تھا پتہ قدم شخص کی فہم نہ ہو سکتی کہ پتہ نہیں۔ اس نے ہلکا تے ہوئے کہا۔

"بہن! یہ سب میرے پاس کچھ زیادہ پیسے نہیں ہیں۔" وہ خوف زدہ نظر نہ لے میری ہر سانس کی جیب کو گھور رہا تھا۔ غالباً میرے ہاتھ سے ہونے والے کچھ

"الہامی غریبی کی بات ہے۔" اس نے غصے سے کہا۔

"میرے پاس بالکل ختم ہونے سے پہلے ہیں۔"

"ایک منٹ۔" میں نے اسے ٹھکرا دینے کے خیال سے ایک قدم آگے بڑھا تے ہوئے کہا۔

"اس قدر گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" میری بات کی طرف توجہ دیتے چہرہ اس میں پہلے ناگوارگی طرف اور پھر ایک طرف دیکھا سولے سولے ٹپکوں کے پیچھے اس کی آنکھیں بدستور کھلتی رہی تھیں دلہا ایک چپائی لکھتا تھا۔ آنسو جو ہوا۔ وہ قوی آنسو اور تو جوں تھا۔ اور چپائی سے زیادہ کاؤ بولنے قسم کی لکھوں کا بیہوش لگتا تھا۔

"کچھ گڑبڑ ہے؟" اس نے آتے ہی پوچھا۔

"بات تو کچھ ایسی ہی ہے جناب۔" میں نے کہا۔

"یہ شخص مجھے لوٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔" پتہ قدم شخص نے چپ کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بھی جھوٹا شرع کر دیا۔

"میرا بھی ایسا خیال ہے۔" چپائی نے مرلاتے ہوئے کہا۔

"میں دور سے یہ شاید کچھ بات تھا۔"

"میرا دل ایک دم چھو گیا۔ خوف کے باعث میرا حلق خشک ہو گیا میں نے کچھ کہنے کے لیے مدد مانگی لیکن کاؤ بولنے چپائی نے مجھے بولنے کی مہلت ہی نہیں دی۔"

"ظہر جاؤ۔ یہ خود اس نے مجھے زوردار دھکا دیتے ہوئے کہا۔ میرے پاؤں انکڑے لگے اگر میں بروقت دیوار کا سہارا نہ لیتا تو گر ہی گیا تھا۔

"افعیلاطے محترم جناب۔" پتہ قدم آدمی کی آواز سن کر وہی۔

"گت کی راہی جیب میں پتہ قدم ہے۔"

چپائی تیزی کے ساتھ میری چپائی لینے لگا اس کے ہاتھ سے ہلکے انداز میں حرکت کر رہے تھے۔

بخش چپائی۔ باقی۔

"اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔" چپائی نے دھکا دینے کے بعد کہا۔

"جیسے ارہکانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ لوگ آج کل ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔" پھر اس نے پتہ قدم اور شہید قسم کا جھکا دیا اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"میرا دھکا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔" میں نے لپکا چپائی کو باتے ہوئے کہا۔

"یہ آنسو کی بات ہے میں تو ان صاحب سے کچھ پیسہ حصار مانگ رہا تھا۔"

چپائی نے طرز پر توجہ دگتے ہوئے کہا۔

"تو اسے کاغذ لایا تو کوہ طوم ہوتے ہو۔ رات کے ایک بجے قرضہ لینے کے لیے نکلے۔ اپنے ہاتھ دکھاؤ۔"

"آپ مجھ پر احترام لگا رہے ہیں۔" میں نے کہا۔

"یہ بات بدلت میں کہنے کے لیے چاہتا ہوں۔"

چپائی نے کندھا دھکاتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ جھوٹ بول رہا ہے۔" پتہ قدم شخص نے کہا۔

"میں اس کے خلاف کیس بزدل نہ کہ آپ ہرگز اس کے ساتھ نہیں کریں۔"

چپائی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے مجھے دھکا دینے کے لیے کہا۔

"تم اپنی مسئلہ میں جو کچھ کہنا چاہتے ہو اقرار کر لیا۔" اس نے حریف کہا۔

"میں تمہیں سب کچھ کہتا ہوں کہ اگر تم نے اہمیت کی کوشش کی تو قریب کے خود دہراؤ ہو گے۔"

میرا دماغ پکڑنے لگا میرا خیال تھا کہ معاملہ ختم ہو گیا تھا۔ وہاں کے گلیں وہ مجھے نیل بیٹھانے لگا وہ گھر آ رہا تھا۔ میں نے سوچا اگر مرزا بھی مولیٰ لکھی میری عزت تو کرے اور خانہ خانی و کارخانہ میں

جوانا

عشرت قہقہوں نے باوجود عمر و ماری کے کوئی مکان نہیں جایا تھا ایک جھونپڑی جس کی جھونپڑی میں ہی جاں بحق ہوئے۔ ملک الموت نے پوچھا کہ آپ نے اتنی لمبی عمر کی اس کے باوجود آپ نے کوئی مکان نہیں بنایا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ "جس کی تاک میں آپ رہیں، اس کو مکان مانگنے کی کب موافقت ہے۔"

(خانہ خانی و ماری خانی۔۔۔ سوہرہ بکھال)

اچھی باتیں

مقامت جاہ جہاں رہا نہیں ختم تھی ہیں۔

مقامت جہاں رہا نہیں بکھال جو زندگی کو برباد کر دے۔

مقامت طوائف سے جو صرف مطلب کے وقت ملے ہیں۔

مقامت چلو ان لوگوں کے ساتھ جو جرات سے حق دے رہے ہیں۔

مقامت سنا لیا ہاں جو زندگی کو مست کر دیں۔

مقامت کیلچر کھیل جس میں سنا لیا ہیں۔

مقامت کروہیاد وہ جو پورے کر سکا۔

(خانہ خانی و ماری خانی۔۔۔ سوہرہ بکھال)

لی جائے گا جس ایک دم میں آفت ہو گیا اور فروری
 ترکیب سوچے لگا۔ خوش قسمتی سے میں اس وقت ایک
 ہنس بھاری طرف آئی دکھائی دی مجھے ابھی طرح یہ ہے
 کہ جس کی ایک بیڈ لائٹ بھی ہوئی تھی۔ اور اونچے بلندی
 ہے ہجم انداز میں حرکت کر رہے تھے۔ بس ہنسل اس با
 چہرہ کیل کی تھڑکی کی رفتار سے چل رہی تھی جب وہ چند
 قدم کے واسطے پر وہی تھی اس نے ایک جھلک کر باہر
 کی گرفت سے اپنا چہرہ چھوڑا اور تیزی کے ساتھ اس
 کے سامنے سے سڑک کی دوسری طرف نکل گیا۔
 اور اندھ نے جلدی سے بریک لگانے کی کوشش کی
 پھر بھی اگلا پیر پیری چٹون کے ساتھ چھوڑا ہوا گزر گیا۔
 لیکن وہ اس کی پرواہ کے بغیر وہ ڈنکا ہوا ایک گلی میں
 داخل ہو گیا۔

اب میرے اور سہیلی کے درمیان کسی حال
 ہو چکی تھی اور مجھے اپنی آزادی کے لیے چند لمبے سیر
 آگے بڑھے پھر میں نے اس کے کمرے کی آواز سنی جس کی
 وجہ سے سہیلی کو برا حال تھا کہ میں تھوڑی سی اور دیر
 ہوئی میں تیز رفتاری سے دوڑا ہوا ایک گلی سے دوسری
 گلی میں داخل ہو گیا غصہ سے گاڑی کی آواز سنائی دی
 پھر معلوم نہیں کہ گلی کی کدھر تھی البتہ میری رفتار اور تیز
 ہوئی کی گلیوں سے ہوا میں ایک دوسری سڑک پر پہنچی
 میرا غائب کرنے والے قدموں کی آواز معدوم ہو چکی
 تھی سہیلی کا ناخن حیرت و حائل کرنے کے لیے جا گھے
 کوئی نہ کرنے کے لیے کہیں دکھ گیا تھا میں نے
 دوڑا بند کر دیا اور چلا شروع کر دیا میں ہلکے پلٹے کے
 بعد مجھے ایک ٹیکسی نظر آئی پہلی نظر میں اسے پولیس کی
 گاڑی سمجھا اور بدکردار سمجھا گیا۔ تاہم غور سے دیکھنے
 پر پتہ چلا کہ ٹیکسی کے اندر دو بے پر کسی شراب کا اشتہار
 تھا اور اٹھانے جس کی وجہ سے وہ پولیس کا معلوم ہوئی
 تھی میں نے ہاتھ دے کر اسے روکا اور ہدایت استاذ
 کے ساتھ اندر چلے گیا۔

"نہایت بول" میں نے اپنا سامان درست
 کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ نظر بابر شرم میں رہنما ہوں
 ضرور ہوتا ہے۔" ٹیکسی ڈرائیور نے غور سے میرے
 منہ کا جائزہ لینے ہوئے کہا۔
 "آپ کا مطلب وہی ہے؟"
 "بالکل بالکل۔" ٹیکسی ڈرائیور نے پھر دہرایا
 کرتے ہوئے کہا۔
 ٹیکسی چل چڑی۔ اس منٹ کے بعد سامنے
 ایک شینے میں نکل اسٹور نظر آیا میں نے ٹیکسی روکا
 ہوئے کہا۔
 "ایک منٹ ٹھہرا۔ مجھے ایک دکان خریدنی
 ہے۔ ابھی واپس آ جاؤں۔"
 "ضرور۔" ڈرائیور نے بدستور سامنے کی
 جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ خاصا بڑا اسٹور تھا اندر چند ایک گلی کی نظر
 آ رہے تھے گاڈز کے پیچھے کھڑے ہوئے سٹالز میں نے
 عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے سگراتے
 ہوئے سر کو ہولے سے چشم دلی اور رسالے کے کدے کی
 طرف پڑھ گیا۔ ایک رسالے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے
 کے بعد میں نے اسے واپس دیکھ دیا اور پھر ایک
 دوسرے ٹوکے کے قریب جا کر شیشے کی گیم دیکھنے
 لگا۔ اس ٹوکے سے ڈراما آگے ایک نقلی دروازہ تھا
 جو کھلی گلی میں کھلتا تھا قدرے خوف کے بعد میں
 گھر میں سے نکلتا ہوا اس دروازے سے باہر نکل گیا۔

گلی میں چلتا ہوا میں سیدھے نکل اسٹور سے خاصا
 دور نکل گیا۔ ٹین جا رہا تھا آگے جانے کے بعد وہاں
 طرف کی گلی میں سڑکیا۔ اور رفتار تیز کر دی تاہم اتنی تیز
 بھی نہیں کہ سامنے پھول جائے۔ پھر میں ایک سٹال تک
 سیدھا چلا رہا اور صورت حال کے بارے میں خود کو
 رہا۔ ذہن بے پروا طرح الجھا ہوا تھا جو کچھ بھی ہوا وہ
 میری لاپرواہی سے ہوا تھا کاش میرے پاس تھوڑی
 بہت رقم ہوتی تو میں ہولنی جہاز یا اس کے ذریعے اس
 شہر کو خدا حافظ کہہ دیتا لیکن میں آوارہ گردی کرنے
 والے لوگوں کی تلاش کے لیے پولیس ایجنٹ ہوں

اس اچھوتہ تک نہیں کرتی۔ اس شہر سے نکل جانے
 کے بعد ہی میں خود کو محفوظ سمجھتا تھا۔ پولیس کے پاس
 ہر ایک کی نظر تھا جہاں تک تھپے کا تعلق ہے میرے
 پیسے کی لڑکے ہو سکتے ہیں۔ ہر یہ واقعہ جیسی بھری یاد
 دہائے آج پھر بھی میں اور میری بیوی لا رہے اس
 کہہ کر غصہ جیسا کر میں نے لیکن اس وقت صورت
 بدل رہی تھی کہ جس کی اگر میں غور سے پر شہر سے
 جھجھکیا کا سامنے ہو سکا تو پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا
 اور ہر شخص کا مطلب یہ ہوتا کہ مجھے چند سال نکل
 دے گا۔

اس وقت میں شہر کے ایک ایسے بڑے گلی میں
 بیٹھا تھا جہاں واقع طور پر صاحب روت لوگ ملتے
 تھے قریب و دور میں خوب صورت اور جدید وسیع کے
 مانات بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے سامنے وسیع
 ان تھیں جس میں ہر چیز پر اسے اور لذت ایسا وہ
 تھے۔ ہر ماہ کی رقم ملتی تھی اور اس پر چاند نکل آتا تھا۔
 انعامات نے ایک شخص کو سامنے سے آتے دیکھا وہ کم
 تھا ایک ہلکے کے واسطے پر تھا اور گلی کے دوسرے
 میں پھر اس وقت اپنی پوری طرح میرے سامنے
 آئی کی آپ میری کیفیت کا بخوبی اعجاز کر سکتے
 تھے۔ اس شہر میں حیرت انگیز چیزوں کا انتظام کرنا انتہائی
 مشکل تھا۔ مجھے غور سے پر دلی سے نکل جانا چاہیے
 بعد اس کے لیے میں کی ضرورت تھی اچھے کا نتیجہ
 میں چکا تھا میں نے رہا ہوا تھا میرا بیوی کے اندر
 ہوا تھا میں نے اسے انکوائری سے حاکم کر لیا تاکہ
 ماننے سے دیکھنے والے کو یوں معلوم ہو کہ میرا بیوی کے
 بچے کو مل چکا ہوا ہے پھر میں تیز حیرتوں سے گل
 ہلکے میں جس کے سامنے پہنچی گیا۔

"کیا آپ ایک مسافر کو کچھ پیسے دے
 سکتے ہیں؟"
 وہ ایک دم ہلک کر مجھے ٹھہرے گا۔
 "تھرم کوئی بھی فضا حرکت آپ کے لیے
 نہیں اور بہت ہو سکتی ہے۔" میں نے برساتی میں

چپے ہوئے انگریز کو بلاتے ہوئے کہا۔
 "اس لیے جلدی سے اپنا ہنس نکال کر میرے
 حوالے کر دیجیے۔"
 "اور۔۔۔" میں نے برساتی میں مجھے
 ہوئے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ خوف میں کی
 آگھیں اور ہنس لے لی تھیں۔
 "ایک منٹ میرے پیسے میں سب کچھ آپ
 کے حوالے کر دیاں۔"
 "جلدی کر۔" میں نے اس کی گھر بہت سے
 لقب اندر دے دئے ہوئے کہا۔

"اپنا ہنس نکال کر دے گا۔"
 پھر اس کے ہاتھ تیزی کے ساتھ چلے گئے میں
 نے چند نظروں سے اس کو دیکھا کہ کبھی گلی پہاڑی
 پہنچ گیا۔ صرف وہی سیکڑے کے اندر بھی نہیں نے
 ہوا زمین پر پھینک دیا۔
 "اب پیچھے کی طرف مڑ کر میرے پیچھے چلے
 جاؤ۔" میں نے ٹھکانے میں کہا۔
 "مڑ کر دیکھو تو تمہاری کو چڑی اڑھوں گا۔"
 وہ کسی سماعت سے غور سے میری طرف دیکھ کر
 چل دیا۔

میں نے دیکھا زمین پر ایک انگریز ہوا غور
 ایک گھڑی چڑی کی بنے کو چھو گئے ہی میں حرکت
 سے اچھل پڑا۔ وہ میرا ہی ہوا تھا میں جلدی سے اسے
 کھول کر دیکھنے لگا ہر چیز اندر سوچتی جہاز کا گرن
 بیاضی کا رنگ ماریونٹ کا سنسن، گرنیٹ کا رنگ اور قدر
 رقم میرے حوالے سے بے اختیار میرا سامنے آ گیا
 پھر میں اس گھڑی کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا غصہ میں
 میرے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اگرچہ معلوم ان صاحب کی نظر
 سے گزر رہی تھی کوئی نہ کر لے گا میں نے۔ کچھ گھڑی
 سے زیادہ مجھے یہ جاننے کا اشتہار ہے کہ میرا ہاتھ کچھ
 من کے ہاتھ لگ گیا۔





انگلے لسمے لیل کے سامنے ایک تھانچہ آگیا اس پر مٹی کو تھپ
حسرو ہوئی تھر اس کے لیے لسمے لانت خون سے صوح ہو رہے
تھے ایسے اسے دیکھتے ہی ہواکھڑا ہوا لیکن دروازے پر پہنچا
تو تھانچہ وہاں پہلے سے موجود تھا اور تھپہ لنگر ہاتھ

خون کی داوی میں جموا جھلائی دل دھارے پر عطر طاری کرتی ہوئی خوشی کی کہانی

رات جوں جوں گہری ہو رہی تھی اٹین کے محل
میں عزی آدی تھی۔ وہ قبرستان میں اپنے باپ کی قبر
کے پاس بیٹھا رحوں کو بلائے کاٹل کر باٹھا۔ اس کے
ماتے دے دیا۔ کچے تھے ایک میں خون بکرا ہوا تھا اور
دوسرے میں ایک سیاہی کا کتا ہوا دھڑا تھا۔ لیکن حد
میں اس کی کچھ نہ دیا۔ باٹھا تھوڑے تھوڑے وقفے کے
بعد وہ آنکھیں کھولا۔ خون کے پھینکے اپنے باپ کی قبر پر
ڈال کر پھرتا نکھیں بند کر لیں۔ قبرستان میں اٹنا سا چھایا
ہوا تھا۔ اٹین کے علاوہ کوئی دوسرا درجہ نہیں تھا۔ مگر وہ
بلیک کی خوف کے اپنے باپ کی مدح کو بلائے کاٹل
کرتے میں مصروف تھا۔ اس بار آنکھیں کھول کر خون
کے چھینے قبر پر ڈالنے لگا تو اچانک اس کی نظر لی کے
کچے ہونے پر پڑی اس کی آنکھیں اندھیرے میں
چمک رہی تھیں۔ جوں گنگ دیا تھا جسے حرکت نہ رہی ہو
ایک بار تو اٹین بھی اڑ گیا لیکن بگڑت کر کے پڑے
لگا اس کا خیال تھا کہ اس کے باپ کی روح حاضر ہو
جائے گی۔ مگر ساری رات گزرتی۔ پیدا ہو کر نمودار
ہونے کا عمل بھی ختم ہو گیا اس کے باپ کی روح کو تاتا
قوات آئی اٹین نے سارا سال اٹنا یا اور قبرستان سے
بہر نکلا۔ وہ اٹنی کا کامی پر بہت دل گرفتہ نظر آ رہا
تھا اگر میں دن کو ماضی نہ کر سکتا تو مجھے بھی اپنے مقصد
میں کامیابی نہیں ہوگی اٹین حسرت میں بڑبڑایا۔
وہ اصل اٹین بہت لالچا دھوکہ باز اور جھوٹ

تھا۔ اس کے باپ نے سرت وقت گردنوں کی جانیدار
چھوڑی تھی جو اس نے نور اس کے بھائی پادشہ نے ہمار
برائے حکیم کر لی تھی۔ اٹین نے ساری رقم جوئے میں باہر
دی اور کوئی کوئی کھانا نہ کھایا۔ اب باپ کا وہ دھوکہ دہ
ایمان سے دور پھرتا تھا پھر اپنے بھائی جارج کے سامنے
اتھ پھیلا۔ شروع شروع میں تو جارج اس کی مذکورہ
مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ اٹین کی عادت تھی پھر ہی
بے تواس نے رقم دینا چھوڑ دیا اور ایک روز داغ لکھوں
میں خرچ رقم دینے سے منع کر دیا۔
"جارج صحت بھلا تو بیماری اس دولت میں میرا
بھی حصہ ہے۔" اٹین نے کہا۔
"تمہارا حصہ کس طرح ہے؟" جارج حیران
ہوا۔ "کیونکہ بی بی کی جائیداد ہے۔ بی بی نے مرتے
وقت کوئی وصیت نہیں کی تھی جس نے قانون کے مطابق
جائیداد ہمارے تقسیم کر لی تھی۔ اسے ضائع کر دیا اور میں
نے اس سے کاروبار کر لیا اس لئے آج میں کامیاب
پرفیس میں ہوں اور تم کھال ہو۔" جارج نے کہا۔
"تم اب بھی طرح جانتے ہو کہ ذیلی مجھ سے
زیادہ محبت کرتے تھے ایک حادثے میں اچانک ان کا
انتقال نہ ہوا اور انہیں وصیت کرنے کا موقع مل جاتا تو
وہ ساری جائیداد میرے نام کر دیتے۔"
"کیوں کیا میں ان کا بیٹا نہیں مجھے یقین ہے
کہ وہ مجھ کی جیسی اٹھائی نہ کرتے۔" جارج نے کہا

"اٹین نے ایک بار یہ کہا تھا۔" اٹین نے
جوت کھڑا۔ "مجھے سے کیا ہوتا ہے کوئی بھی بھلی تحریر
ہوتی تو اس کی تھی۔" جارج نے کہا۔
"میں نہیں بلکہ تحریریں لادوں گا۔" اٹین نے
خسے سے کہا لیکن وہ ایک تحریر لکھیں سے لگا اس کے باپ
نے تو اسے لکھ کر ہی تحریر نہیں دی تھی ایک دن جارج ہی
پہنچے بیٹھے اس کے شیشی ڈھکن میں خیال آیا کہ اگر کسی
طرح وہ اپنے باپ کی روح کو بلا لے اور اس سے اس کی
تحریر لکھو لے تو جارج کی ساری دولت پر قبضہ ہو سکتا
ہے۔ وہ مختلف عاملوں سے مل کر کوئی بھی اس کے باپ
کی روح کو بلا سکے۔ اس نے بہت سی پرانی پوچھ لی اور
آخری چاروں کی کتابیں جس میں اور مختلف قسم کے عمل
کرتے شروع کر دیے۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا جب وہ
پہلیا ہوا چکا تھا تو ایک روز اس کی نکاح روح کے ماہر کی
بذلت کے اشتہار پر پڑی۔ جو اس نے اخبار میں دیا تھا
اس کا کوئی تھا کہ وہ چند سینکڑے کے اندازہ روروں کو
ماہر کر لیتا ہے اور جو لوگ اپنے رشتے والوں کی
لاحول سے ملنا چاہتے ہیں وہ اس سے رابطہ قائم کریں۔
پوچھتا پوچھتے ہی اٹین کی آنکھیں خوشی سے
چمک کھیں۔ اسے یقین تھا کہ جب اس کے باپ کی روح

ماہر ہوئی تو وہ اسے جیسا کہ تحریر سے ہی جیسی
روست اٹین اس کی ساری جائیداد بھارت میں لے
رو ڈھلے کے پاس کیا ہوتا ہے اب اس کی مدد
سے لکھ کر اخبار کا اٹھ لیا۔ ستم جیسی نہیں ہو کر وہ
اٹنا اپنے باپ کی روح سے ملے گا۔ "تو مجھے نہ کیا۔
"میں۔" ملاقات نہیں میں کرنا چاہتا
ہوں۔ "لیکن نہ کیا۔" لیکن نہیں میں میں نہیں
تو کھرم توہی میں کھیل سکتے ہو۔ "ذاتی نہ کیا۔
اٹین سوچا میں یہ کیا کیا کھیل سکتے کہ
اپنے باپ کی روح سے جائیداد کے اخراجات پر دھوکہ
کرنا چاہتا ہے لیکن بھروسے سے سچے ذہنی کو
تھانے سے پہلے اسے آنا لینا چاہیے کیا وہ بھی
دوہوں کو بھگ سکتا ہے یا دوسرے ماہر کی طرف سے بھی
لوگوں کو دھوکہ دیتی رہا ہے تو بیک انکو دقت عام کا
روحوں کو بلا صرف انہیں کا جواز ہے۔ "تو کیا
مجھے ہیں کہ وہ اپنے مردہ والد کی روح سے ملے
رہے ہیں۔ چنانچہ اٹین نے پہلے ذہنی کو آزمائے کا
فیصلہ کر لیا اور اسے اپنے بیٹے
تھوڑی دیر بعد ایک مردہ ایک محبت جانی
کے پاس آئے اور اپنے باپ کی روح سے ملے

مقصوم شیطان

الحمل بیکہ فعل آباد

چلو دوستو آخری بازی لگائیں اور دنیا کو سکھا دیں جارحانہ
یہ کہنے شروع کیا کہ (Iraq) اور "ملائیکو ویو چپ" کو اتھا کر
حیمز ویو نوروزین کے سچے حامی ہیں ہیوست کر دیا

دو اہل حق مصروف تھے کہ اس کا داغ شیطان کو مگر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا



الہامی شعروں سے دیکھ رہے تھے اور لب لباب
چٹکڑوں کوگ اُنکی "میلیب" کو بڑے بڑے
دعا مانجے کر رہے تھے۔

ایک مرتبہ سب نے چارہ چا کر باہر
 نکلیں، پھر "حرکت میں آگیا۔ کچھ عرصہ میں
 بڑوں میں کی چٹکی پڑی تھی۔"

انہی کیوں ہوا کیا حال یہ پہلے عقلی مغربہ کی فحش
دارلحک جو مکے ہوا
اس نوعیت کا یہی وہ مجرا تھا طرک انگریز کیلئے

نماز
پہلے گھر میں ادا ہو کر پھر مسجد میں
نماز پڑھنا۔

دوستو! مہارگ گزشتہ آج بھی، ہم سب کو
خود "میں" رائل ہو گئے ہیں۔ لیکن غفلت کے لحاظ
لازم رہی کہ مسرت کے لحاظ سے یہ سب

تجہ کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔
اب میں کسی ایسی ملک کا نائب ہوں گا

ہندوؤں کی سرکوبی سے وہ انجیل شریف اور
عہدِ نیا کو اس کا دماغ شیطان کو گرہ دینے کی
بدعت بناتا۔

مطالعہ چارہوں میں مندرجہ ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔
 (۱) چارہ کے ہر طرح کے "چارہ" نے وہی منکر املا

مجموعہ کے ہر کتابچہ وندہ ازہرے کی طرف اشارہ
کئے گئے اور عربی، انگریزی، ہندی، فارسی اور اردو کے
لکڑی والے ڈھیر سے اشارہ کیا۔

اسی طرح آپ کا دینی فہم کے سربلہ ہیں اس
 بہت کچھ یاد آئے آپ کا فہم یہاں چھوڑا تو کبھی ہوگا۔

اپنے گھٹ شہادت کو دہرائے گا کہ یہ میں چاہوں
 نہ کہنے دے گا۔
 کہہ گا۔

ہرگز کہہ کر جانے لے وہاں اپنی بات شروع

لنگسٹ اور ٹھیک 17 منٹ بعد "قرعہ کیو (2Q)"

نہیں ماہ اول کو خود ان کا عرس گزر گیا اور آج مقررہ عرس ہے
 کی ہندوئی آئے کہ کوئی تھا۔
 اہل "اٹلی" پھر "نٹیا" کے درجے "پنگاڑ"

”خیر، تمہارے لیے کسی بھی قسم کی کوئی بھی نئی کامیابی
 نہیں کرنا پڑے گا اور ہم ”تیار شدہ“ تجربہ“ کامیابی کی سند
 کے ساتھ آکر دینا کے تمام مائنس والوں کو اطمینان

جس کا "مسٹر جارج" نام ہوا، ان کی ایک بات دلوں کا
کہتا ہے کہ یہ بالکل اتنا گھٹا ہے کہ نہ صرف نہیں بظہر

”کے ستاروں“ کی روشنی کو روک سکتا ہے، بلکہ قرعہ
 ”LBN 7“ بھی ہم لوں کی وجہ سے نہیں دیکھ
 سکتے۔ سب سے ترہ کن بات یہ ہے کہ نہ لونا ۱۹

(۶۲) توری حال پر پہنچا ہوا ہے اس کا مطلب ہے
ہا کہ اس چمکڑے نمونہ کے ایک کٹہرے سے دوسرے
کٹہرے تک کوئی بھی "اوسچی گاڑی" تین بڑے

”اگرچہ“ تمہارے ذہن میں میرے منصوبے کا

بھگت کی عظمت نہیں لہذا خاموش رہو۔ جاریہ نے
سکڑا کر اس کے چہرے پر بھی سی چہت لگاتے ہوئے

فیلم "زیڈیو (2011)" سرجز نے بھی
 قتل کیلئے اپنا قریبی شریک بننے سے پہلے ہی اجاکا
 درجہ چھوڑ دیا تھا۔ "ہزاروں جوتیوں کی قربانیوں کا

”خواب حقیقت ہے آٹا ہونے تو ہونے کی کھلی
 شہنشاہ۔“
 ”روم ہل“ کے ریلوے اسٹیشن پر ایک ایسی

بلکہ مسائن ہو گیا تھا جہاں متحدہ حکومت تیار کرنے کی فکر تھی۔
 لیکن اس مسئلہ کا حتمی حل نہ ہوا تھا۔ لیکن چیرے
 کے قریب ایک دھڑ کی ایک عربی فوجی ٹیم کو

جیکو کا ترجمہ بھی مکمل کئے گئے۔ اس کی وہ "دوم جلد" سے لکھے کا سو فیصد رہے تھے کہ چند جہز نو سپارے آجائیں لیکن آخر کار چنگاریوں کی آگ میں مکمل کئے اور چند ہی

لوں میں ارد گرد سے ملے آگے کی آغوش میں چاہے
لکڑی ہو گیلا۔ مجھ کے سر پہ "جادو" کے سحرور ہائی
نام لوگوں کی تلوں نے "دوم سول" پر لکھا داری

[illegible]

86 | April 2023

حضرت علی المرتضیٰ

مؤلف: حضرت شاہ ولی اللہ
 قیمت: 400/- روپے
 مولا: امتیاز احمد

شعبہ ایک ایجنسی نوبل اسکوائر اردو بازار گریجویٹ

نوس قزح

ہر تین کے لیے مجھے پسند یہ اشعار

اور میں سے گزشتہ ہے کہ اسے اپنے اپنے اور اپنے
اور میں سے گزشتہ ہے کہ اسے اپنے اپنے اور اپنے
اور میں سے گزشتہ ہے کہ اسے اپنے اپنے اور اپنے

توڑ کر دیکھ لیا آئینہ دل تو نے
تیری صورت کے سوا اور کیا تھا
(مردانہل - گولڑا)

گدھا بار زندگی سے لی جانتے تھے بھی
جیسے حدیث سے تم مٹا نہیں پانی سے تم
(سلاطین خان - کراچی)

دلت خوش خوش کائنات کا شہدہ دیتے تھے
مہ پڑا وہ آپ کو کہ حوصلہ دیتے تھے
(اکرم کمال آباد - میرپور خاص)

دگر وہ چرا ہے خود میری سوت آئے گا
تمہی دھڑول کی طرف اس کی سمت ہلائی گئی
(آفتاب - میرپور خاص - لاہور)

جوریں تھیں سے مانی ہوئی بھل گئی رہے ہو
اس بھل پنہا کیلئے اس بھل پنہا کیلئے
(آفتاب - میرپور خاص - لاہور)

جس دم عجب کی دہ پانچ گھنٹہ گھا گھا
شرمندہ لپٹے پانچ گھنٹہ بہت مٹا
(آفتاب - شریف آباد - لاہور)

جانے کون کون ہے اس دستے سے
ہر دستہ ہر دستہ ہر دستہ سے
(آفتاب - لاہور - لاہور)

جن باتوں نے عیاں تھیں کرت مٹا
ورگہ ہے وہ باتیں بھی بھل نہ جائیں
(آفتاب - سلاطین خان - لاہور)

جس طرف تھیں جا گئے تھے سے گزرتے
ہوں تری یاد حیرت ہاگ تھر سے گزرتے
(آفتاب - کراچی - لاہور)

جہاں مرا کیت تھا وہیں رہتے آگیا ہوا ہے اُٹا
موتے لے غرق کیا پڑے گا جواب دہا ان کی جانے
(آفتاب - کراچی - لاہور)

توڑ کر دیکھ لیا آئینہ دل تو نے
تیری صورت کے سوا اور کیا تھا
(مردانہل - گولڑا)

گدھا بار زندگی سے لی جانتے تھے بھی
جیسے حدیث سے تم مٹا نہیں پانی سے تم
(سلاطین خان - کراچی)

دلت خوش خوش کائنات کا شہدہ دیتے تھے
مہ پڑا وہ آپ کو کہ حوصلہ دیتے تھے
(اکرم کمال آباد - میرپور خاص)

دگر وہ چرا ہے خود میری سوت آئے گا
تمہی دھڑول کی طرف اس کی سمت ہلائی گئی
(آفتاب - میرپور خاص - لاہور)

جوریں تھیں سے مانی ہوئی بھل گئی رہے ہو
اس بھل پنہا کیلئے اس بھل پنہا کیلئے
(آفتاب - میرپور خاص - لاہور)

جس دم عجب کی دہ پانچ گھنٹہ گھا گھا
شرمندہ لپٹے پانچ گھنٹہ بہت مٹا
(آفتاب - شریف آباد - لاہور)

جانے کون کون ہے اس دستے سے
ہر دستہ ہر دستہ ہر دستہ سے
(آفتاب - لاہور - لاہور)

جن باتوں نے عیاں تھیں کرت مٹا
ورگہ ہے وہ باتیں بھی بھل نہ جائیں
(آفتاب - سلاطین خان - لاہور)

جس طرف تھیں جا گئے تھے سے گزرتے
ہوں تری یاد حیرت ہاگ تھر سے گزرتے
(آفتاب - کراچی - لاہور)

جہاں مرا کیت تھا وہیں رہتے آگیا ہوا ہے اُٹا
موتے لے غرق کیا پڑے گا جواب دہا ان کی جانے
(آفتاب - کراچی - لاہور)

برخودان غلی سید و سکرانی

دوسرا اوج غریب حصہ

میں نے اپنے آپ کو لیا، لقمہ دوق صحرا میں ہلکا مہری تو یہ سسکتے
ہیں، آ رہا تھا کہ غلیظ کے آرام وہ بستر سے اس صحرا کا سفر میں
نہ کیسے طے کیا شاید یہ ایسی کمبل پوش مردوں کی قوتیں ہونگی
جس سے آرام سے اٹھانے سستی ہو، لا پھینکا تھا۔

میرزا کاغذ کی دنیا میں شہسوار کی طرح دوڑتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک نیا آدمی سمجھتا تھا۔

ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسے دیکھا ہے۔

کئی نسل چھوٹا ہوا اس کا سوا چھوٹا بچہ کرکھتا ہے
 رہتا ہے ایک وقت آئے گا جب یہ بھوت بھوتات ختم
 ہو جائیں گے پھر وہ پھر میں ملے گا ان کا کس ختم کرنے
 کسی کے نام اور یہ پھر ہو جائے گا کہ ان کو ایک دن
 میں پیدا ہو جائے گا۔ اس کے خلاف اس کے ساتھ ہی
 ہے کہ وہ نہ ہو گا۔

محبوبی نہ کہے جسے کہ اس کم وقت کی تلاش
محبوبی کی محنت۔۔۔ سب غرت بھری فکر وں سے اس
محبوبی کا ناک کا کد سے تھو۔

[illegible]

سب سے بڑے ملکوں کے لاشوں کو چھوڑ کر یہی نظروں

سے دو کچھ ہے جسے لیکن بچاؤ کی آند کی آنکھوں میں غم
 ہو، خداوت سے گستاخا احساس نظر آرہا تھا۔ جسے ہاتھوں
 کو دھواں حاصل کرنا چاہتا تھا اسی کو لاش سے بند کچھ تھا۔

۱۱ "نہ ہر لمحہ۔۔۔ میرا ایمان کتنا ہے کہ میں اللہ کی روئے
وہ ہر لمحہ نہیں گئی۔۔۔ یہاں کو روکنا ہو گا کہ نہ تو جو بوجھ ہے
میں اس کی طرف سے نہ تو کوئی شہد کو گھورتے ہوئے کہ

کالک بوت کے۔۔۔ "دیبا انور" کے تھمے۔

۱۱۔ لاشوں کو ان کی جیس و سی کے ساتھ ہی دفن کیا گیا۔

لاں لایوت میں بند ہو گیا۔ جب وہاں کوئی شخص نہ تھا تو وہاں سے نکل کر ایک دوسرے شخص کے پاس گئے۔ پھر ہم وہاں سے نکل کر ایک دوسرے کے پاس گئے۔ جو بھی کوئی شخص نہ تھا تو وہاں سے نکل کر ایک دوسرے کے پاس گئے۔

ابو محمد علی میری آغوش کا ماستہ رہ گیا
جب تک چند ہر نہ آجائے نہ غم یہ لاشیں
ابو محمد علی جا نہیں گی۔۔۔

سب کو یہ بات پہنچائی کہ پھر ان لاشوں کو لیک
خاموشی سے گزرنا تھا۔ اور جن دونوں لاشوں کو چھری کے
بلورے سے زخم زد کیا گیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہو اُنسی کو معلوم نہیں۔۔۔ دستانہ



☆. ☆. ☆.

”جیسی کہ یہاں کے لوگوں نے ثابت کیا ہے۔“

انہیں سونے کی لاش

ہوتا ہے۔ "انکار کر دیتے ہیں کہ انکار کیا تھا۔"

100-44222

کونکے خیالات ہیں جن کی امتیازی بات ہے جہاں وہ ہندو

لے جیام اوسپارہ کے ساتھ چلے گا۔

☆ ☆ ☆

ہم کو شکر ہے کہ ان سالوں میں جو ہم نے گزاری

سورقہ خانہ لوٹ بھی، بڑی جہاد میں سفر کر چکے ہیں وہ بھی

ظن تماموں معتدل تھا۔ سنہ ۱۸۸۱ء تک یہ جرم نہ ہو

میں نے اور ملازم نے ایک ہی کھینچ کر کا
تو ملازم اپنے جسم کی دھڑ سے بچنے کے لئے ہلکا
سٹوٹنگ کرتا کہ ایک دوسرے کو کہہ کر

کے لئے ایک اور نیا راستہ تلاش کیا۔

میں نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی یاد کی۔

یوں کریں گے کہ ایسے لڑکے جو چاہتے ہیں کہ ان کے

تھے ہیں سکرٹ لی راجا کھلا وہ ہیں کھائی ہوتے یا

کھانے کے بعد میں اور ماریون کو دیکھنے کے لیے

پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ جب میں آؤں گا تو تم کو یہ سب بتاؤں گا۔

”یہ تو۔۔۔ منتر اچھا۔۔۔“ منتر لکھ رہا تھا۔
 ”تو یہ کیا کر۔۔۔“
 ”تو کچھ بدل کر لکھ دے۔۔۔“

میرے ساتھ کھڑی ہیں مگر طہرٹ کیا تو مجھے کیا کھا جائے

پھر مجھے اپنے ابا کا یہ حال دیکھ کر

میں نے اس کے لئے دعا کی ہے کہ وہ جلد صحت یاب ہو۔

11

اس کی بات سن کر میں نہیں ہو گیا کہ وہ مجھ سے

لکھا اس کے پاس بیٹھے گا بھی نہیں۔ کچھ تو جواسر طاقا

17 April 2023

میری بات میں فرماتے ہیں، مجھے تو جیسے نہ
 مجھے تو پہلی بےوقوفی نے بات دینی کا دھوکہ
 دیا ہے۔ یہ سب کچھ کہہ کر

ہم کہتے ہیں کہ ان کے ہوتے ہیں

آپ قرآن و حدیث میں نے پڑھی ہے

پھر حکام نے ایک ایسی امر غیبی کرتے ہیں

پہلے کے ہمارے بیڑے میں ہونے

انہ کے چہرے پر مسکندہ بخور کھڑی تھی۔

والمغرب في الإسلام

چونکہ ہم ادراک کن پتے ثابت سے جیسے ہر ایک

دال کو گرم کر کے لپٹے اندر رکھیں۔ اس کو سرد پیرا کر دیجئے۔

اسٹروڈ کی سسٹم کو اپنی سرگرمی بہت سی ایجمنٹ پر مبنی ہے۔

جائیں گا اور اگرچہ وہ لوگ جانے جاتے ہیں
 لیکن ان کے ساتھ ہر ایک کی فکریں
 قہریلوں کے جانے کے بعد میں اپنی کافی چے لگا جب
 میری کھوپڑی پر لگاؤ تو کچھ

عجیب و غریب اس نے سر سے تنک یہ رنگ کالا

Dar Digest

9 April 2023

Dar Digest 199

سند میں چھٹا ٹکڑا تھا۔ اس بارے کے بعد لڑاکا کا
دوڑ ختم ہو گیا۔ چاروں لڑکوں کو خوش رہنے کے ٹکڑے
تھوڑے کے بعد لڑکوں کو تھک کر رکھ کر لڑکوں نے
نہانے کی خوف کی وجہ سے سند میں چھٹا ٹکڑا لگا دی
پانچویں جہاز میں ایک بھلی بھلی گئی۔ مسافروں کے
چہرے سرخ رہنے کے لئے ان میں سڑک ہونے لگی تھی
جب یہ لڑکوں کو ہم کھانا سڑک کر چلا۔
ان نے اپنی بات مکمل کی تو میں نے اس کے
چہرے پر خوف کھانے ہلکا کیے کہ وہ کانپ رہا۔
"پھر تم لوگ اگلے دن گھر پر جاؤ۔"
اس کی بات میں خوف تھا ایک درخواست تھی وہ
اپنے لڑکے یا تو ہم سے ہوا تھا چہرے کہ اس کے چہرے وہ
پروٹیکٹر تھوڑی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں
سے اٹھ کر وہاں اسے کہیں کی طرف چل پڑا کہیں
میں نکلی کر میں نے دیکھا کہ لڑکوں پر تھک کے
مہارے پیچھے۔
"اپنی کاوش ہے سے کا اظہار کر۔" اس
نے میری طرف دیکھ کر کہا۔
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے بند پر
بے لگائی کر اس کی تو میں ختم ہو گئی ہیں تو ہر لمحہ فرار
ہوا تھا ہے۔ جس میں صحت نے کہا تھا اس کی ترقی
سند میں کہا تھا جس کی ترقی ہو گئی تھی۔ اس نے
گا کی طرح لگی بند گاہ پر ہر گاہ لگا لگا رہی
کئی حد تک کو اس سے جان چھڑا لیں۔ اس
فیل نے جسے ختم کر لیا۔
"تم کو سے جان چھڑانے کے بارے میں چار
کہا ہے۔" آپا کہہ دیکھنے کا کہنے ہوا۔
اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ ہو گیا کہ تو میں
ختم ہونے کے بارے میں اس کو اس طرح چاہا کہ اس
اس سے بھاگنے کے بارے میں سوچا ہوا میں حیرت
سے اس کی طرف دیکھنے کا تھا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر
اس کی خبر انداز میں سنا لیا کہ کہہ۔
"لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔" اس نے کہا۔

باجھ ہے۔
"تم لوگ اگلے دن گھر پر جاؤ۔"
میں نے چہرے پر خوف کھانے ہلکا کیے کہ وہ کانپ رہا۔
"پھر تم لوگ اگلے دن گھر پر جاؤ۔"
اس کی بات میں خوف تھا ایک درخواست تھی وہ
اپنے لڑکے یا تو ہم سے ہوا تھا چہرے کہ اس کے چہرے وہ
پروٹیکٹر تھوڑی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں
سے اٹھ کر وہاں اسے کہیں کی طرف چل پڑا کہیں
میں نکلی کر میں نے دیکھا کہ لڑکوں پر تھک کے
مہارے پیچھے۔
"اپنی کاوش ہے سے کا اظہار کر۔" اس
نے میری طرف دیکھ کر کہا۔
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے بند پر
بے لگائی کر اس کی تو میں ختم ہو گئی ہیں تو ہر لمحہ فرار
ہوا تھا ہے۔ جس میں صحت نے کہا تھا اس کی ترقی
سند میں کہا تھا جس کی ترقی ہو گئی تھی۔ اس نے
گا کی طرح لگی بند گاہ پر ہر گاہ لگا لگا رہی
کئی حد تک کو اس سے جان چھڑا لیں۔ اس
فیل نے جسے ختم کر لیا۔
"تم کو سے جان چھڑانے کے بارے میں چار
کہا ہے۔" آپا کہہ دیکھنے کا کہنے ہوا۔
اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ ہو گیا کہ تو میں
ختم ہونے کے بارے میں اس کو اس طرح چاہا کہ اس
اس سے بھاگنے کے بارے میں سوچا ہوا میں حیرت
سے اس کی طرف دیکھنے کا تھا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر
اس کی خبر انداز میں سنا لیا کہ کہہ۔
"لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔" اس نے کہا۔

"ظہار کرنے بھی نے چارہ جو لگایا ہے۔"
اس کے بعد وہاں پر سنی خیر سکر ہوئے۔
اس کا جواب سن کر سنی نے اس کو چمک کر دیکھا
لہذا اس کے سر پر وہ کے عقب پر چہرہ نہ لگا۔
"میں سمجھا تھا۔"
"مجھ بانی خدا میں کی بکشت ہو۔" انہیں کر
وہ ہنسنے لگا کہ نہ کھل کر کہا ہر لگ گیا۔
اس کے جواب نے میرے سامع میں اچھل چلا
کر لگی تھی نہ جانے وہ کس بھی اور شکاری بات کہہ اوقات
جانے کھل گئے اس کے اندر نے خطرہ کہ نظر آ رہے تھے
اس کے جانے کے بعد وہاں نے اپنے آہستہ پر لگے اور
میری طرف دیکھ کر لگا۔
"مسٹر آپا۔" نہانے لگے آپ کا دست خطرہ
کہ معلوم ہوتا ہے۔
میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
"تم لوگ اگلے دن گھر پر جاؤ۔"
اس کی بات میں خوف تھا ایک درخواست تھی وہ
اپنے لڑکے یا تو ہم سے ہوا تھا چہرے کہ اس کے چہرے وہ
پروٹیکٹر تھوڑی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں
سے اٹھ کر وہاں اسے کہیں کی طرف چل پڑا کہیں
میں نکلی کر میں نے دیکھا کہ لڑکوں پر تھک کے
مہارے پیچھے۔
"اپنی کاوش ہے سے کا اظہار کر۔" اس
نے میری طرف دیکھ کر کہا۔
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے بند پر
بے لگائی کر اس کی تو میں ختم ہو گئی ہیں تو ہر لمحہ فرار
ہوا تھا ہے۔ جس میں صحت نے کہا تھا اس کی ترقی
سند میں کہا تھا جس کی ترقی ہو گئی تھی۔ اس نے
گا کی طرح لگی بند گاہ پر ہر گاہ لگا لگا رہی
کئی حد تک کو اس سے جان چھڑا لیں۔ اس
فیل نے جسے ختم کر لیا۔
"تم کو سے جان چھڑانے کے بارے میں چار
کہا ہے۔" آپا کہہ دیکھنے کا کہنے ہوا۔
اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ ہو گیا کہ تو میں
ختم ہونے کے بارے میں اس کو اس طرح چاہا کہ اس
اس سے بھاگنے کے بارے میں سوچا ہوا میں حیرت
سے اس کی طرف دیکھنے کا تھا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر
اس کی خبر انداز میں سنا لیا کہ کہہ۔
"لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔" اس نے کہا۔

لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔
میری کھٹکی تیار کر میں اس کو کیا جواب دیا
لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔
پڑی وہ میری طرف سے نظر میں نہ لگے گی کہ جسے کہہ
شراب کی طلب نہ کرے۔ اس نے اندر شراب کا ایک گلاس
لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔
شراب کہہ کر وہاں پر نوٹ پڑی کر چہرے کہ
سند میں کی وائی میں کہا ہے کہ شراب نہ لکھا تھا
بہار سے لکھا کہ وہاں سے لکھا تھا کہ وہاں سے لکھا تھا
سے کہا ہے اس کا انداز گرم ہو کر لکھا تھا کہ وہاں سے لکھا تھا
"میں اس ایک جہاز میں تھا۔" شراب تھا میری
میں ہوا اور سنی کے پاس سے آتے تھے اس کا اس
دیکھنے کہ وہاں سے لکھا تھا کہ وہاں سے لکھا تھا
کے لکھا تھا کہ وہاں سے لکھا تھا کہ وہاں سے لکھا تھا
اس کی بات میں خوف تھا ایک درخواست تھی وہ
اپنے لڑکے یا تو ہم سے ہوا تھا چہرے کہ اس کے چہرے وہ
پروٹیکٹر تھوڑی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں
سے اٹھ کر وہاں اسے کہیں کی طرف چل پڑا کہیں
میں نکلی کر میں نے دیکھا کہ لڑکوں پر تھک کے
مہارے پیچھے۔
"اپنی کاوش ہے سے کا اظہار کر۔" اس
نے میری طرف دیکھ کر کہا۔
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے بند پر
بے لگائی کر اس کی تو میں ختم ہو گئی ہیں تو ہر لمحہ فرار
ہوا تھا ہے۔ جس میں صحت نے کہا تھا اس کی ترقی
سند میں کہا تھا جس کی ترقی ہو گئی تھی۔ اس نے
گا کی طرح لگی بند گاہ پر ہر گاہ لگا لگا رہی
کئی حد تک کو اس سے جان چھڑا لیں۔ اس
فیل نے جسے ختم کر لیا۔
"تم کو سے جان چھڑانے کے بارے میں چار
کہا ہے۔" آپا کہہ دیکھنے کا کہنے ہوا۔
اس کی بات سن کر میں حیرت زدہ ہو گیا کہ تو میں
ختم ہونے کے بارے میں اس کو اس طرح چاہا کہ اس
اس سے بھاگنے کے بارے میں سوچا ہوا میں حیرت
سے اس کی طرف دیکھنے کا تھا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر
اس کی خبر انداز میں سنا لیا کہ کہہ۔
"لکھا تھا کہ وہ کہہ گا۔" اس نے کہا۔

کروٹ کے لیے جس کی انھیں ہول سرخ ہو رہی تھی
 یوں لگا تھا کہ وہ چہرے ہونے لگے۔ بے گھول کے کڑھوں
 میں وہ خون جلتا دکھانے لگا۔ ہاتھ فوٹاک مٹھ رہا تھا۔ میں نے
 دلوں پر انھیں نہ کر لیں ساتھ ہی میرے دل سے فوٹاک
 چلنے لگے۔

"کاجے۔۔۔ خلیا ہا ہے۔۔۔" میرے کانوں
 سے لڑھکھک آواز نکلتی۔

لب میں نے رکھا تو دھڑکن کا چہرہ بالکل ٹپک گیا
 زندگی سے محروم نہ تھا۔ وہ نہی مضبوطی شہر تھوڑے
 خوف سے اس کی طرف دیکھ کر ہچک چکی تھی۔ فکرمندی
 کے چہرے پر پڑی لب اس کی آنکھیں ہلکی کھڑے
 ہونہار دیکھنے والی ایک سب سے بڑی فکرمندی کی تھی۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

دلش میں نہیں آتا کہ مجھ میں کیا ہو رہا تھے مازی
 چاہیے۔۔۔"

میرے جواب پر وہ چپکے کیا اور مجھے یوں دیکھنے
 لگا کہ جیسے کہ میں نے کوئی گھٹی کر دی ہو۔۔۔"

فکرمندی نے جواب دیا کہ میں چپکے کر بیٹھ کر کہنے لگا
 کہ جیسے کہ میری بات اس کو سمجھا لی اس لیے اس کی آنکھوں
 میں شیطانی قوتیں بکھر گئیں۔ کیا اس کی آنکھوں میں
 کچھ کہنا کہ وہ بھی میری طرف بڑھا اور ہندے لگے۔ مجھے
 دیکھا۔ باہر اس نے اپنے ہاتھ میں کچھ سے لپٹے۔
 میرے سر پر ہر طرف لنگھنے لگا۔ اس کی ضرب گمانے
 ہی میری آنکھوں کے گرد ہر سے لپٹے گئے اور ہاتھ
 زمین پر لے آیا تھا۔ میرے ہاتھ سے خون پھیلنے لگا تھا۔
 بے ہوش ہونے سے قبل میں نے صرف اتنا دیکھا کہ
 جوتی نے اس کا ہاتھ دھکا ہے ہوا پانچ منٹ ہونے لے کر
 اندر لے گئی تھی۔ میں اور وہیں نے لاشوں کو گھیر لیا ہے۔

میرے کچھ منٹ بعد۔۔۔

تیرا ہونے لگا۔۔۔ سب دھڑکن آئی۔۔۔ اس وقت ہی
 میں نے اپنے منہ کو قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہی
 فوٹاک چہرہ اس کی آنکھوں میں ہوا۔ فوٹاک چہرہ اس کی
 دھڑکن ہوا۔ فوٹاک چہرہ اس کی آنکھوں میں ہوا۔
 فوٹاک چہرہ اس کی آنکھوں میں ہوا۔ فوٹاک چہرہ اس کی
 دھڑکن ہوا۔ فوٹاک چہرہ اس کی آنکھوں میں ہوا۔

"لاہون۔۔۔"

"لاہون۔۔۔"

"لاہون۔۔۔"

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"لاہون۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

"میں نے تو کیا تھا۔۔۔ میں خوف سے ہلا گیا۔
 میری بات سن کر وہ بھی پڑا۔
 "لب پکڑ کر لیا ہے کیا۔۔۔"

اس کی بات سن کر وہ بھی اس کی طرف دیکھا
 میں پاگل نہ ہو گیا۔

میں نے۔۔۔ فوٹاک چہرہ ہوا دیکھا تھا۔۔۔ تیرا
 جسم بڑھ گیا۔

بلنے کی بات سن کر میں نے دیکھا کہ اس کے
 چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر صرف ایک لمحے کے لیے
 تو وہ میرے لیے اس کا چہرہ مسکایا تھا۔

میں نے دیکھا کہ وہ بیٹا میری طرف سے ہوا۔
 میری بات پر اس نے غور سے میری طرف دیکھا
 اور پھر بولا۔
 "تو ایک کچھ ہے۔ میں لاہور میں ہوں مگر بولہ
 کہہ کر دوست جو کھلی علاقہ میں تم نے کئی دیکھے ہیں۔
 مجھے رہا کے کالم دینے سے زندہ چلا کر رہا۔ میری آواز
 سندھ میں پہنچنے لگی تھی اس وقت سو گندھالی کہ راجا
 سے بڑھ کر تھا۔ بدلہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ وقت بات
 کچھ بول کر غارت ہو مگر تمہارا کچھ نہیں ہے اس کو
 چاہا کہ۔ دل بعد انکھری نے آقا تیار کر لے پہلے متحرک
 سمت تیار کر لے جس کی جہت میں پہلے لگا۔ لیکن بھائی
 سمت پہلے سے میرے متحرک رہا اور انکھری کی آواز کو کسی
 منہ میں سونے کے بہت میں تبدیل کر کے گھسی قید
 گھاس۔ یہ نہیں ہے تو آواز کو آواز داتا میری ذمہ داری
 ہے کہ یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ میرا نہیں ہے۔ پھر وہ
 چوکے نے مجھ پر پڑا تھا۔"
 "یہاں میں۔"
 "یہ تو میرا عجیب چارہ تھا۔ اب میں نے میری مدد
 کی۔ آج کی کئی باتوں کو آواز کو گتے میری جسم پر دیا
 ہوا۔ اس نے گویا مجھے سنا تھا۔
 اس کی سہولت میں تیرے زور اور کیا میں ساجی
 اکی میں ملنے لگا کہ وہ دینی دوسروں کی بھی ہو سکتی۔
 گوارا دینا میں کبھی بھی چیز مانگ نہیں تھا۔ یہ تو
 میرے لئے تھی تو میں نے ایک عرصے سے اپنے
 بدنامی سے خود کو دہرائے۔ میری بدنامی میں کسی
 گوارا کو بھرا ہوا تھا۔ جس کی بات اس کی پہلے کی بدنامی
 اپنے سے زیادہ تھی۔
 ہم دونوں آہستہ سے چلے ہوئے اس بدنامی
 پہنچ گئے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا جس
 نے اپنے دماغ میں آتے بندے کو لاہور میں
 سامنے ظاہر کر دیا۔

میں نے دیکھا کہ وہ بیٹا میری طرف سے ہوا۔
 میری بات پر اس نے غور سے میری طرف دیکھا
 اور پھر بولا۔
 "تو ایک کچھ ہے۔ میں لاہور میں ہوں مگر بولہ
 کہہ کر دوست جو کھلی علاقہ میں تم نے کئی دیکھے ہیں۔
 مجھے رہا کے کالم دینے سے زندہ چلا کر رہا۔ میری آواز
 سندھ میں پہنچنے لگی تھی اس وقت سو گندھالی کہ راجا
 سے بڑھ کر تھا۔ بدلہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ وقت بات
 کچھ بول کر غارت ہو مگر تمہارا کچھ نہیں ہے اس کو
 چاہا کہ۔ دل بعد انکھری نے آقا تیار کر لے پہلے متحرک
 سمت تیار کر لے جس کی جہت میں پہلے لگا۔ لیکن بھائی
 سمت پہلے سے میرے متحرک رہا اور انکھری کی آواز کو کسی
 منہ میں سونے کے بہت میں تبدیل کر کے گھسی قید
 گھاس۔ یہ نہیں ہے تو آواز کو آواز داتا میری ذمہ داری
 ہے کہ یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ میرا نہیں ہے۔ پھر وہ
 چوکے نے مجھ پر پڑا تھا۔"
 "یہاں میں۔"
 "یہ تو میرا عجیب چارہ تھا۔ اب میں نے میری مدد
 کی۔ آج کی کئی باتوں کو آواز کو گتے میری جسم پر دیا
 ہوا۔ اس نے گویا مجھے سنا تھا۔
 اس کی سہولت میں تیرے زور اور کیا میں ساجی
 اکی میں ملنے لگا کہ وہ دینی دوسروں کی بھی ہو سکتی۔
 گوارا دینا میں کبھی بھی چیز مانگ نہیں تھا۔ یہ تو
 میرے لئے تھی تو میں نے ایک عرصے سے اپنے
 بدنامی سے خود کو دہرائے۔ میری بدنامی میں کسی
 گوارا کو بھرا ہوا تھا۔ جس کی بات اس کی پہلے کی بدنامی
 اپنے سے زیادہ تھی۔
 ہم دونوں آہستہ سے چلے ہوئے اس بدنامی
 پہنچ گئے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا جس
 نے اپنے دماغ میں آتے بندے کو لاہور میں
 سامنے ظاہر کر دیا۔

میں نے دیکھا کہ وہ بیٹا میری طرف سے ہوا۔
 میری بات پر اس نے غور سے میری طرف دیکھا
 اور پھر بولا۔
 "تو ایک کچھ ہے۔ میں لاہور میں ہوں مگر بولہ
 کہہ کر دوست جو کھلی علاقہ میں تم نے کئی دیکھے ہیں۔
 مجھے رہا کے کالم دینے سے زندہ چلا کر رہا۔ میری آواز
 سندھ میں پہنچنے لگی تھی اس وقت سو گندھالی کہ راجا
 سے بڑھ کر تھا۔ بدلہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ وقت بات
 کچھ بول کر غارت ہو مگر تمہارا کچھ نہیں ہے اس کو
 چاہا کہ۔ دل بعد انکھری نے آقا تیار کر لے پہلے متحرک
 سمت تیار کر لے جس کی جہت میں پہلے لگا۔ لیکن بھائی
 سمت پہلے سے میرے متحرک رہا اور انکھری کی آواز کو کسی
 منہ میں سونے کے بہت میں تبدیل کر کے گھسی قید
 گھاس۔ یہ نہیں ہے تو آواز کو آواز داتا میری ذمہ داری
 ہے کہ یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ میرا نہیں ہے۔ پھر وہ
 چوکے نے مجھ پر پڑا تھا۔"
 "یہاں میں۔"
 "یہ تو میرا عجیب چارہ تھا۔ اب میں نے میری مدد
 کی۔ آج کی کئی باتوں کو آواز کو گتے میری جسم پر دیا
 ہوا۔ اس نے گویا مجھے سنا تھا۔
 اس کی سہولت میں تیرے زور اور کیا میں ساجی
 اکی میں ملنے لگا کہ وہ دینی دوسروں کی بھی ہو سکتی۔
 گوارا دینا میں کبھی بھی چیز مانگ نہیں تھا۔ یہ تو
 میرے لئے تھی تو میں نے ایک عرصے سے اپنے
 بدنامی سے خود کو دہرائے۔ میری بدنامی میں کسی
 گوارا کو بھرا ہوا تھا۔ جس کی بات اس کی پہلے کی بدنامی
 اپنے سے زیادہ تھی۔
 ہم دونوں آہستہ سے چلے ہوئے اس بدنامی
 پہنچ گئے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا جس
 نے اپنے دماغ میں آتے بندے کو لاہور میں
 سامنے ظاہر کر دیا۔

میں نے دیکھا کہ وہ بیٹا میری طرف سے ہوا۔
 میری بات پر اس نے غور سے میری طرف دیکھا
 اور پھر بولا۔
 "تو ایک کچھ ہے۔ میں لاہور میں ہوں مگر بولہ
 کہہ کر دوست جو کھلی علاقہ میں تم نے کئی دیکھے ہیں۔
 مجھے رہا کے کالم دینے سے زندہ چلا کر رہا۔ میری آواز
 سندھ میں پہنچنے لگی تھی اس وقت سو گندھالی کہ راجا
 سے بڑھ کر تھا۔ بدلہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ وقت بات
 کچھ بول کر غارت ہو مگر تمہارا کچھ نہیں ہے اس کو
 چاہا کہ۔ دل بعد انکھری نے آقا تیار کر لے پہلے متحرک
 سمت تیار کر لے جس کی جہت میں پہلے لگا۔ لیکن بھائی
 سمت پہلے سے میرے متحرک رہا اور انکھری کی آواز کو کسی
 منہ میں سونے کے بہت میں تبدیل کر کے گھسی قید
 گھاس۔ یہ نہیں ہے تو آواز کو آواز داتا میری ذمہ داری
 ہے کہ یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ میرا نہیں ہے۔ پھر وہ
 چوکے نے مجھ پر پڑا تھا۔"
 "یہاں میں۔"
 "یہ تو میرا عجیب چارہ تھا۔ اب میں نے میری مدد
 کی۔ آج کی کئی باتوں کو آواز کو گتے میری جسم پر دیا
 ہوا۔ اس نے گویا مجھے سنا تھا۔
 اس کی سہولت میں تیرے زور اور کیا میں ساجی
 اکی میں ملنے لگا کہ وہ دینی دوسروں کی بھی ہو سکتی۔
 گوارا دینا میں کبھی بھی چیز مانگ نہیں تھا۔ یہ تو
 میرے لئے تھی تو میں نے ایک عرصے سے اپنے
 بدنامی سے خود کو دہرائے۔ میری بدنامی میں کسی
 گوارا کو بھرا ہوا تھا۔ جس کی بات اس کی پہلے کی بدنامی
 اپنے سے زیادہ تھی۔
 ہم دونوں آہستہ سے چلے ہوئے اس بدنامی
 پہنچ گئے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا جس
 نے اپنے دماغ میں آتے بندے کو لاہور میں
 سامنے ظاہر کر دیا۔

ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔۔۔ اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز
اُبھری شاید زلزلہ آ رہا تھا۔۔۔

میں تیزی سے باہر کی جانب بھاگ باہر آیا تو یہ
دیکھا کہ مندر میں آگ لگ چکی ہے۔ اچانک میرے
کانوں نے متعدد چیخوں کی آواز سنی پھر میں نے باہر جان
کو دیکھا جو کہ بری طرح سے جلا رہا تھا آگ نے اس
کے جسم کو کھلسا دیا تھا۔ پھر میری نظر ان متعدد جنگیوں پر
پڑی وہ بھی سوکھے پتوں کی طرح جل رہے تھے ہتھ
قسم کی غیر انسانی مخلوقات میں آگ لگی ہوئی تھی۔
تاریک وادی کے سارے اسرار اس مندر سے واپس
تھے مندر کو آگ لگ چکی تھی۔ سارے اسرار بھی ختم
اچانک مجھے جھٹکا لگا اور پھر میں اچھل کر پتھر سے
نکرایا۔۔۔ پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔

ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو سمندر کے ساحل
پر پایا میرے نزدیک روزی بے ہوش پڑی تھی روزی کو کچھ
نکر میں خوشی سے بے قرار ہو گیا تاریک وادی کا ظلم ختم
ہوتے ہی وہ بھی آزاد ہو گئی تھی۔ وہ بہت زیادہ کمزور محسوس
ہو رہی تھی۔

روزی ہوش میں آتے ہی مجھ سے پٹ گئی تھی ان
کے بیان کے مطابق جنگیوں کے دہانے ان کو اپنی بیوی
بٹالیا تھا اس کو اس کے سامنے ناچنا پڑتا تھا۔ غرض اس پر
بہت زیادہ ظلم ہوئے تھے۔ تاریک وادی کی نیلا زمین اب
سیاہ ہو چکی تھی سارا ظلم ختم ہو چکا تھا۔

قصہ مختصر ایک ماہ کے بعد ہمیں ایک جہاز کی
صورت نظر آئی تھی وہ ایک برٹش جہاز تھا ایک ماہ کے
دوران ہم نے جنگی پیلوں پر گزرا وہ کیا تھا۔ جہاز والوں
نے ہم پر ترس کھا کر ہٹا دی ہماری کہانی ان کے لئے کافی
حیرت انگیز تھی۔

شہر آ کر میں نے روزی سے شادی کر لی اس کا
اسلامی نام اب ناکہ ہے ان واقعات کو بہت عرصہ گزر چکا
ہے جب بھی یاد آتے ہیں میں اپنے جسم کی لرزشوں پر قابو
نہیں رکھ پاتا ہوں۔

ختم شد

صاف کرتے ہوئے کہا میرا لہجہ پر عزم تھا۔
میری بات سن کر اس کے چہرے پر غصہ در آیا اور
آنکھوں سے حقارت ناپنے لگی تھی۔

”اب میں تمہیں جان سے ماروں گا۔ اپنے متری
نکئی کے لئے چاہے مجھے ہزاروں ورش اور ہی کیوں پر نیکشا
کرنی پڑے۔“

انتا کہہ کر اس نے میرا گلہ پکڑ لیا اور مجھے زور وار
دھکا دیا میرا سر راجھماری کے تابوت سے ٹکرایا اور خون کی
لکیر میرے سر سے بہہ نکلی اور میرا خون راجھماری کی مورتی
پر جا کر مادھون میری جانب اس نے بھرپور لات میرے
پیٹ پر ماری اور میں گر پڑا اور پھر میرے سینے پر سوار ہو گیا
اور میرا گلہ دبانے لگا۔ میں اس کا مقابلہ کر ہی نہیں پا رہا تھا۔
اسی لمحے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے میں نے اس دن پہلی
بار اللہ کو سچے دل سے یاد کیا۔

”اے میرے رب اے رحمن اے رحیم میری مدد
فرما میں اس کافر مردود کے ہاتھوں گمائی کی موت نہیں مرنا
چاہتا۔“

میرے دل سے یہ لفظ نکلے ہی تھے کہ اچانک
ایک سرگوشی میں نے سنی جو کہ بہت ہی نرم تھی وہ آواز کسی
لڑکی تھی۔

”ماہوی کفر ہے گناہ ہے۔۔۔ تم نے اس رب کو
سچے دل سے پکارا ہے وہ تم کو بھی مایوس نہیں کرے گا۔ اپنی
جیب دیکھو۔“

ماہون میرا گلہ دبا رہا تھا میرا سانس رکنے لگا تھا اسی
لمحے میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا میری جیب سے جو باہر آیا
وہ ایک خنجر تھا جو کہ سفید تھا میں نے پوری قوت سے اس خنجر کو
اس کے سینے کے پار کر دیا خنجر کے پار ہوتے ہی ایک
دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی اس کے حلق سے۔ وہ سینہ بکڑ کر
پچھے ہٹا چلا گیا اچانک میری نظر راجھماری پر پڑی سونے
کی میدنی انسانی شکل میں آ چکی تھی۔ راجھماری کا حسن
واقعی قابل دید تھا اس کی دل موہ لینے والی خوبصورتی میں نے
پہلے بھی نہیں دیکھی تھی۔

ماہون کے جسم میں آگ لگ چکی تھی وہ جلاتا ہوا

(روایت) رمضان جا مہینہ سب پتے ہیں

رمضان کی اسلامی تاریخ تو ہماری سب کا نور و زاد و گوشت و پوست ہے
 اور اس مہینہ کی روایتیں ہمیشہ نیا اور دلچسپ رہیں گی۔ سب پتے ہیں
 ان کی تو کوئی حد و پیمانہ نہیں ہے۔ سب پتے ہیں

